پر طعن و اعتراض نہیں بن سکتی۔

ہاں اتنا ضرور ہے۔ کہ اس سے نجفی شیعی کی عداوت باطنی اور جہالت کا ثبوت مل گیا۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

marfat.com

اعتراض نمبر ۸

حق ابو حنیفہ کے فتویٰ کی مخالفت میں ہے

حقیقت فقہ حنفیہ:

اہل سنت کی معتبر تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۴۲۳ مطبوعہ السلفیہ المدینۃ المنورہ طبع جدید) عمار ابن قیس کہتا ہے۔ جس نے حق ڈھونڈنا ہو وہ کوفہ میں آئے ابو حنیفہ کا فتویٰ معلوم کر کے اس کی مخالفت کرے۔ اور اسی کتاب کے ص ۴۲۴ پر لکھا ہے۔ کہ ابو بکر بن عیاش کہتا ہے۔ سَوَّدَ اللّٰہُ وَجْہَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ۔ کہ خدا ابو حنیفہ کے چہرے کو سیاہ کرے۔ نیز اسی صفحہ میں لکھا ہے۔ کہ اسود ابن سالم کہتا ہے۔ کہ ابو حنیفہ کا نام مسجد میں لینا جرم ہے۔ نیز ص ۴۳۶ پر لکھا ہے۔ کہ سفیان ثوری کہتا ہے۔ کہ ابو حنیفہ ضال اور مضل تھا یعنی وہ خود گمراہ تھا۔ اور دوسروں کو گمراہ کرتا تھا۔ نیز ہارون ابن یزید کہتا ہے کہ ابو حنیفہ کے پیروکار نصاریٰ کے مشابہ ہیں۔ نیز امام شافعی کہتا ہے۔ کہ میں نے ابو حنیفہ کے پیروکاروں کی ایک کتاب دیکھی۔ جس میں ایک سو تیس (۱۳۰) ورق تھے۔ اس میں سے اسّی قرآن و سنت کے خلاف تھے۔

(حقیقت فقہ حنفیہ ص ۳۲)

marfat.com

جواب:

نجفی شیعی نے درج بالا عبارت کے اعتراض میں چند امور اکٹھے کر دیئے ہیں جنکی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ "حق" ابو حنیفہ کے فتویٰ کے خلاف ہے۔

۲۔ ابوبکر عیاش نے ابو حنیفہ کے لیے "چہرہ سیاہ ہونے" کی بددعا کی۔

۳۔ ابو حنیفہ کا نام مسجد میں لینا حرام ہے۔

۴۔ سفیان ثوری نے ابو حنیفہ کو گمراہ اور گمراہ کرنے والا کہا۔

۵۔ بقول ہارون، ابو حنیفہ کے پیروکار عیسائیوں کے مشابہ ہیں۔

۶۔ امام شافعی کے بقول ابو حنیفہ کے پیروکار کی آدھی سے زیادہ فقہ خلافِ قرآن و سنت ہے۔

٭

marfat.com

تردید امر اوّل

"حق" ابو حنیفہ کی مخالفت میں ہے۔ اس روایت کا مرکزی راوی "مؤمل بن اسماعیل" ہے۔ اس کا مقام ملاحظہ ہو۔

میزان الاعتدال:

مؤمل بن اسماعیل......... قَالَ الْبُخَارِیُّ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ وَقَالَ اَبُوْ زُرْعَةَ فِیْ حَدِيْثِهٖ خَطَاءٌ كَثِيْرٌ......... قَالَ مُؤَمَّلُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عِكْرَمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ..... اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَدَمَ الْمُتْعَةَ الطَّلَاقُ وَالْعِدَّةُ وَالْمِيْرَاثُ هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ

(میزان الاعتدال جلد سوم ص ۲۱۲ حرف المیم مطبوعہ مصر طبع قدیم)

ترجمہ:

امام بخاری نے مؤمل بن اسماعیل کو "منکر الحدیث" کہا۔ ابو زرعہ نے کہا۔ کہ اس کی حدیث میں "خطاء کثیر" ہے۔ مؤمل بن اسماعیل کہتا

marfat.com

ہے۔ کہ ہمیں عکرمہ بن عمار نے سعید المقبری سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "متعہ، طلاق، عدت اور میراث کو ختم کر دیتا ہے۔ یہ حدیث منکر ہے۔

"مؤمل بن اسماعیل" کے متعلق آپ ملاحظہ کر چکے۔ کہ کس درجہ کا راوی ہے۔ اور اس کی روایت کا کیا مقام ہے۔ ایسے خطا کرنے والے منکر الحدیث اور مجروح راوی کی روایت کس طرح امام ابو حنیفہ کی ذات پر اعتراض بننے کی صلاحیت رکھتی ہے؟ اُدھر اس کے خلاف ثقہ لوگوں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقاہت اور قرآن و سنت کی اتباع میں بہت واضح الفاظ میں آپ کی تعریف کی ہے۔ تاریخ بغداد کی اسی جلد میں جناب مسعر بن کدام سے منقول ہے۔

"امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہ اور اجتہاد میں جو بھی غور کرے گا وہ اس کا دلدادہ ہو جائے گا۔ انہی کا کہنا ہے۔ کہ جس نے ابو حنیفہ کو اللہ اور اپنے درمیان وسیلہ بنالیا۔ اُسے کسی چیز کا غم نہیں۔" (جلد ۱۳ ص ۳۳۹)

جناب سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔

"جو شخص امام ابو حنیفہ کے پاس آجاتا ہے۔ وہ سمجھ لے کہ دنیا کے تمام فقہاء کرام سے بڑھ کر فقیہ کے پاس آگیا۔ (جلد ۱۳ ص ۳۴۴)

قارئین کرام! مؤمل بن اسماعیل منکر الحدیث کی روایت ایک طرف رکھیئے۔ اور جن سے یہ روایت مذکور ہوئی۔ (یعنی مسعر بن کدام) اُن کے اقوال کو ملاحظہ فرمائیں تو نتیجہ واضح ہو جاتا ہے۔ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو خدا کی بارگاہ میں وسیلہ بنانا اور ان تمام حقائق کے اقوال کے برخلاف "حق بتانا"، ان میں کیا نسبت ہو سکتی ہے۔؟ کیا باطل فتوے صادر کرنے والے کو اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ بنایا جاتا ہے؟ ان

marfat.com

تمام حقائق سے معلوم ہوا۔ کہ مؤمل بن اسماعیل کی آنتداء میں نجفی شیعی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہ اور فتاوٰی و مسائل پر لایعنی اعتراض کر دیا۔ جناب مسعر بن کوام رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جو بات صحت کے ساتھ ثابت ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ آپ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اور ان کی فقاہت کو قرآن و سنت کے مطابق قرار دیتے تھے۔

تردید امر دوم

ابو بکر بن عیاش کی روایت سے نجفی شیعی جو کچھ ثابت کرنا چاہتا ہے وہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مذکور راوی کو اسمائے رجال کی کتابوں میں اس پایہ کا راوی نہیں مانا گیا۔ کہ اس کی روایت سے دلیل و حجت کا کام لیا جائے۔

میزان الاعتدال:

البوبکر بن عیاش......... قَالَ اَبُوْ نُعَیْمٍ لَمْ یَکُنْ فِیْ شُیُوْخِنَا اَحَدٌ اَکْثَرَ غَلَطًا مِنْهُ......
وَکَانَ یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ لَا یَعْبَأُ بِهٖ اِذَا ذُکِرَ عِنْدَهٗ کَلَحَ وَجْهُهٗ۔

(میزان الاعتدال جلد ۴
ص ۴۹۶ مطبوعہ السلفیہ
المدینہ المنورہ طبع جدید۔)

marfat.com

ترجمہ:

ابونعیم کا کہنا ہے۔ کہ ابوبکر بن عیاش ایسا کثیر الغلط شخص ہمارے مشائخ کرام میں سے کوئی اعتبار نہ کرتے۔ اور جب اس کا ذکر ہوتا۔ تو وہ تیوری چڑھا لیتے تھے۔

کثیر الغلط اور ناقابل اعتبار راوی کی روایت کا سہارا لے کر امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات پر طعن کیا۔ اور ان کے لیے بد دعا ذکر کی۔ ایسی دعا تو نجفی کو اپنے حق میں کروانی چاہیئے تھی۔ کپڑے سیاہ ہیں۔ جھنڈا سیاہ ہے اور اگر چہرہ بھی ایسا ہی ہو جاتا۔ تو "سونے پر سہاگہ" کے مصداق ہو جاتا۔

فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِى الْاَبْصَارِ

تردید امر سوم

"ابوحنیفہ کا نام مسجد میں لینا حرام ہے" روایت مذکورہ کا راوی اسود بن سالم ہے۔ یہ اور اس کے علاوہ اس کی سند میں سے کوئی نہ تھا۔ جناب یحییٰ بن راوی ایں مجہولوں کے توڑ کی کہی گئی بات کسی عام آدمی پر موجب طعن نہیں ہو سکتی۔ چہ جائیکہ اس کو ایسی شخصیت کے لیے طعن بنایا جائے۔ جو برسوں تک ایک وضوء سے پانچوں نمازیں ادا کرتا رہا۔ دو نفلوں میں پورا قرآن کریم پڑھتا رہا۔ علاوہ ازیں مسجد میں دینی مصروفیات اس قدر تھیں۔ کہ کچھ لوگوں نے اس میں شمولیت کی۔ اور پھر ان کا جنازہ ہی اس مسجد سے اٹھایا گیا۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

ٿ

marfat.com

تاریخ بغداد:

(اعتراض اول کے منسوب الیہ) جناب مسعر بن کدام کہتے ہیں۔ کہ میں امام ابوحنیفہ کے پاس جب ان کی مسجد میں ملاقات کے لیے حاضر ہوا۔ تو اس وقت آپ نماز صبح ادا فرما رہے تھے۔ فراغت کے بعد ظہر تک آپ نے حاضرین کو دین و اسلام کی باتیں بتلائیں۔ پھر ظہر پڑھی۔ اور عصر تک مصروف تعلیم رہے۔ عصر سے مغرب اور پھر عشاء تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ مسعر بن کدام کہتے ہیں۔ کہ میں نے دل میں خیال کیا۔ کہ یہ شخص اس قدر درس و تدریس کے بعد تھک جاتا ہوگا۔ اور اسے شب بیداری کی دولت حاصل نہ ہوگی۔ لیکن میرا خیال درست نہ نکلا۔ حاضرین چلے گئے۔ اور امام ابوحنیفہ مسجد میں نماز نفل کے لیے کھڑے ہوگئے۔ اس قدر قیام طویل فرمایا کہ صبح ہوگئی۔ گھر تشریف لے گئے۔ کپڑے تبدیل کیے۔ اور نماز فجر کے لیے واپس مسجد میں تشریف لے آئے۔ نماز صبح سے فراغت پر وہی کل والی مصروفیات شروع ہوئیں۔ رات ڈھلی۔ لوگ الوداع ہوئے۔ آپ نے گزشتہ رات کی طرح صبح تک قیام فرمایا۔ میں سب کچھ دیکھتا رہا۔ اسی طرح تیسرا دن اور رات بھی گزر گئے۔ میں امام ابوحنیفہ کی درس و تدریس اور عبادت کی مصروفیات دیکھ کر آپ کا گرویدہ ہوگیا۔ اور پکا ارادہ کر لیا۔ کہ بس اب کہیں نہیں جاؤں گا۔ حتی کہ میں مر جاؤں یا امام ابوحنیفہ کا وصال ہو جائے ان کے اپنے الفاظ سماعت فرمایئے۔

فَلَازَمْتُهُ فِيْ مَسْجِدِهٖ قَالَ ابْنُ اَبِيْ مُعَاذٍ فَبَلَغَنِيْ اَنَّ مُسْعِرًا مَاتَ فِيْ مَسْجِدِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ فِيْ سُجُوْدِهٖ (جلد ۱۳ ص ۳۵۶)

میں (مسعر بن کدام) نے ابوحنیفہ کی مسجد میں رہنے کو اپنے اوپر لازم کر لیا۔ ابن ابی معاذ کہتے ہیں۔ کہ مجھے یہ خبر ملی۔ کہ مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ کا مسجد ابی حنیفہ میں ہی بحالت

marfat.com

سجدہ انتقال ہوا۔

بقول نخعی شیعی اسود بن سالم کا کہنا ہے۔ کہ "ابو حنیفہ کا مسجد میں نام لینا حرام ہے" اور ابو حنیفہ کی شخصیت وہ کہ مسجد سے ضرورت کے بغیر باہر نہیں نکلتے۔ اور پھر تعجب بالائے تعجب یہ کہ "مسعر بن کدام" نے اپنی بقیہ زندگی۔ امام ابو حنیفہ کی میت میں گزار دی۔ اور انہی کی مسجد میں بحالت سجدہ انتقال کیا۔

جن کی تقریباً ساری زندگی خانہ خدا میں دین کی درس و تدریس میں گزری اُن کا نام مسجد میں لینا حرام ہے؟ تو کیا پھر ان کا نام "امام باڑہ" میں لیا جانا چاہیئے یا "کربلاؤں" میں ان کے تذکرے ہونے چاہئیں۔؟ یہ امام ہمارے اہلسنت کے امام ہیں۔ اور ان جیسی نیک و متقی شخصیات کے نام مسجدوں میں ہی بھلے لگتے ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

تردید امر چہارم

"ابو حنیفہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے"، کیا یہ بات جناب سفیان ثوری نے کہی؟ ــ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

یہی سفیان ثوری ہیں۔ کہ جن کے ارشادات (جناب امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق) ہم اعتراض نمبر۲ میں بیان کر چکے ہیں۔ یعنی امام اعظم کے استقبال کے لیے کھڑے ہوئے۔ انہیں اپنی مسند پر بٹھایا۔ خود سامنے مؤدبانہ بیٹھ گئے۔ پوچھا گیا۔ کہ آپ نے اس قدر ان کی تعظیم کیوں کی۔ تو فرمایا۔ یہ ہر اعتبار سے لائق احترام ہیں۔

marfat.com

علم، عمر، تفقہ فی الدین، زہد و تقوٰی ایک سے ایک بڑھ کر خوبی ان میں موجود ہے جو ان کی تعظیم کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ جناب سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد اور اس قسم کے دوسرے اقوال اگر نجفی شیعی دیکھ لیتا۔ تو بے بنیاد الزام نہ دھرتا۔

علاوہ ازیں جناب سفیان ثوری کی طرف منسوب اس روایت کے ذیل میں حاشیہ پر بھی اگر نظر پڑ جاتی۔ تو پھر بھی شرم آجاتی۔ محشی رقم طراز ہیں۔

حاشیہ تاریخ بغداد:

فِيهَا اَبُو نَعِيمٍ (اَعْنِيْ) اَلْحَافِظُ شَيْخٌ قَالَ الْخَطِيْبُ كَانَ رَجُلاً شَدِيْدَ الْعَصَبِيَّةِ ثُمَّ قَالَ الْحَافِظُ مُحَمَّدُ بْنُ طَاهِرٍ الْمُقَدَّسِيُّ سَمِعْتُ اِسْمَاعِيْلَ بْنَ اَبِي الْفَضْلِ بِهَمْدَانَ وَكَانَ مِنْ اَهْلِ الْمَعْرِفَةِ يَقُوْلُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْحُفَّاظِ لَا اُحِبُّهُمْ لِشِدَّةِ تَعَصُّبِهِمْ وَقِلَّةِ اِنْصَافِهِمْ اَبُوْ نُعَيْمٍ الْحَافِظُ وَالْحَاكِمُ اَبُوْ عَبْدِ اللهِ وَاَبُوْ بَكْرٍ الْخَطِيْبُ وَفِيْهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ حَبَّانَ اَبُوْ شَيْخٍ وَقَدْ تَقَدَّمَ وَفِيْهَا سَالِمُ بْنُ عِصَامٍ ذَكَرَهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِيْ تَارِيْخِ اَصْبَهَانَ فَقَالَ كَانَ كَثِيْرَ الْحَدِيْثِ وَالْغَرَائِبِ وَمَعَ هٰذَا فَلَا تَنْسَ مَا قَدَّمْنَاهُ لَكَ عَنِ الثَّوْرِيِّ مِمَّا نَقَلَهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ مِنْ تَنَكُّلِ الثَّوْرِيِّ

marfat.com

عَلَی الْاِمَامِ اَبُوْحَنِیْفَۃ۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۶۲ تا ۴۳۶
مطبوعہ السلفیہ المدینہ المنورہ طبع جدید)

ترجمہ:

مذکورہ روایت میں ایک راوی "ابونعیم" ہے۔ یعنی حافظ شیخ ابونعیم۔ خطیب کہتا ہے۔ کہ یہ شخص سخت متعصب تھا۔ حافظ محمد بن طاہر مقدسی کا کہنا ہے۔ کہ میں نے ہمدان میں اسماعیل بن ابی الفضل سے جو کہ اہل معرفت تھے، سنا۔ کہ حفاظ الحدیث میں سے تین آدمی مجھے اچھے نہیں لگتے کیونکہ وہ سخت متعصب تھے۔ اور انصاف ان میں نام کا ہی تھا۔ ایک ابونعیم، دوسرا ابوعبداللہ الحاکم اور تیسرا ابوبکر الخطیب۔

روایتِ بالا میں ایک اور راوی عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حیان بھی ہے۔ اس کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے۔ (جو مجروح ہے۔ تیسرا راوی سالم بن عصام ہے ابونعیم نے تاریخ اصبہان میں ذکر کیا۔ کہ یہ شخص بکثرت احادیث روایت کرنے والا اور عجیب وغریب باتیں نقل کرنے والا ہے۔ ان تمام باتوں کے ہوتے ہوئے جناب سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے وہ ارشاد جو انہوں نے امام ابوحنیفہ کی تعریف میں کہے۔ جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ تمہیں پیش نظر رکھنے چاہئیں۔

خلاصہ یہ کہ جناب امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات۔ اور مقام علم پر نجفی کوئی ٹھوس دلیل نہ لا سکی۔ تو اس نے گھسی پٹی روایات کا سہارا لے کر اپنی آخرت برباد کرنے کی مزید کوشش کی۔ اور پھر ایسی روایات جن کا سیاق وسباق دیکھ لیا جاتا۔ ان کے راویوں کے حالات پڑھ لیے جاتے۔ اور منسوب کردہ حضرات کے تعریفی کلمات ملاحظہ کر لیے جاتے۔ تو اس طرح کی ذلیل کی حرکت نہ ہوتی۔ خدا ہدایت عطا فرمائے۔

marfat.com

تردید امر پنجم

"ابو حنیفہ کے پیروکار نصاریٰ کے مشابہ ہیں" اس روایت کے صرف دو راوی ملتے ہیں۔ اور کتب اسمائے رجال کی رو سے دونوں "مجہول" ہیں۔ ایک کا نام ایوب بن شار بن یحییٰ اور دوسرے کا نام یزید ابن ہارون ہے۔ اس روایت کا اصل راوی یزید بن ہارون ہے۔ اس نے مذکورہ الزام دھرتے ہوئے کوئی وجہ بیان نہیں کی اور بلاوجہ جرح یا اعتراض قابل اعتبار ہرگز نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس روایت کے ناقابل عمل ہونے کی یہ دو وجوہات ہوئیں۔ اس لیے امام صاحب کے پیروکار "ملزم" نہیں بن سکتے۔

"نصاریٰ کی مشابہت" کس امر میں ہے۔ اس کی وضاحت نہیں کی۔ نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "اللہ کا بیٹا" کہتے ہیں۔ اگر یہ مشابہت کی وجہ بنائی جائے تو حاشا وکلا امام اعظم رضی اللہ عنہ کا کوئی پیرو اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ اور اگر یوں کہا جائے کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے مقام سے بڑھا دیا اسی طرح حنفی بھی امام ابو حنیفہ کو ان کے مقام سے بڑھا دیتے ہیں۔ تو یہ وجہ بھی پہلی وجہ سے بڑھا دیتے ہیں۔ نصاریٰ نے اتنا بڑھایا کہ "ابن اللہ" مان بیٹھے۔ لیکن کوئی حنفی امام ابو حنیفہ کو "ابن اللہ" کجا پیغمبر ماننے کے لیے بھی تیار نہیں۔ یا یہ کہ عیسائی حضرت عیسیٰ کے مقابلہ میں کسی دوسرے پیغمبر کو "برابر" نہیں سمجھتے اگر یہ بات ہے۔ تو مطلب یہ ہوا۔ کہ حنفی امام اعظم کے مقابلہ میں دوسرے ائمہ کی مساوات کے

قائل نہیں۔ تو یہ بات دُرست ہے۔ لیکن اس وجہ کے پیش نظر نخعی وغیرہ بھی نصاریٰ کے مشابہ ہو جائیں گے۔

مختصر یہ کہ تشبیہ میں کسی ایک امر کی مناسبت ہوتی ہے۔ مشبّہ اور مشبّہ بہ میں تمام امور میں مماثلت اور مشابہت نہیں ہوتی۔ مثلاً بلی شیر کی طرح ہے۔ تو کیا تمام امور میں دونوں ایک جیسے ہیں۔ بلی چوہے کا شکار کرتی ہے۔ دودھ پیتی ہے۔ قدیں لپیت ہوتی ہے۔ میاؤں میاؤں کرتی ہے۔ کتے سے ڈرتی ہے۔ کیا شیر میں بھی یہ تمام باتیں موجود ہیں۔ ہرگز نہیں تو معلوم ہوا۔ کہ دو چیزیں اس وقت باہم مشابہ کہلاتی ہیں جب اُن میں کسی ایک امر میں اتحاد ہو۔ یزید بن ہارون نے ابو حنیفہ کے پیروکاروں کو نصاریٰ سے مشابہ قرار دیا۔ آخر کس بات میں؟ اس کی کچھ وضاحت ہم سطورِ بالا میں کر چکے ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ اس روایت سے شاگردانِ امام اعظم رضی اللہ عنہ پر کوئی الزام نہیں آتا

تردید امر ششم

"شاگردانِ امام اعظم میں سے کسی کی کتاب کو دیکھ کر امام شافعی کہتے ہیں۔ کہ اس کتاب کے ۸۰/۱۳۰ صفحات صحیح مسائل پر مشتمل ہیں"۔ سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ کو جو عقیدت امام ابو حنیفہ کے ساتھ تھی۔ اگر اس کی ایک آدھ جھلک نخعی ملاحظہ کر لیتا۔ تو اس قسم کی بے تکی روایات امام شافعی کی طرف سے پیش کرتے وقت بار بار سوچتا ہم امام شافعی کے خیالات ذکر کرنے سے قبل روایت مذکورہ کے راویوں کا کچھ تذکرہ کیے دیتے ہیں۔ تاکہ روایت کے میدان میں ان کی حیثیت متعین ہو جائے۔

marfat.com

تمہارے ائمہ نے ایسا مس جائز قرار دیا ہے۔ (حوالہ جات ملاحظہ ہوں)

وسائل الشیعہ

عَنْ علی بن جعفر قَالَ سَأَلْتُ اَبَا الْحَسَنِ
مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنِ الرَّجُلِ یُقَبِّلُ
قُبُلَ اِمْرَأَتِہٖ قَالَ لَا بَأْسَ وَرَوَاہُ الشَّیْخُ
بِاَسْنَادِہٖ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یَعْقُوْبَ مِثْلَہٗ

(۱- وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۷۷)
(۲- فروع کافی کتاب النکاح باب
نوادر جلد پنجم ص ۴۹۷)
(۳- حلیۃ المتقین ص ۱۴۱ در آداب زفاف
مطبوعہ تہران طبع قدیم)

ترجمہ:

علی بن جعفر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے موسیٰ رضا علیہ السلام سے پوچھا۔ اس آدمی کے بارے میں کہ جو اپنی بیوی کی پیشاب گاہ کا بوسہ لیتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس میں کوئی خوف نہیں۔

نوٹ:

"وسائل الشیعہ" کے جس باب سے ہم نے یہ روایت ذکر کی ہے۔ اس کے الفاظ مع ترجمہ ملاحظہ ہوں۔

بَابُ جَوَازِ تَقْبِیْلِ الرَّجُلِ قُبُلَ زَوْجَتِہٖ

marfat.com

وَمُبَاشِرَتِهٖ اَمَتَهٗ بِاَيِّ عُضْوٍ كَانَ مِنْ بَدَنِهٖ لِلَّذَّةٍ بِهٖ لَا بِغَيْرِ بَدَنِهٖ۔

اس باب میں وہ روایات ذکر کی جارہی ہیں۔ جن میں مذکور ہوگا۔ کہ مرد اپنی بیوی کی شرم گاہ کو چوم سے تو یہ جائز ہے۔ اور ایسی روایات بھی درج ہوں گی۔ جن میں اس امر کی اجازت مذکور ہوگی۔ کہ اپنی بیوی اور لونڈی کے ساتھ اپنے تمام اعضاء میں سے کسی عضو کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی جائے۔ تاکہ اس سے زیادہ مزا آئے۔ تو یہ بھی جائز ہے۔ ہاں اعضاء کے علاوہ کسی باہر کی شئے سے ایسا کرنا جائز نہیں۔

ان تین عدد حوالہ جات میں اور خاص کر وسائل الشیعہ میں نجفی کے مس کی پوری تشریح موجود ہے۔ بے چارہ کیا کرے بڑی کوشش کرتا ہے۔ کہ ہماری عادات بھی سنی اپنالیں۔ لیکن دال نہیں گلتی۔ وسائل الشیعہ والے نے اس عجیب وغریب طریقوں کی علت بھی بیان کردی یعنی اس کے طریقے اپنانے سے "سواد چوکھا" آتا ہے۔ واقعی شیعہ مرد جب اپنے امام کے اس قول پر عمل کرے گا۔ تو ان کے فوائد ضرور حاصل ہوں گے اور لذت ملے گی۔ یعنی بوسہ لینے والے کے منہ میں اگر شربت بزوری چلا جائے۔ تو وہ لذت آئے گی۔ جو شیر بادر میں بھی نہ تھی۔ اور اسی شیرینی کا دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات پر استہزاء کرنا آسان ہو جائے گا معلوم ہوتا ہے۔ کہ نجفی نے یہ قلعہ فتح کر لیا ہے۔ اور یہ منزل طے کر لی ہے اس لیے اس "آب حیات" کی بدولت اس پر وہ راز کھلتے ہیں۔ جو شیطان کو بھی نہ سوجھے۔ اور ایسی گندی زبان ہونا ظاہر ہے کہ اس زبان کا کسی شیعہ عورت کی شرمگاہ میں پھیرتے رہنے کا نتیجہ ہی ہے۔

☆

marfat.com

اعتراض نمبر ۵۴

جنت میں خدا ایک ایسی مخلوق پیدا کرے گا کہ جس کا پچھلا حصہ عورتوں اور اوپر والا حصہ مردوں جیسا ہو گا

حقیقت فقہ حنفیہ: الدر المختار

سنی فقہ میں ہے۔ کہ جنت میں خدا ایک ایسی مخلوق پیدا کرے گا۔ کہ نصفہم الأعلیٰ کالذکور والأسفل کالاناث جس کا اوپر والا آدھا حصہ مردوں کی طرح ہو گا اور نیچے والا حصہ عورتوں کی طرح ہو گا۔ اور اہل جنت ان سے وطی فی الدبر کریں گے۔

(الرد المختار کتاب الحدود،
باب وطی۔ جلد دوم ص ۸۵)

نوٹ:

فقہ نعمان تیرے قربان یہ مذہب علمۃ المشائخ کا اتنا رسیا ہے۔ کہ فردوس بریں میں بھی یہ خواہش رکھتے ہیں۔ کہ ان کو یہ عادت پورا کرنے کے اسباب میسر ہوں.......
سنی فقہ میں ہے۔ کہ جب رات کو گھر میں کوئی میت ہو جائے۔ تو اسی رات بیوی سے ہمبستری کرنا سنت حضرت عثمان ہے کیونکہ ام کلثوم زوجہ عثمان نے جس رات وفات پائی تو عثمان نے اسی رات اپنی دوسری بیوی سے ہمبستری کی تھی۔

نوٹ: (بخاری شریف کتاب الجنائز باب من یدخل قبر المرأۃ ص ۹۱/۲)

نئے نئے بخاری شریف میت کی روح کو ثواب پہنچانے کے لیے کیا نیک عمل تجویز کیا ہے سنی بھائیوں کو چاہیئے۔ کہ اس عبادت سے کوتاہی نہ کریں۔ جب بھی

marfat.com

موقع آئے تو یہ عبادت ضرور سرانجام دیں۔ اور اس کا ثواب اپنی میت اور روح، عثمان کو ہدیہ کریں۔ (حقیقت فقہ حنفیہ ص ۱۲۶)

جواب:

نجفی نے اس ایک اعتراض میں دراصل دو اعتراض کیے ہیں۔ ایک یہ کہ سنی کہتے ہیں۔ کہ جنت میں اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق بنائے گا۔ جس کا اوپر والا دھڑ مردوں کا اور نچلا عورتوں والا ہوگا۔ اور جنتی ان سے وطی فی الدبر کریں گے۔ اور اعتراض میں چالاکی یہ کی گئی ہے کہ دو مختلف عبارتوں کو جوڑ کر غلط مطلب نکالا گیا۔ ایسی مخلوق کے وہاں بنائے جانے کا تو ذکر ہے۔ لیکن ان سے جنتیوں کا وطی فی الدبر کرنا نجفی کا اختراع ہے۔ در مختار کی عبارت پیش خدمت ہے۔

دُرِ مختار:

(وَلَا تَكُوْنُ) اللِّوَاطَةُ (فِي الْجَنَّةِ عَلَى الصَّحِيْحِ لِاَنَّهُ تَعَالٰى اِسْتَقْبَحَهَا وَسَمَّاهَا خَبِيْثَةً وَالْجَنَّةُ مُنَزَّهَةٌ عَنْهَا فتح وَفِي الْاَشْبَاهِ: حُرْمَتُهَا عَقْلِيَّةٌ فَلَا وُجُوْدَ لَهَا فِي الْجَنَّةِ وَقِيْلَ سَمْعِيَّةٌ فَتُوْجَدُ۔ وَقِيْلَ يَخْلُقُ اللّٰهُ تَعَالٰى طَائِفَةً نِصْفُهُمُ الْاَعْلٰى كَالذُّكُوْرِ وَالْاَسْفَلُ كَالْاِنَاثِ۔ وَالصَّحِيْحُ الْاَوَّلُ۔ وَفِي الْبَحْرِ حُرْمَتُهَا اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا لِحُرْمَتِهَا عَقْلًا وَشَرْعًا وَطَبْعًا، وَالزِّنَا لَيْسَ بِحَرَامٍ

marfat.com

طَبْعاً۔

ترجمہ:

قول صحیح یہی ہے۔ کہ جنت میں لواطت نہیں ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے قبیح کہا۔ اور اسے کو خبیث بھی کہا۔ اور جنت خباثتوں اور قباحتوں سے پاک جگہ ہے۔ ''اشباہ'' میں ہے۔ کہ لواطت کی حرمت عقلی ہے لہٰذا جنت میں اس کا پایا جانا ناممکن ہے۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ اس کی حرمت آیات واحادیث کے ذریعہ ہے۔ (عقلی نہیں بلکہ سمعی ہے) لہٰذا جنت میں ہو سکتی ہے۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسا گروہ پیدا کرے گا۔ جن کے جسم کا اوپر والا آدھا حصہ مردوں کی طرح اور نیچے والا عورتوں کی طرح ہوگا۔ اور صحیح وہی اوّل قول ہے۔ ''بحر'' میں ہے۔ کہ لواطت کی حرمت زنا سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ یہ (لواطت) عقلاً، شرعاً اور طبعاً حرام ہے۔ اور زنا طبعاً نہیں۔

اس کی شرح ردالمحتار کے الفاظ یہ ہیں۔

ردالمحتار:

(قَوْلُهٗ وَ قِيْلَ يَخْلُقُ اللّٰهُ تَعَالٰى (الخ) هٰذَا خَارِجٌ عَنْ مَحَلِّ النِّزَاعِ لِاَنَّ الْكَلَامَ فِي الْاِتْيَانِ فِي الدُّبُرِ۔

یعنی صاحب درالمختار کا لواطت فی الجنہ کی بحث کرتے ہوئے یہ ذکر کرنا۔ کہ وہاں اللہ تعالیٰ ایک گروہ پیدا فرمائے گا۔ اس کا اور پروالا دھر مردوں کا الخ اس کا بحث سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ علیٰحدہ مسئلہ ہے۔ علامہ نے یہ اس لیے وضاحت کی۔ کہ نجفی ایسے گندے ذہن کے لوگ اس عبارت کا تعلق لواطت فی الدبر کے ساتھ ملاتے ہیں۔ اور معنی یہ کرتے ہیں۔ کہ جن لوگوں نے جنت میں وطی فی الدبر کا قول کیا ہے۔ اور اس کے وقوع کے قائل ہیں۔ وہ اس کا مل یہ بتلاتے ہیں۔ کہ اس فعل کے لیے اللہ تعالےٰ جنت میں ایک گروہ پیدا کرے گا الخ اس گروہ کے افراد کے ساتھ لواطت کی جائے گی۔

صاحب درالمختار نے اس بارے میں فیصلہ صادر فرمایا۔ کہ قول اول ہی صحیح ہے یعنی جنت میں یہ خبیث و قبیح فعل نہیں ہوسکتا۔ اس کی حرمت جب ہر طرح سے مکمل ہے۔ اور زنا سے بھی زیادہ جرم ہے۔ تو زنا جب نہیں ہوگا۔ اس کے امکانات کس طرح ہوسکتے ہیں۔ "قِيلَ" سے ذکر کرنا خود کمزوری کی دلیل ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ نجفی کا اہل سنت پر یہ بہتان ہے۔ اور امام قائم جب آئیں گے۔ تو ان جیسوں کی خبر سب سے پہلے لیں گے۔

(رجال کشی ص ۲۰۳)

دوسرا اعتراض نجفی کا یہ تھا۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے انتقال کرنے پر اسی انتقال کی رات اپنی دوسری بیوی سے ہم بستری کی۔ لہٰذا سنیوں کو یہ سنت زندہ کرکے حضرت عثمان اور میت کو ثواب پہنچانا چاہیئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعلق واقعہ کا تفصیلی جائزہ ہم تحفہ جعفریہ جلد چہارم ص ۱۳۰ پر لے چکے ہیں۔ اس کا مطالعہ کریں۔ تو اس اعتراض کا جواب مکمل طریقہ سے

marfat.com

آپ پائیں گے۔ یہاں سردست ایک بات ذکر کر دیتے ہیں۔ کہ نجفی وغیرہ کو یہ پڑا تعلق ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیوں کی یکے بعد دیگرے حضرت عثمان سے شادی کیوں کی؟ اسی پریشانی کو کبھی یہ کہہ کر مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کہ ام کلثوم اور رقیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاحبزادیاں نہ تھیں۔ کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمان ایسے تھے ویسے تھے خواہ کچھ بھی ہو ان دونوں صاحبزادیوں کا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے نکاح کیا تھا۔ آپ کو مسلمان "ذوالنورین" اسی وجہ سے کہتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو حضرت عثمان سے پیار تھا۔ وہ شیعوں کے واویلا کرنے سے کم نہیں ہو سکتا۔ اس پیار کی ایک جھلک تم اپنی کتاب سے بھی دیکھ لو۔

المبسوط:

وَزَوَّجَ بِنْتَيْهِ رُقَيَّهْ وَأُمَّ كُلْثُوْمْ عُثْمَانَ، لَمَّا مَاتَتِ الثَّانِيَةُ قَالَ لَوْ كَانَتْ ثَالِثَةٌ لَزَوَّجْنَاهُ اِيَّاهَا۔ (المبسوط جلد چہارم ص ۱۵۹ خصائص النبی فی النکاح۔ مطبوعہ حیدریہ تہران)

ترجمہ:

آپ نے اپنی دونوں صاحبزادیاں رقیہ ام کلثوم عثمان کے عقد میں دے دیں۔ جب دوسری فوت ہوئیں۔ تو فرمایا اگر تیسری ہوتی۔ تو میں اس کی شادی بھی عثمان سے کر دیتا۔

فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ

marfat.com

اعتراض نمبر ۵۵

نعمانی فقہ میں بکری اور بیوی میں تمیز نہیں رکھی گئی

حقیقت فقہ حنفیہ: ہدایہ مع الدرایہ

وَالنِّکَاحُ یَنْعَقِدُ بِلَفْظَۃِ الْبَیْعِ۔

(ہدایہ مع الدرایہ کتاب النکاح جلد دوم ص ۳۰۵)

ترجمہ:

کہ نکاح لفظ بیعت کے ساتھ واقع ہو جاتا ہے۔

نوٹ:

کیا کہنا فقہ نعمان کا کیونکہ بیعت کا معنی ہے میں نے بیچا۔ گویا نعمانی فقہ میں بیوی اور بکری میں تمیز نہیں رکھی گئی بیچی اور خریدی تو بکری جاتی ہے یا اس کے مثل دوسری اشیاء۔ (حقیقت فقہ حنفیہ ص ۱۲۷-۱۲۸)

جواب:

لفظ بیع کے ساتھ جواز نکاح پر نجفی نے احناف پر جس طریقہ سے اعتراض کیا وہ ایک بھونڈی کوشش ہے۔ کہ "بیوی اور بکری میں تمیز نہ رہی" یہ جملہ بددیانتی پر مشتمل ہوتے ہوئے ایک لچر اور بازاری انداز سے مذاق کے طور پر کہا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس انداز سے نجفی کی حماقت اور جہالت بھی ٹپک رہی ہے۔ وہ اس طرح کہ گذشتہ ادوار میں غلاموں اور لونڈیوں کا کاروبار ہوتا تھا کسی لونڈی کے خریدتے وقت خریدار اس

marfat.com

کی پوری شخصیت کا مالک بن جاتا ہے۔ یعنی اس کے تمام جسمانی اعضا مملوک قرار پاتے ہیں۔ اسے فقہی اصطلاح میں "ملک رقبہ" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور یہ بات اسی قانون سے واضح ہے۔ کہ جہاں ملک رقبہ آئے گی۔ وہاں ملک بُضع، بھی آجائے گی۔ یاد رہے کہ "ملک بُضع" ایک آزاد عورت کے ساتھ نکاح ہونے کی صورت میں اس کے خاوند کو جس عضو کی ملکیت از روئے شرع ملی ہے وہ عورت کی غلیظ شرمگاہ ہے۔ چونکہ لونڈی کے لین دین کے وقت لفظ بیع و شراء بولا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ مال ہے۔ اسی طرح مجازی طور پر ملک بضع حاصل کرنے کے لیے اگر بیع کے لفظ سے اسے تعبیر کیا گیا۔ تو اس سے مجازاً عقد ہو جائے گا۔ اصل مسئلہ یہ تھا۔ جسے جہالت اور بد دیانتی سے نجفی نے کچھ کا کچھ بنا دیا۔

یہ اسی طرح درست ہے۔ جس طرح لفظ "ہبہ" سے نکاح ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ارشاد فرمایا۔ اِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ الخ۔ بیع کی طرح وہی تقریر لفظ "ہبہ" پر بھی چسپاں ہو سکتی ہے۔ کیونکہ "ہبہ" تو بکری کی جاتی ہے۔ اور ہبہ کے ذریعہ نکاح کا جواز اللہ تعالیٰ نے کر دیا۔ لہٰذا بقول نجفی اللہ تعالیٰ کے ہاں بکری اور بیوی میں کوئی تمیز نہیں۔ والعیاذ باللہ

درحقیقت یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے۔ اسی لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک "بیع" کے ہم معنی الفاظ سے نکاح کا انعقاد نہیں ہوتا۔ لیکن امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اس طرح مجازاً نکاح ہو جاتا ہے۔ ہدایہ کی عبارت مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔

الہدایہ

قَوْلُهٗ هُوَ الصَّحِيْحُ اِحْتِرَازٌ عَنْ قَوْلِ

marfat.com

اَبِیْ بَکْرٍ الْاَعْمَشِ فَاِنَّهٗ یَقُوْلُ لَا یَنْعَقِدُ بِلَفْظِ الْبَیْعِ لِاَنَّهٗ خَاصٌّ لِتَمْلِیْكِ مَالٍ وَالْمَمْلُوْكُ بِالنِّكَاحِ لَیْسَ بِمَالٍ وَلٰكِنَّ الصَّحِیْحَ هُوَ الْاِنْعِقَادُ لِاَنَّ الْبَیْعَ مُوْجِبٌ مِلْكًا هُوَ سَبَبٌ لِمِلْكِ الْمُتْعَةِ فِیْ مَحَلِّهٖ۔

(ھدایہ مع الدرایہ جلد ۲ ص ۳۰۵)

ترجمہ:

مصنف کا ھو الصحیح کہنا دراصل ابوبکر اعمش کے اس قول سے احتراز ہے۔ کہ جس میں انہوں نے کہا تھا۔ کہ لفظ بیع سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ لفظ مال کے بدلہ مال کی تملیک کے لیے مخصوص ہے۔ اور جو چیز نکاح میں مملوک بنتی ہے۔ وہ مال نہیں ہے لیکن صحیح مسئلہ یہی ہے۔ کہ اس لفظ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے کیونکہ بیع کے ذریعہ ملکیت آتی ہے۔ اور یہی ملک متعہ کی اپنے محل میں ملکیت کا سبب بنتی ہے۔

اس استدلال سے معلوم ہوا۔ کہ لفظِ "بیع" بلاواسطہ نکاح میں استعمال نہیں کیا گیا۔ یا دوسرے الفاظ میں یہ لفظ حقیقت نکاح کے لیے نہیں ......
لیکن ایک واسطہ سے نکاح کے مقصود کو شامل ہے۔ (یعنی ملکیت کی وجہ سے) اس لیے نکاح میں جب ملک تمتع موجود ہے۔ تو اس اعتبار سے بطور مجاز اس سے نکاح ہو جائے گا۔ نجفی کو چاہیے تھا۔ کہ اس اجتہاد پر گرفت کرتا۔ اس استدلال کو کمزور کر کے دکھاتا۔ لیکن اس طرف کی اُسے ہوا ہی نہیں لگی۔ اُسے بغض و عناد نے ایسا اندھا کر دیا ہے۔ کہ بس فقہ حنفی پر اعتراض کرنا ہے۔ چاہے اُس سے اس کی اپنی حماقت ٹپکتی ہو۔ اس کو پرواہ نہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

marfat.com

اعتراض نمبر ۵۶
سنی فقہ میں نکاح کی شان

حقیقت فقہ حنفیہ: الدر المختار

سنی فقہ میں ہے۔ کہ نکاح ایک ایسی عبادت ہے۔ جو آدم کے زمانہ سے شروع ہے۔ اور جنت میں بھی جاری رہے گی۔

(الدر المختار کتاب النکاح ص۱)

نوٹ:

رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ کتاب النکاح ص ۲۶ میں لکھا ہے۔ کہ نکاح تمام عبادات سے افضل ہے۔ بلے بلے فقہ نعمان جس میں بیوی کے ساتھ ہم بستری کرنے کا اتنا ثواب ہے۔ جس طرح ایک کافر مارنے کا ثواب ہے۔ اور اگر کوئی شخص نامرد ہو یا بڑھا ہو تو وہ پٹھان کی طرح اپنی تیلی جلائے۔ اور کافروں کی پوری کالونی کو ہی آگ لگا دے۔ قیامت کے دن یہ شخص بھی فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کی صف میں کھڑا ہو گا۔

(حقیقت فقہ حنفیہ ص ۱۳۰)

جواب:

نجفی نے اس عبارت میں دو باتیں قابل اعتراض بنائیں۔ اول یہ کہ نکاح ایسی عبادت ہے۔ جو آدم سے شروع ہوئی۔ اور جنت میں بھی جاری رہے گی۔ اس میں خود طلب یہ بات ہے۔ کہ کیا نجفی حضرت آدم کے نکاح کرنے کا منکر ہے؟ اگر ایسا ہی ہے۔ تو پھر اپنے حلالی ہونے کا ثبوت کس طرح دے سکے گا۔ بلکہ کوئی بھی

marfat.com

اس اعتراض سے نہ بچ سکے گا۔ اور اگر نکاح آدم کو آزمانا ہے لیکن جنت میں اس کا ہونا قابلِ اعتراض ہے۔ تو اس سے قرآن کریم کی کئی ایک واضح آیات کا انکار لازم آتا ہے مختصر یہ کہ درِ مختار کی اصل عبارت ملاحظہ کریں۔ تو نجفی کا اعتراض تارِ عنکبوت سے بھی گیا گزرا نظر آئے گا۔ عبارت یہ ہے۔

لَيْسَ لَنَا عِبَادَةٌ شُرِعَتْ مِنْ عَهْدِ آدَمَ إِلَى الْآنَ ثُمَّ تَسْتَمِرُّ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا النِّكَاحَ وَالْإِيمَانَ۔

یعنی ہمارے ہاں کوئی ایسی عبادت نہیں۔ جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر اب تک چلی آ رہی ہو۔ اور پھر جنت میں بھی وہ جاری ہو۔ بلکہ صرف دو عبادتیں صرف ایسی ہیں۔ ایک نکاح اور دوسرا ایمان۔

دوم اعتراض یہ کہ "رحمۃ الامۃ" میں مذکور ہے۔ کہ نکاح "جہاد" سے بھی بڑی عبادت ہے۔ نجفی نے اس مقام پر دھوکا اور فریب دینا چاہا۔ کیونکہ جس کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اس میں نکاح کی جہاد وغیرہ سے افضلیت ایک خاص حالت میں مذکور ہے لیکن نجفی نے اس خاص حالت کا ذکر گول کر کے پرلے درجے کی بددیانتی سے کام لیا ہے۔ وہ خاص حالت یہ ہے۔ کہ اگر کسی شخص کی مالی حالت اچھی ہوتے ہوئے جسمانی طور پر وہ اس قدر خواہشات رکھتا ہے۔ کہ اگر وہ نکاح نہ کرے گا۔ تو بدکاری وغیرہ کا ارتکاب کر بیٹھے گا۔ ایسے شخص کے لیے نکاح کر لینا فرض ہے۔ اور اس فرضیت کو نماز روزہ وغیرہ پر افضلیت ہے۔ رہا یہ کہ ہر شخص کے لیے نکاح کو فرض قرار دینا اور پھر جہاد وغیرہ فرائض سے اُسے افضل قرار دینا تو یہ قطعاً خلافِ نقل و عقل ہے۔ کیونکہ ہر وہ شخص جو اپنے نفس پر قابو رکھتا ہو۔ کہ وہ زنا کا ارتکاب کرنے سے بچ جائے۔ تو ایسے پرہیزگار کے لیے نکاح کرنا مستحب اور سنت کا درجہ رکھتا ہے

marfat.com

اس پر فرض نہیں کہ وہ ضرور نکاح کرے۔ فقہ حنفی کے اس مسئلہ کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ اس فقہ میں نکاح کو عبادت سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ ایک واضح دھوکہ ہے۔ اور بددیانتی کا اڑی مثال ہے۔

اہل تشیع کے ہاں نکاح کی شان

وسائل الشیعہ

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی اَبِیْ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ لَہٗ ھَلْ لَکَ مِنْ زَوْجَۃٍ قَالَ لَا فَقَالَ اَبِیْ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا وَاَنِّیْ بِتُّ لَیْلَۃً وَلَیْسَتْ لِیْ زَوْجَۃٌ ثُمَّ قَالَ الرَّکْعَتَانِ یُصَلِّیْھِمَا رَجُلٌ مُتَزَوِّجٌ اَفْضَلُ مِنْ رَجُلٍ اَعْزَبَ یَقُوْمُ لَیْلَۃً وَ یَصُوْمُ نَھَارَہٗ۔

(وسائل الشیعہ جلد ۱۴ کتاب النکاح مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

امام جعفر صادق کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص میرے والد امام باقر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا۔ کیا تمہاری شادی ہو چکی ہے

marfat.com

کہنے لگا نہیں۔ اس پر میرے والد نے فرمایا۔ اگر مجھے دنیا اور اس کی تمام اشیاء دے دی جائیں، اور کہا جائے کہ ایک رات اسی طرح بغیر بیوی کے گزارو۔ تو میں یہ بات ہر گز پسند نہ کروں گا۔ پھر فرمایا۔ دو رکعت نماز شادی شدہ مرد کی ادا کرنا اس شخص کی رات بھر کی عبادت اور دن کے روزہ سے بہتر ہے۔ جو کنوارا ہے۔

وسائل الشیعہ:

قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَاتَلَذَّذَ النَّاسُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ بِلَذَّۃٍ اَکْثَرَ لَھُمْ مِنْ لَذَّۃِ النِّسَاءِ وَھُوَ قَوْلُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِیْنَ اِلٰی آخِرِ الْآیَۃِ۔ ثُمَّ قَالَ وَاِنَّ اَھْلَ الْجَنَّۃِ مَا یَتَلَذَّذُوْنَ بِشَیْئٍ مِنَ الْجَنَّۃِ اَشْھٰی عِنْدَھُمْ مِنَ النِّکَاحِ لَاطَعَامٍ وَلَاشَرَابٍ۔

(وسائل الشیعہ جلد ۱۴ صفحہ ۱۰
کتاب النکاح۔)

ترجمہ:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ دنیا و آخرت میں لوگوں کے لیے سب سے زیادہ لذت والی بات عورتوں کے ساتھ نکاح کر کے ہم بستری کرنا ہے۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کے اس کے قول کا مطلب ہے۔ "لوگوں کے لیے عورتوں اور بچوں کی خواہشات

marfat.com

کی محبت بہت خوبصورت کر دی گئی ہے۔" پھر فرمایا۔ کہ جنتی لوگ بہت سے کھانے پینے کی اشیاء استعمال کریں گے۔ ان تمام سے بڑھ کر لذت وہ نکاح میں پائیں گے۔

وسائل الشیعہ:

عَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ قَالَ سَمِعْتُ الصَّادِقَ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَقُوْلُ الْعَبْدُ کُلَّمَا ازْدَادَ لِلنِّسَاءِ حُبًّا ازْدَادَ فِی الْاِیْمَانِ فَضْلًا۔

(وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۱۱)

ترجمہ:

ابوالعباس کہتا ہے۔ کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ کسی شخص کی جوں جوں عورتوں سے محبت بڑھتی ہے۔ اسی طرح اس کے ایمان میں پختگی اور فضیلت آجاتی ہے

لمحہ فکریہ:

اہل سنت کی ایک کتاب سے مخصوص حالت میں نکاح کو جہاد سے افضل قرار دیا گیا۔ جس پر نجفی کی "رگِ تقوی" پھڑکی اور اس پر اعتراض کر دیا۔ اب ذرا اپنے گھر کی خبر لیجئے۔

۱۔ امام باقر رضی اللہ عنہ کے نزدیک دنیا اور آخرت کی تمام اشیاء ایک طرف اور بیوی ایک طرف۔

۲۔ امام جعفر صادق کہتے ہیں۔ کہ دنیا و آخرت میں عورت کی لذت بے مثل ہے۔

marfat.com

۲ - امام جعفر صادق ہی فرماتے ہیں۔ کہ جس قدر عورتوں سے محبت بڑھے گی۔ اتنا ایمان افضل و کامل ہوگا۔

ہم اس مقام پر صرف یہی پوچھتے ہیں۔ کہ وسائل الشیعہ میں مذکور اقوال "ائمہ اہل بیت" کے اقوال ہیں۔ یا نہیں؟ اگر ہیں۔ (جیسا کہ نجفی کا مسلک و مذہب ہے) تو پھر ایک جہاد کیا دنیا و آخرت کی کوئی نعمت بیوی کا مقابلہ نہ کر سکی یعنی بیوی کی تفضیل کلی ہے۔ نماز، روزہ جہاد اور حج وغیرہ تمام ارکان اسلام اور فرائض سے بڑھ کر فریضہ نکاح ہے۔ فقہ حنفی تو پھر کہیں پیچھے رہ گئی۔ تمہاری فقہ نے تو سب کچھ مات کر دیا۔ اب کرو اعتراض اپنے اماموں پر۔ قارئین کرام یہ صرف زبانی جمع خرچ نہیں۔ بلکہ ان کی کتب کے مطابق ان کے ایسے امام بھی ہوئے ہیں۔ جنہوں نے عملی طور پر یہ افضلیت حاصل کی۔

جلاء العیون

ابن شہر آشوب روایت کردہ است کہ حضرت امام حسن دو لیست و پنجاہ زن بروایتی سیصد زن بنکاح خود در آورد۔

(جلاء العیون جلد اول ص ۴۲۹ زندگانی امام مجتبیٰ
مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

"ابن شہر آشوب روایت کرتا ہے۔ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے اڑھائی سو اور ایک روایت کے مطابق تین سو عورتوں سے شادی کی۔"

نوٹ: یہ کہ نکاح واقعی ہر دور میں ایک عبادت رہا ہے۔ اور نفلی عبادات پر اس کو افضلیت حاصل ہے۔ اور بہت سے شہوانی خیالات سے۔

marfat.com

مُحَمَّدِ بْنِ محمد بن الاشْعَثِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ اَصْلٌ يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ.

(لسان المیزان جلد سوم ص ۱۱۷
مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

سہل بن احمد مذکور فضل بن حباب سے روایتِ حدیث کرتا ہے اور رافضی وجھوٹا ہونے کا اس پر الزام ہے۔ یہ الزام لگانے والے امام زہری وغیرہ ہیں۔ ابن الفوارس کا کہنا ہے۔ کہ یہ غالی شیعہ تھا۔ ہم نے اس سے محمد بن محمد بن الاشعث کی کتاب لکھی۔ اس کے پاس کوئی قابلِ اعتماد اصل نہ تھا۔ (جس پر ہمیں بھروسہ ہوتا)۔

الزام لگانے والا کون تھا۔ آپ نے حقیقت حال معلوم کر لی۔ نجفی شیعی کی نسل کا ایک پرلے درجے کا جھوٹا اور رذو الجناح کی لید کو تبرک سمجھ کر کھا جانے والا "سہل بن احمد" ہے۔ اس سے کیا توقع ہو سکتی تھی۔ کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی شان میں کچھ کہتا۔ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا "حافظ الحدیث" نہ ہونا عقلی طور پر ناممکن ہونے کے علاوہ ایک کذاب رافضی کی لید کی بو اس بھی ہے۔ جس سے نجفی شیعی کے مقصد پر پانی پھر گیا ہے۔

نوٹ:

ممکن ہے۔ کوئی نجفی جیسا سرپھرا یہ کہدے۔ کہ کتب اسمائے الرجال میں جس راوی کا نام سہل بن احمد رافضی مذکور ہے۔ وہ "دیباجی" نسبت رکھتا تھا۔ اور روایتِ مذکورہ میں اس کی نسبت "واسطی" بیان ہوئی۔ لہٰذا وہ اور تھا یہ اور ہو گا۔ تو اس سلسلہ میں گزارش ہے۔ کہ اسمائے رجال کی کتابوں میں اس نام کا ایک ہی آدمی ملتا ہے۔ جس سے صاف

marfat.com

معلوم ہوا کہ یہ دونوں اسی ایک کی نسبتیں ہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ فلاں جعفری زیدی، اثنا عشری ہے۔ اور اگر کوئی اصرار کرے۔ کہ یہ دو آدمی تھے۔ تو اس صورت میں ہمیں کوئی نقصان نہیں کیونکہ "دیباجی" کے حالات ہم نے ذکر کر دیئے۔ لیکن "واسطی" کی نسبت والا کہیں نہیں تھا۔ لہٰذا مجہول الحال ٹھہرا۔ ایسے کی روایت سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر طعن پھر بھی نہیں ہو سکتا۔

تردید امر ہفتم

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب شدہ قول کے مطابق امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ حدیث میں معتبر نہیں تھے۔ یہ بھی گزشتہ الزامات کی طرح بے اصل اور لغو الزام ہے۔ ایک وجہ وہی ہے۔ جو پچھلے امر کی تردید میں گزر چکی ہے۔ یعنی حدیث پاک میں غیر معتبر شخص کو "افقہ الناس" کہنا عقلاً غلط ہے۔ کیونکہ فقہ کا ایک اہم ماخذ "حدیث" بھی ہے۔ کیونکہ یہ بات کچھ اس طرح ہو جائے گی۔ کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فقہ کے عالم ہونے میں لاثانی تھے۔ ان کی فقہ قابل اعتبار ہے لیکن وہ حدیث میں معتبر نہیں ہیں۔ اس کلام کو کون درست تسلیم کرے گا۔

دوسری وجہ اس الزام کے غلط ہونے کی یہ ہے۔ کہ روایت مذکورہ کی سند میں یہ الفاظ ہیں۔

اخبرنا برقانی اخبرنا احمد بن سعید ابن

ابن سعد الخ

یعنی روایت مذکورہ بیان کرنے والا کوئی "برقانی" ہے ہم نے اس لقب و نسب والا راوی کتب اسمائے رجال میں بہت تلاش کیا۔ لیکن نہ مل سکا۔ جس کا یہی

marfat.com

مطلب یہ کہ یہ روایت ایک مجہول الحال راوی کی ہے۔ ایسے راوی کی روایت کسی امر بن دلیل و حجت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ چہ جائیکہ کسی پر الزام دھرنے میں اس کو قابلِ قبول سمجھا جائے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات پچھلے الزامات کی طرح اس الزام سے بھی بَری ہے۔ صرف اتنی بات ہے۔ کہ اس سے نجفی شیعی وغیرہ کی ذہنیت کا صاف پتہ چل جاتا ہے۔

نوٹ:

اس الزام کے آخر میں نجفی شیعی نے "تونسوی صاحب" کو جو طنزیہ طور پر کہا ہے کہ پہلے اپنے مذہب کی کتاب تاریخ بغداد کی تیرھویں جلد سے اپنے امام کی شان دیکھ لیتے الخ۔ تو اس سلسلہ میں گزارش ہے۔ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مقلد ہونے کے اعتبار سے دنہ کہ تونسوی صاحب کے طرفدار ہونے کی وجہ سے) ہم نے تمہارے بے تکے اور لغو و باطل الزامات کا ایک ایک کر کے دندان شکن جواب دیا ہے۔ اور آئندہ بھی دیں گے۔ لیکن ہماری طرف سے اب تمہیں یہ کہا جاتا ہے۔ کہ تمہارے "ائمہ اہل بیت" پر ہم نے "عقائد جعفریہ" میں الزامات ذکر کیے ہیں۔ ان کو اگر پڑھو گے۔ تو نانی اماں یاد آجائے گی۔ عوام دونوں طرف کے الزامات پڑھیں گے۔ جب ان کے جوابات بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ تو پھر فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں ہو جائیں گے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

اعتراض نمبر ۱

ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر عیسائیوں کے پادری

حقیقت فقہ حنفیہ: ثبوت ملاحظہ ہو۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۴۵۴۔

بشیر بن ابی اظہر نیشاپوری کہتا ہے۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنازہ رکھا ہے۔ اور اس پر سیاہ چادر ہے۔ اور اس کے اردگرد عیسائیوں کے پادری تشریف فرما ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ جنازہ کس کا ہے۔ بتایا گیا کہ ابو حنیفہ کی میت ہے۔ میں نے یہ خواب ابو یوسف کو سنایا۔ اس نے کہا بھتیا براہ مہربانی کسی اور کو نہ سنانا۔

(حقیقت فقہ حنفیہ ص ۳۴)

جواب:

امام اعظم رضی اللہ عنہ کو بدنام کرنے کے لیے نجفی شیعی نے ایسی باتوں کا سہارا لیا۔ جنہیں ذی عقل آدمی پیش کرتے ہوئے شرمایا جاتا ہے۔ بشیر بن اظہر نے خواب میں

marfat.com

دیکھا۔ اس ناقل سے کوئی پوچھے۔ کہ خواب بھی کبھی حجت بنتا ہے؟ پھر امام الائمہ، اتقی الناس زہد و تقویٰ میں بے مثال شخصیت پر ایسے غلط خواب کے ذریعہ الزام لگانا کہاں کی دانشمندی ہے۔ نجفی شیعی بھی اس حقیقت سے آشنا ہوگا۔ کہ اس خواب سے امام اعظم رضی اللہ عنہ پر کسی قسم کا طعن والزام ثابت نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں یہ خواب دیکھنے والا البشیر بن اظہر نامی راوی اسمائے رجال کی کتابوں میں "مجہول" ہے۔ مجہول الحال ہونا اور پھر اس کا خواب یہ دونوں باتیں اکٹھی ہو کر کیا طاقت پائیں گی۔ کہ قابل استدلال ہو سکیں؟

اسی روایت کا ایک اور راوی "عبداللہ بن جعفر بن درستویہ" بھی ہے۔ جسے ضعیف کہا گیا ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

میزان الاعتدال:

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرَ بْنِ دَرَسْتوَيه الفَارِسى النَّحْوِى صَاحِبُ يَعْقُوب الفسوى قَالَ الْخَطِيْبُ سَمِعْتُ اللالكائِى ذَكَرَهُ وَضَعَّفَهُ۔

(ميزان الاعتدال جلد دوم ص ۲۷ حرف العين مطبوعه مصر طبع قديم)

ترجمہ:

یعقوب الفسوی کے صاحب عبداللہ بن جعفر کے متعلق "تاریخ بغداد" کا مصنف خطیب بغدادی کہتا ہے۔ کہ میں نے لالکائی سے سُنا۔ اس نے اس کا ذکر کیا اور اسے ضعیف کہا۔

روایت مذکورہ کا تیسرا راوی "عبداللہ بن علی بن عبداللہ مدینی" ہے۔ اس کے متعلق خطیب بغدادی نے یہ کہا ہے۔

marfat.com

تاریخ بغداد:

علی بن محمد بن نصر قال سمعت حمزۃ بن یوسف یقول سألت الدارقطنی عن عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ المدینی روی عن ابیہ کتاب العلل فقال انما اخذ کتبہ وروی اخبارہ مناولۃ قال و ما سمع کثیرا من ابیہ قلت لم قال لانہ ما کان یمکنہ من کتبہ قال ولہ ابن اخر یقال لہ محمد وقد سمع من ابیہ وروی وھو ثقۃ۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۰ ص ۱۰۹)

ترجمہ:

علی بن محمد بن نصر کہتا ہے۔ کہ میں نے حمزہ بن یوسف کو کہتے ہوئے سنا۔ کہ میں نے دارقطنی سے عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ مدینی کے بارے میں پوچھا۔ کہ اس نے اپنے باپ سے "کتاب العلل" روایت کی ہے۔ تو جواباً مجھے انہوں نے کہا۔ کہ اس نے اپنے باپ کی کتابیں حاصل کیں۔ اور اس کی احادیث کی روایت سند کے بغیر کی۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اس نے اکثر روایات اپنے باپ سے نہیں سنیں۔ میں نے پوچھا۔ ایسا کیوں ہوا؟ دارقطنی نے جواب دیا۔ کہ وہ اپنے باپ کی کتابوں سے جس قدر ہو سکا۔ وہی کہتا رہا۔ پھر کہا کہ اس کا ایک اور بھائی تھا۔ جس کا نام "محمد" تھا۔ اس نے اپنے والد سے حدیث کی

marfat.com

سماعت بھی کی اور پھر روایت بھی کی۔ وہ ثقہ تھا۔

لمحہ فکریہ:

نجفی شیعی نے روایت مذکورہ کے سہارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد آں کی شخصیت پر ایک خواب کے ذریعہ الزام لگانے کی بھونڈی کوشش کی۔ خواب ہونا ایک طرف رہا۔ اس کے راویوں میں سے ضعیف اور غیر ثقہ لوگ بھی ہیں۔ وہ بھی ہیں۔ جو اپنے باپ کی احادیث کو اپنی طرف سے منسوب کرنے والے ہیں۔ اور کچھ ایسی بھی روایات ہیں کہ جن کا وجود نہیں ملتا۔ کیا اس قسم کی روایت قابلِ حجت و دلیل بن سکتی ہے؟ تو معلوم ہوا۔ کہ بشیر بن اظہر کا خواب اور اس خواب کے ضعیف اور قابلِ اعتبار راوی اس قدر اہمیت نہیں رکھتے۔ کہ نجفی کی امیدیں پوری کر سکیں۔ اور نہ ہی اس سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر کوئی حرف آسکتا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

اعتراض نمبر ۱۱

ابو حنیفہ کا دعویٰ کہ اگر نبی کریم زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے

حقیقت فقہ حنفیہ: اہل سنت کی کتاب تاریخ بغداد ص ۴۰۷ جلد ۱۳)

تاریخ بغداد:

قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَوْ اَدْرَكَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَدْرَكْتُهُ لَاَخَذَ بِكَثِيْرٍ مِّنْ قَوْلِيْ۔

ترجمہ:

ابو حنیفہ کہتا تھا۔ کہ اگر میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک زمانے میں جمع ہوتے تو بہت سے مسئلوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے فتوے کو لیتے۔ (حقیقت فقہ حنفیہ ص ۳۵)

جواب:

تاریخ بغداد کے مصنف خطیب بغدادی سے روایت بالا کے الفاظ میں تصحیف

marfat.com

ہوئی ہے۔ اس تصحیف کا صراحت کے ساتھ اسی مقام پر محشی نے ذکر کیا ہے۔ واقعہ یوں ہے۔ کہ خطیب بغدادی نے لفظ "البتی" بجگہ "البنی" لکھ دیا۔ جس کی وجہ سے مفہوم اور مطلب میں تبدیلی ہو گئی۔ نجفی شیعی اگر اس روایت کے ضمن میں مذکور حاشیہ پڑھ لیتا۔ تو شاید اس الزام کو ذکر نہ کرتا۔ لیکن بغض و حسد کی آگ جلانے سے کہاں چھوٹتی ہے۔ محشی کی عبارت ملاحظہ ہو۔

حاشیہ تاریخ بغداد:

قَالَ فِیْ جَامِعِ الْمَسَانِیْدِ ھٰذَا التَّصْحِیْفُ مِنَ الْخَطِیْبِ وَقَعَ مِنْہُ وَافْتَضَحَ لَہٗ فَاِنَّ الرِّوَایَۃَ الَّتِیْ یَرْوِیْھَا اَبُوْ یُوْسُفَ اَنَّہٗ لَمَّا ظَھَرَ عُثْمَانُ الْبَتِّیْ بِالْبَصْرَۃِ وَاَظْھَرَ مَذْھَبَہٗ فِی الْاُصُوْلِ بَلَغَ ذٰلِکَ اَبَا حَنِیْفَۃَ فَقَالَ لَوْ اَنَّ الْبَتِّیَّ رَاٰنِیْ لَاَخَذَ بِکَثِیْرٍ مِنْ قَوْلِیْ وَاَنْتَ اِذَا اَحَطْتَ عِلْمًا لِمَا قَدَّمْنَا لَکَ عَنِ الثَّوْرِیْ وَغَیْرِہٖ مِنْ اِسْتِمْسَاکِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ بِالْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ تَعْلَمُ اَنَّ مَا نُسِبَ اِلَیْہِ مِنْ قَوْلِہٖ وَھَلِ الدِّیْنُ اِلَّا الرَّأْیُ الْحَسَنُ کِذْبٌ مُّبِیْنٌ۔

(حاشیہ تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۴۰۷ مطبوعہ السلفیہ المدینہ المنورہ طبع جدید)

ترجمہ:

"جامع المسانید میں ہے۔ کہ یہ خطیب بغدادی کی تصحیف ہے۔ جو

marfat.com

اس سے وقوع پذیر ہوئی۔ اور اس سے وہ رسوا بھی ہوا۔ کیونکہ اس موضوع پر جو روایت امام ابویوسف سے مروی ہے۔ وہ یُوں ہے۔ "جب عثمان البتی نامی شخص بصرہ میں مشہور ہوا۔ اور اس نے اصول فقہ میں اپنا مذہب ظاہر کیا۔ تو یہ خبر امام اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچی۔ اس کے مذہب اور اصول کو سُن کر امام صاحب نے فرمایا۔ اگر عثمان البتی مجھے دیکھ پاتا۔ (یعنی میرے اصول و قواعد سن لیتا) تو بہت سے میرے اقوال سے استنباط کرتا۔ اور اُن پر عمل پیرا ہوتا۔

اے کتاب پڑھنے والے! جب گزشتہ اوراق میں امام ثوری رضی اللہ عنہ وغیرہ کے ارشادات تو اچھی طرح مکمل طور پر جان لے گا۔ جو انہوں نے امام ابوحنیفہ کے کتاب اللہ اور سنتِ رسول سے تمسک کے متعلق کہے ہیں۔ تو پھر تجھے اس قول کا یقیناً صحیح علم ہو جائے گا۔ جو آپ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ "کہ دین صرف اچھی رائے کا نام ہے۔" یہ کتنا واضح جھوٹ ہے۔"

لمحہ فکریہ:

خطیب بغدادی سے ایک لفظ غلطی سے کچھ اور لکھا گیا۔ جس کی تصحیح نہ ہو سکی۔ یعنی عثمان "البتی" کی جگہ البتی لکھا گیا۔ جس سے مفہوم میں زمین و آسمان کا فرق پڑ گیا۔ اور نجفی نے اس کو غنیمت جانا۔ اور حسد و بغض کی عینک لگی ہونے کی وجہ سے حاشیہ پر نظر نہ پڑ سکی۔ اور جلدی سے الزام نقل کر دیا۔ خطیب بغدادی نے تصحیف کی۔ اور اس پر چھپایا۔ لیکن نجفی نے اس تصحیف کو قصداً سمجھا۔ اور بڑی دلیری سے اُسے اپنی تصنیف پر منتقل کر دیا۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے بیر ہی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کو بھی معاف نہ کیا۔ کسی کی غلطی کو صحیح سمجھ کر، ہوش وحواس قائم ہوتے ہوئے اپنی کتاب

marfat.com

میں درج کردیا۔ نعوذ باللہ شرم پیغمبر۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار

اعتراض نمبر ۱۲

امام ابو حنیفہ کے نزدیک مومن کی شان

حقیقت فقہ حنفیہ: اہل سنت کی کتاب تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۷۸
سفیان ثوری اور شریک اور حسن بن صالح اور ابن ابی لیلیٰ نے مل کر کسی آدمی کو اس مسئلہ کی خاطر ابو حنیفہ کے پاس بھیجا۔

تاریخ بغداد:

مَا تَقُوْلُ فِیْ رَجُلٍ قَتَلَ اَبَاہُ وَ نَکَحَ اُمَّہٗ وَشَرِبَ الْخَمْرَ فِیْ رَاْسِ اَبِیْہِ فَقَالَ مُؤْمِنٌ۔

(اہل سنت کی کتاب تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۷۸)

ترجمہ:

کہ اس مرد کے بارے میں تیرا کیا فتویٰ ہے۔ جو اپنے باپ کو قتل کرے اور اپنی ماں سے نکاح کرے اور اپنے باپ کی کھوپڑی

marfat.com

میں شراب پیے۔ ابو حنیفہ نے کہا۔ کہ میرے نزدیک وہ مومن ہے۔
تونسوی صاحب آپ نے حقیقت فقہ جعفریہ پر رسالہ لکھ کر اپنے حنفی بھائیوں کی رسوائی کا سامان مہیا کیا ہے۔ آپ اس امام کی فقہ کے پیروکار ہیں۔ جس کے نزدیک ماں سے نکاح کرنے والا بھی مومن ہے۔ فقہ حنفیہ بنے جس میں باپ کا قاتل بھی مومن اور اس کے سر کی کھوپڑی میں شراب پینے والا بھی مومن ہے۔ ایسی ذلیل فقہ سے ہماری تو ہزار بار توبہ۔ (حقیقت فقہ حنفیہ ص ۳۵-۳۶)

جواب:

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس روایت اور اس کے علاوہ اسی قبیل کی چار پانچ اور روایات سے لوگوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ امام صاحب کا تعلق "فرقہ مرجئہ" سے تھا۔ اس فرقہ کے عقائد میں سے ایک مشہور عقیدہ یہ ہے۔
اِنَّہٗ لَا تَضُرُّ مَعَ الْاِیْمَانِ مَعْصِیَۃٌ کَمَا لَا تَنْفَعُ مَعَ الْکُفْرِ طَاعَۃٌ
یعنی ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ (مومن کو) نقصان اور ضرر نہیں پہنچا سکتا جس طرح کفر کے ہوتے ہوئے کوئی بندگی (نیک کام) سود مند نہیں ہو سکتی۔ مرجئہ کہنا یہ چاہتے ہیں۔ کہ "مومن" چاہے جتنا بڑا گناہ کرے۔ اس کے ایمان میں کوئی خرابی اور نقصان نہیں آسکتا۔ "لوگ" یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ امام ابو حنیفہ کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ اسی لیے وہ شخص جس نے باپ کو قتل کیا۔ اس کی کھوپڑی میں شراب پی۔ اپنی والدہ سے نکاح کیا۔ یہ تمام گناہ اپنے مقام پر لیکن اس کے مومن ہونے میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔ کیا امام اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ فتویٰ دیا آیئے اس جگہ تاریخ بغداد کے حاشیہ پر نظر دوڑائیں۔

marfat.com

حاشیہ تاریخ بغداد:

هٰذَا الْقَوْلُ اِفْتِرَاءٌ عَلَيْهِ اِذْ اَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ يَعْرِفُوْنَ قَوْلَهُ ذَكَرُوْا عَنْهُ اَنَّهُ يَقُوْلُ اِنَّ مُرْتَكِبَ الْكَبِيْرَةِ مُفَوَّضٌ اَمْرُهُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى كَمَا يَقُوْلُ ذَالِكَ سَائِرُ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ بَلْ لَقَدْ جَاءَ فِى الْفِقْهِ الْاَكْبَرِ لِاِمَامِ مَا نَصَّهُ وَلَا نَقُوْلُ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا تَضُرُّهُ الذُّنُوْبُ وَلَا نَقُوْلُ اَنَّهُ لَا يَدْخُلُ النَّارَ۔

(حاشیہ تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۷۸)

ترجمہ:

یہ قول (کہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مرجیٔ ہیں) ان پر بہت بڑا بہتان ہے اس لیے کہ آپ کے ساتھی جو آپ کے قول کو جانتے ہیں انہوں نے آپ کی طرف سے یہ نقل کیا ہے۔ کہ آپ فرماتے ہیں: "کبیرہ گناہ کا مرتکب اللہ کے سپرد ہے۔ وُہ اس کا معاملہ خوب جانتا ہے" امام ابو حنیفہ کا یہ قول تمام اہل سنت وجماعت کے قول کی طرح ہی ہے بلکہ آپ کی تصنیف فقہ اکبر میں واضح طور پر آپ کی طرف سے یہ قول موجود ہے۔ "ہم نہ تو یہ کہتے ہیں۔ کہ مومن کو کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور نہ ہی یہ کہتے ہیں۔ کہ وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا۔ کہ مذکورہ الزام امام ابو حنیفہ پر تب لگایا جا سکتا ہے۔ جب آپ کو "مرجیہ" میں سے شمار کیا جائے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ آپ کا اس فرقہ کے

marfat.com

اس عقیدہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں اتنا ضرور ہے۔ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے ان کا ایک قول کبیرہ گناہ کے مرتکب کے بارے میں یوں مذکور ہے "مرتکب کبیرہ کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے" اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس کے گناہ کرنے کی صحیح حیثیت ہم متعین نہیں کر سکتے۔ کہ اس نے گناہ کبیرہ اُسے جائز سمجھ کر کیا ہے یا غلطی سے ایسا ہو گیا؟ واضح بات ہے۔ کہ ان دونوں حیثیتوں سے کبیرہ کا حکم مختلف ہو گا۔ اگر حلال و جائز سمجھ کر کیا تو دائرہ ایمان سے خارج اور اگر نفسانی خواہشات کے تحت کیا۔ تو اللہ کے سپرد وہ معاف کر دے یا نہ کرے۔ اس کے اختیار میں ہے۔

جواب:

روایت مذکورہ اس قابل نہیں کہ اس کو حجت بنایا جائے۔ کیونکہ اس کی سند میں موجود ایک راوی "محمد بن جعفر آدمی" ادمی ہے۔ جسے فن اسمائے رجال والوں نے غیر معتبر کہا ہے۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔

میزان الاعتدال:

محمد بن جعفر ابن فضالة ابو بكر الادمي القاري البغدادي الشاهد صَاحِبُ الصَّوْتِ الْمُطْرِبِ قَالَ ابْنُ اَبِي الْفَوَارِس غَلَطَ فِيْمَا حَدَّثَ وَمَاتَ سَنَةَ ثَمَانٍ وَاَرْبَعِيْنَ وَثَلَاثَمِائَةٍ

(۱) میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۳۶ مطبوعہ مصر طبع قدیم

(۲) لسان المیزان جلد ۵ ص ۱۰۸ حرف المیم مطبوعہ بیروت طبع جدید)

marfat.com

ترجمہ:

محمد بن جعفر ادمی قاری بغدادی ایک گانے والا آدمی تھا۔ ابن فوارس نے کہا۔ اس نے اپنی ہر روایت میں غلطی کی۔ ۳۴۸ھ میں فوت ہوا۔

"میزان الاعتدال" کے اس حوالہ سے ثابت ہوا۔ کہ روایت مذکورہ کا راوی "محمد بن جعفر ادمی" ایک گویا ہونے اور اپنی روایات میں گڑبڑ کرنے کی وجہ سے قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ لہٰذا ایسے راوی کی روایت سے امام ابو حنیفہ کی شخصیت پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ مذکورہ روایت غلط طریقہ سے امام صاحب کی طرف منسوب کی گئی ہے۔

جواب ۲:

نجفی شیعی مذکورہ الزام ذکر کرتے ہوئے خوب کھل کھلایا ہوگا۔ اور اس کے آخری الفاظ اس کیفیت کے ترجمان: "آپ اس امام کی فقہ کے پیروکار ہیں۔ جس کے نزدیک ماں سے نکاح کرنے والا بھی مومن ہے الغرض ایسی ذلیل فقہ سے ہماری توہزار بار توبہ" یعنی فقہ حنفیہ میں بقول معترض چونکہ اپنی ماں سے نکاح جائز ہے۔ اس لیے یہ فقہ ذلیل ٹھہری۔ اور اسی وجہ سے نجفی نے ہزار بار توبہ کی۔ چلو اس طرح شاید نجفی کا دل مطمئن ہو گیا ہوگا۔ اور اپنے خیال میں ناظرین کے لیے ایک بہت بڑا اعتراض کھڑا کر دیا۔ لیکن اگر اسی طرح کی ذلت والا مسئلہ اور ہزار مرتبہ توبہ کرنے کا سبب ہم ان شیعہ لوگوں کی کتابوں سے دکھائیں تو پھر نجفی کی حالت دیدنی ہوگی۔ دل تھام کر حوالہ ملاحظہ کریں۔

marfat.com

تمام محرم عورتوں سے نکاح کرنا حلال اور کسی ناجائز کام کا کوئی گناہ نہیں ہے۔

(عقیدہ اہل تشیع)

فرق الشیعہ:

وَكَانَ حَمْزَةُ ابْنُ عَمَارَةَ نَكَحَ اِبْنَتَهُ وَاَحَلَّ جَمِيْعَ الْمَحَارِمِ وَقَالَ مَنْ عَرَفَ الْاِمَامَ فَلْيَصْنَعْ مَاشَاءَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ۔

(فرق الشیعہ ص ۲۸ مطبوعہ نجف اشرف طبع جدید)

ترجمہ:

حمزہ ابن عمارہ نے اپنی بیٹی سے شادی کی۔ اور تمام محرم عورتوں سے نکاح کو جائز و حلال کر دیا۔ (یعنی ماں، بیٹی، بہن، بھانجی وغیرہ) اور اس کا قول ہے۔ کہ جس نے امام کو پہچان لیا۔ اس کے لیے جو چاہے کرے۔ (کھلی چھٹی ہے۔) کسی قسم کا کوئی (چھوٹا بڑا) گناہ نہیں ہوگا۔

marfat.com

اہلِ تشیع مُبارک ہو!

مزے ہی مزے اور وُہ بھی مفت میں

""فرق الشیعہ"" میں سے جو آپ نے پڑھا۔ وہ ایک شرط سے مشروط تھا شرط یہ تھی۔ کہ امام کو ماننے والا ہو۔ جیسا کہ بدیہی بات ہے۔ کہ اہل تشیع ایک نہیں بارہ کو امام مانتے ہیں۔ لہٰذا ہر شیعہ میں وہ شرط موجود ہے اب مشروط کی طرف آیئے۔ جس کا راستہ حمزہ بن عمار نے صاف کر دیا۔ امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب قول سے اُن کی ذات پر الزام دھرنے والو! تمہاری کتاب کے بقول تمہارے ایک بڑے نے تو اپنی بیٹی سے شادی رچالی۔ اور دوسری محرم عورتوں کے لیے اجازت دے گیا۔ شاید اس وقت صرف اسی کی بیٹی ہی زندہ ہو گی۔ ورنہ ماں، نانی، دادی، ہمشیرہ، بھانجی، بھتیجی، پھوپھی الغرض جو محرم عورت بھی زندہ ہوتی تو امام کی معرفت کے بہارے مزے کر کے دکھاتا اور علی کا محب، حسین کا فدائی، اہل بیت کا شیدائی اور کربلا والوں کا غم خوار یہ سب کچھ کرگزرنے پر بھی ""گناہ گار"" نہ ہوتا۔ امام ابوحنیفہ نے تو پھر بھی گناہ گار کہہ دیا۔ تم نے یہ بھی گوارا نہ کیا۔ مزے ہوں تو ایسے۔ مذہب ہے تو ایسا، فقہ ہو تو ایسی کہ جس میں سب کچھ کرگزرو ""مومن"" ہی رہو۔ تھوڑی سی کسر باقی تھی۔ وہ ""متعہ کی پیداوار"" محمد بن نصیر نمیری نے پوری کر دی۔ بڑا ہمدرد تھا۔ اُن غیر شادی شدہ یا رنڈوے لوگوں، کا بھی اس کو خیال تھا۔ جن کی ""کوئی"" نہیں۔ اگر وہ عجز و انکساری کی سیڑھی چڑھنا چاہیں۔ اور اپنی طبیعت کا بوجھ ہلکا کرنا چاہیں۔ تو ایک دوسرے کی دُبر استعمال کریں۔ تو مہ توط

marfat.com

کے طریقے پر عمل کر کے دوزخ کا ایندھن بنیں۔ دن میں ایک کی باری، رات بھر دوسرے کی۔ اس عجز وانکساری سے ایسا مرتبہ ملے گا۔ کہ قوم لوط بھی اس سے محروم ہوگی۔ دیکھا کیسی فقہ دکھلائی۔ فقہ حنفی سے ہزار بار توبہ شاید اس لیے تھی۔ کہ اس میں کبیرہ کے مرتکب پر سختی کی گئی۔ کیونکہ فقہ شیعی میں ایسی سختی ممنوع ہے۔ اے محارم کے ساتھ شہوت رانی کرنے والے مومنو! اے قوم لوط کے طریقہ پر چلنے والو اہل بیت کے خادمو! اے اماموں کے نام پر اپنی خواہشات نفسانیہ کو تسکین پہنچانے والے محبو! اگر فقہ حنفی سے ہزار بار توبہ ہے۔ تو فقہ شیعی سے کروڑ بار توبہ۔

ے

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

☆

marfat.com

اعتراض نمبر ۱۲

ابو حنیفہ کے نزدیک جوتے کی پوجا۔

حقیقت فقہ حنفیہ:

اہل سنت کی کتاب تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۷۵۔ یحییٰ بن حمزہ کہتا ہے۔ کہ میں نے ابو حنیفہ سے سنا وہ فرماتے تھے۔ اگر کوئی شخص خدا کی خاطر کسی جوتے کو پوجے تو کوئی گناہ نہیں
(حقیقت فقہ حنفیہ ص ۳۶)

جواب :

تاریخ بغداد میں "ابو حنیفہ کے نزدیک جوتے کی پوجا" پر دو عدد روایات ذکر ہیں۔ ان دونوں کا نمبر بالترتیب سات اور بارہ ہے۔ اول الذکر یعنی سات نمبر والی روایت کی اسناد میں ایک راوی "عبداللہ بن جعفر درستویہ" ہے۔ اس کے متعلق گزر چکا کہ ضعیف راوی ہے۔ مؤخر الذکر روایت میں "قاسم بن حبیب" راوی ہے۔ ابن معین نے اس کے متعلق "لاشئی" کہا ہے۔ لہٰذا از روئے اسناد ان دونوں روایات میں کوئی دم خم نہیں۔ کہ کسی پر حجت بنائی جائیں۔

علاوہ ازیں یہ روایات محض اپنے مضمون کے اعتبار سے غیر معقول اور غیر مقبول ہیں

marfat.com

آیئے اس کی تفصیل و تحقیق کے لیے روایات مذکورہ کے حاشیہ کو دیکھ لیں۔

حاشیہ تاریخ بغداد:

فِی الرِّوَایَۃِ الْاُوْلٰی عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ دُرُسْتُوَیْہِ حَکَی الْخَطِیْبُ نَفْسُہٗ فِیْہِ عَنِ الْبَرْقَانِیْ تَضْعِیْفَہٗ .... وَفِی الرِّوَایَۃِ الثَّانِیَۃَ عَشَرَۃَ الْقَاسِمُ بْنُ حَبِیْبٍ قَالَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ قَالَ ابْنُ مَعِیْنٍ لَاشَیْئَ عَلٰی اَنَّ ھٰذَا الْقَوْلَ فِیْ ذَاتِہٖ غَیْرُ مَعْقُوْلٍ صُدُوْرُہٗ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ بَلْ لَایُعْقَلُ صُدُوْرُہٗ عَمَّنْ ھُوَ اَقَلُّ فِی الْفِقْہِ وَالتَّقْوٰی فَاِنَّ ھٰذَا لَا یَقُوْلُہٗ اِلَّا جَاھِلٌ بِالْاُصُوْلِ الْاَوَّلِیَّۃِ لِلدِّیْنِ بَلْ مَنْ لَیْسَ یَعْرِفُ شَیْئًا مِنَ الدِّیْنِ وَھٰذَا خِلَافُ مَا تَوَاتَرَ عَنِ الثِّقَاتِ مِنْ عِلْمِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَمَا اَجْمَعَ عَلَیْہِ اَھْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ مِنْ اِمَامَتِہٖ فِی الدِّیْنِ۔

(حاشیہ تاریخ بغداد جلد ۱۳

ص ۳۷۴ تا ۳۷۵)

ترجمہ:

پہلی روایت میں ایک راوی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ ہے۔ اس کے بارے میں خطیب بغدادی نے خود برقانی سے حکایت کرتے ہوئے کہا۔ کہ یہ ضعیف راوی ہے۔ .... اور بارھویں روایت میں قاسم بن حبیب ہے۔ اس کے متعلق ابن معین کے حوالہ سے ابن

marfat.com

ابی حاتم نے کہا۔ یہ "لاشی" ہے (اسناد میں جرح کو چھوڑ کر) اس قول میں باعتبار اس کے مفہوم اور ذات کے غیر معقولیت ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اس کا صدور از روئے عقل درست نہیں۔ بلکہ ایسا قول تو وہ شخص بھی نہیں کہہ سکتا۔ جو امام ابوحنیفہ سے فتوے اور تقویٰ میں کم درجہ کا ہو۔ ایسا قول تو وہی کہے گا۔ جو دین کے بنیادی اور ابتدائی اصول سے ناواقف ہوگا۔ بلکہ جو دین کی کسی بات کو بھی نہ جانتا ہو۔ اور یہ کہنا (کہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اصول دین اور دینیات سے ناواقف تھے) ان ثقہ لوگوں کی مخالفت ہوگا جنہوں نے امام ابوحنیفہ کے علم کو بالتواتر ذکر کیا۔ اور اس لیے بھی کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دین میں امامت و پیشوائی تمام اہل سنت و جماعت کے نزدیک اجماعی بات ہے۔

لمحہ فکریہ:

حضرات قارئین!! امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو بدنام کرنے کے لیے "بناوٹی حجۃ الاسلام" نے روایت مذکورہ کے سہارے جو کوشش کی۔ آپ نے اس کی حقیقت معلوم کر لی۔ ذرا سوچئے۔ کہ جس شخصیت کو حضرات ائمہ کرام "امام الفقہ" مانیں۔ جس کے تقویٰ و زہد کے بے مثل ہونے کی شہادت دیں۔ جس کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگرد مرتبۂ امامت پر فائز ہوں۔ شرق و غرب میں رہنے والے کروڑوں مسلمان اس کے پیروکار ہوں ہزاروں لاکھوں اولیا کاملین جس کے علم و فقہ کے خوشہ چین ہوں۔ اُس سے غیر اللہ کی پوجا (اور وہ بھی جوتی کی) کس طرح منقول ہو سکتی ہے۔ نجفی بھی جانتا ہے۔ کہ اس کے پاس پڑھنے والے ابجد کے طلباء بھی اس قول سے برات کرتے ہیں۔ جب اس قول کی یہ کیفیت ہے۔ کہ ادنیٰ سے ادنی مسلمان بھی اس کا قائل ہونا گوارا نہیں کرتا۔ تو یہ

marfat.com

کیونکہ ممکن ہے کہ امام اعظم سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ایسا قول کریں۔ تو معلوم ہوا کہ روایات مذکورہ نہ تو میدانِ تحقیق میں اس پایہ کی ہیں۔ کہ کسی پر حجت بن سکیں۔ کیونکہ ضعیف اور لاشئی راوی کی روایت ایسی ہی ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں عقل و دیانت بھی اس قول کی نسبت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف کرنے سے مانع ہے۔ ایسے اقوال کی نسبت کرنے والا اجہل الناس ہو سکتا ہے۔ اور یہ ہے بھی نفس الامر میں درست۔ کیونکہ وہ حجۃ الاسلام۔۔ وغیرہ کوئی لقب رکھ لو۔ ہم تو اللہ تعالیٰ سے دعا کر سکتے ہیں۔ کہ اے اللہ! بے عقل لوگوں کو دین کی سمجھ عطا فرما ۔ اور بغض و حسد کے ماروں کو عدل و انصاف کی توفیق دے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

اعتراض نمبر ۱۴

ابوحنیفہ کا ابوبکر کے ایمان کے متعلق فتوٰے

حقیقتِ فقہ حنفیہ: (ثبوت ملاحظہ ہو)

تاریخ بغداد:

اَبَا اِسْحَاقَ الْفَزَارِیْ یَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَاحَنِیْفَۃَ یَقُوْلُ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ وَاِیْمَانُ اِبْلِیْسَ وَاحِدٌ۔

(اھل سنت کی کتاب تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۷۶)

ترجمہ:

ابا اسحاق کہتا ہے۔ میں نے ابوحنیفہ سے سُنا تھا۔ وہ کہتا تھا۔ کہ ابوبکر صدیق کا ایمان اور ابلیس کا ایمان ایک ہے۔

نوٹ:

اہل سنت کے مناظر اعظم تونسوی صاحب! آپ نے فقہ جعفریہ کی مذمت میں

marfat.com

رسالہ لکھ کر تمام اہل سنت کو شرمندہ کرنے کا سامان مہیا کیا ہے۔ آپ نے حقیقتِ فقہ جعفریہ کی مذمت میں رسالہ لکھ کر غریب شیعوں کی غیرت کو للکارا ہے۔ شیعہ بے غیرت نہ تھے۔ کہ چپ بیٹھے رہتے۔ پس ہم نے دفاعی کارروائی کی خاطر قلم اٹھایا ہے۔ اور آپ کی فقہ اور آپ کے اماموں کے کچھ پول کھول دیئے ہیں۔ اور آئندہ کے لیے انتظار کریں۔

علامہ صاحب! دراصل آپ کو جو دردِ زہ شروع ہوا ہے۔ وہ مرتے دم تک آپ کے ساتھ رہے گا۔ اور آپ کی کھجلی کے لیے کسی ناخن کی ضرورت ہے۔ آپ نے خواہ مخواہ ملک میں فتنہ و فساد برپا کیا ہے۔ ورنہ شیعہ سنی علماء نے باہم طے کیا تھا۔ کہ دونوں مذاہب اپنی اپنی فقہ پر عمل کرنے میں آزاد ہوں گے۔ لیکن آپ جیسے شرپسند عناصر نے دونوں مذہبوں کو آپس میں لڑانا خدمتِ دین اسلام سمجھ رکھا ہے۔ افسوس ہے تمہاری ناکام کوشش پر۔

آپ نے اپنے رسالہ میں شیعہ راویوں پر تنقید کر کے یہ سوچا کہ بس ہم نے شیعوں کو تحقیق کی چکی میں پیس ڈالا ہے لیکن ہم نے آپ کے مایۂ ناز امام اعظم نعمان بن ثابت کوفی کے وہ پول کھول دیئے ہیں۔ کہ اگر آپ میں کچھ شرم و حیا ہو تو ڈوب کر مر جایئے۔ اگر ہمت ہے تو آیئے میدانِ تحریر میں ابو حنیفہ کی صفائی پیش کریں۔ لیکن آپ کیا صفائی پیش کریں گے۔ ع

تن ہمہ داغ شد پنبہ کجا کجا نہی۔ (حقیقت فقہ حنفیہ ص ۲۶، ۲۷)

جواب:

"ابو بکر صدیق اور ابلیس کا ایمان ایک ہے۔" امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنے سے پہلے نجفی شیعی اگر اس کے راوی کے متعلق جان لیتا۔ کہ وہ کس درجہ کا ہے۔ تو پھر یہ خرافات نقل کرتا۔ تاریخ بغداد میں اس مضمون کی دو روایات مذکور ہیں

marfat.com

اور دونوں میں "ابو اسحاق فرازی" نامی راوی ہے۔ یہ صاحب "منکر الحدیث" تھے۔ ان دونوں روایات کے تحت محشی کا قول ملاحظہ ہو۔

حاشیہ تاریخ بغداد:

فِي الرِّوَايَةِ الْأُوْلَى مَحْبُوْبُ بْنُ مُوْسَى الْإِنْطَاكِيُّ وَلَهُ حِكَايَاتٌ تَالِفَةٌ عَنِ الْفَزَارِيِّ وَغَيْرِهِ قَالَ أَبُوْ دَاوُدَ لَا يُلْتَفَتُ إِلَى حِكَايَاتِهِ إِلَّا مِنْ كِتَابٍ وَفِي الرِّوَايَتَيْنِ أَبُوْ إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ وَهُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۷۶)

ترجمہ:

پہلی روایت میں ایک راوی "محبوب ابن موسیٰ" ہے۔ اس نے فرازی وغیرہ سے فضول روایات بیان کیں۔ ابوداؤد کا کہنا ہے۔ کہ اس کی روایات کی طرف التفات نہیں کیا جاتا۔ دونوں روایتوں میں ابو اسحاق فرازی ہے۔ اور وہ منکر الحدیث تھا۔

کیوں نجفی صاحب! آلوسی نے آپ کی غیرت کو للکارا ہے۔ لیکن بقول آپ کے "شیعہ بے غیرت نہ تھے کہ چپ بیٹھے رہتے تھے"، خوب چپ توڑی۔ ایک منکر الحدیث کی روایت سے کہ اس پر پھولے نہیں سماتے۔ بیسی چپ ویسی گفتگو دونوں میں کوئی خاص فرق نہیں معلوم ہوا۔ کہ منکر الحدیث راوی کی روایت امام اعظم رضی اللہ عنہ پر اعتراض والزام کا کام نہیں دے سکتی۔ علاوہ ازیں دوسری روایات کی طرح اس روایت کے حاشیہ کی طرف سے نجفی کی تسلی نہیں۔ کہ ایسا قول امام اعظم ایسی شخصیت کی طرف سے متوقع نہیں ہو سکتا۔

marfat.com

حاشیہ تاریخ بغداد:

وَتَشْبِيهُ اِيْمَانِ آدَمَ اَوْ اَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمَعْرِفَةِ اِبْلِيْسَ الَّذِيْ نَصَّ الْكِتَابُ الْكَرِيْمُ عَلٰى اَنَّهُ (اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ) لَا يُمْكِنُ اَنْ يَكُوْنَ مِنْ عِبَارَاتِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ الَّذِيْ يُقَرِّرُ مَذْهَبَهُ اَنَّ اَيَّ اِسْتِخْفَافٍ بِاَيِّ حُكْمٍ مِنْ اَحْكَامِ الدِّيْنِ كُفْرٌ وَهٰذِهٖ مَسْئَلَةٌ مَبْنِيَّةٌ عَلَى الْقَوْلِ بِالْاِرْجَاءِ وَسَتَعْلَمُ قَرِيْبًا بَرَاءَةَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

(حاشیہ تاریخ بغداد جلد ۱۳ صفحہ ۳۷۶)

ترجمہ:

حضرت آدم علیہ السلام یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کو ابلیس کی معرفت کے ساتھ تشبیہ دینا (یعنی یوں کہنا کہ ابوبکر صدیق کا ایمان ابلیس کے ایمان جیسا تھا۔) حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عبارات . . . . اس کے امکان کی نفی کرتی ہیں۔ کیونکہ ابلیس وہ ہے۔ کہ جس کے بارے میں قرآن کریم کی نص موجود ہے۔ "وہ اللہ کا حکم ماننے سے اس نے انکار کیا۔ اور تکبر کیا۔ اور وہ کافر تھا (اللہ کے علم میں)" امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ یہ ہے کہ دین کے کسی حکم کو ہلکا اور بے وقعت جاننا وہ کفر ہے۔ درحقیقت

marfat.com

یہ مسئلہ (ایمان ابلیس اور ایمان ابوبکر کی مساوات) مرجئہ کے نظریہ پر ہے (جس کا عقیدہ گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے) اور اے قارئین! تم بہت جلد اگلے صفحات میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی اس عقیدہ اور فرقہ سے بیزاری معلوم کرو گے۔

لمحہ فکریہ:

تاریخ بغداد کے حاشیہ سے اس امر کی صاف تردید معلوم ہوئی۔ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ عقیدہ یا قول ہرگز نہیں۔ کیونکہ ایسا عقیدہ "مرجئہ فرقہ" کا ہے۔ اور امام صاحب اس سے بری ہیں۔ اور ان کی براءت زبانی نہیں۔ بلکہ بادلیل ہے۔ یعنی آپ کا مشرب وہ ہے۔ کہ جس میں ایک حکم دین کا استخفاف بھی کفر ہے۔ تو کیا کوئی عقلمند یہ کہتا ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ ابلیس کے کفر کے بارے میں خاموش یا مداہنت پسند ہیں۔ جس کے کفر کی نص قرآن کریم میں موجود ہے۔؟ یہ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ہیں۔ کوئی "بناوٹی محب اہل بیت" اور نام نہاد "مومن" نہیں۔ جو ایسے میں "تقیہ" ایسی ملعون بات پر سہارا کرے گا۔ سمجھے نجفی صاحب؟

حجۃ الاسلام: یہ تھا وہ پول جو آپ نے بڑے طمطراق سے کھولا تھا۔ یہ تو ڈھول کا پول نکلا اس میں کچھ دم خم نہیں۔ البتہ اب ہم چیلنج کرتے ہیں۔ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ پر تاریخ بغداد سے لگائے گئے تمام الزامات کو صحیح ثابت کر دکھاؤ۔ اور جو ان پر جرح ہوئی اس کا جواب دو اور ہمت ہے۔ تو دعوت قبول کرو میدان تحقیق میں آؤ۔ میدان تحریر میں آنا کوئی بہادری نہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

اعتراض نمبر ۱۵

امام اعظم کا چالیس سالہ وضوء

حقیقت فقہ حنفیہ

اہل سنت کی کتاب البدایہ والنہایہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۷ میں لکھا ہے۔

اَبُوْ حَنِیْفَۃَ مَکَثَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً یُصَلِّی الصُّبْحَ بِوُضُوْءِ الْعِشَاءِ۔ کہ امام اعظم چالیس سال تک صبح کی نماز عشاء کے وضو کے ساتھ پڑھتے رہے۔ کیا بات ہے واللہ! اس چالیس سال کے عرصہ میں امام صاحب کی اولاد کیسے پیدا ہوئی۔ یا اس عرصہ میں جو اولاد ہوئی ہے۔ وہ دوپہر کے وقت کی کاشت کاری اور تخم ریزی ہے۔ یہ واقعہ تاریخ خمیس ص ۳۲۸ جلد دوم میں لکھا ہے۔ نیز تاریخ خمیس ص ۳۲۷ جلد دوم میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ابوحنیفہ نے خواب میں کئی مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو کھودنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ اور نعمان کے چموں نے اس کی یہ تعبیر فرمائی۔ کہ آپ دولت علم سے مالا مال ہوں گے۔ کیا گندہ خواب اور کیا گندی تعبیر ہے

(حقیقت فقہ حنفیہ ص ۳۸)

marfat.com

جواب :

اعتراض مذکورہ دراصل دو الزامات پر مشتمل ہے۔ اول یہ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی اولادرات کی بجائے　　　دن کی کاشت کاری ہے
دوم یہ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے خواب میں بار ہا قبر پیغمبر کو کھودنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ ہم انشاء اللہ ان دونوں اعتراضات کا جواب دیں گے۔ جواب سے قبل اتنا ضرور کہیں گے کہ جو زبان اس اعتراض میں نجفی شیعی نے استعمال کی۔ وہ "اس بازار" کے باسیوں کی ہے۔ جو اس "حجۃ الاسلام" کے رشتہ دار اور ہم مسلک ہیں اس لیے ہماری کوشش ہو گی۔ کہ ہر اعتراض کا مدلل جواب بہر صورت پیش کریں۔ اور اگر جوابات کے ساتھ "مرچ مصالحہ" کی ضرورت ہوئی۔ تو اسے بھی بروئے کار لائیں گے۔

الزام اول کا جواب :

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طہارت اور صفائی کے ضمن میں آپ کا چالیس سال تک عشاء کے وضوء سے صبح کی نماز ادا کرنا۔ "خبر متواتر" کی طرح اتنی کتابوں میں مذکور ہے کہ ان کی تکذیب ممکن نہیں ہے۔ نجفی نے صرف دو کتب کا حوالہ پیش کیا ہے بہر حال جہاں تک اس کے ثبوت کا تعلق ہے۔ تو　　　اس قدر کتب میں اور اس قدر ناقلین سے نقل اس کے لیے کافی ہے۔ لہٰذا آپ کی یہ کرامت و طہارت، تواتر سے ثابت ہے۔ اور اس کا انکار وہی کرے گا۔ جو عقل و دانش سے خالی ہے۔ اور تحقیق میں وہ بے بس ہو۔ اب اس پر وہ الزام یا "اس بازار کی زبان میں کلام۔ جو نجفی

شیعی نے ذکر کیا ہے۔ کہ ان چالیس سالوں میں آپ کے ہاں پیدا ہونے والی اولاد دن کی کاشت ہوئی۔

اس سلسلہ میں نجفی اور اس کے تمام ساتھیوں کو ہم کھلی دعوت دیتے ہیں۔ کہ تم اپنی فقہ کی کسی کتاب میں دکھلا دو۔ کہ دن کے کسی حصہ میں اپنی بیوی کے حقوق زوجیت ادا کرنے منع ہیں۔ کسی ایک کتاب سے کسی ایک امام کا قول ہے۔ تو پیش کرو۔ اور منہ مانگا انعام حاصل کرو اگر کثرتِ عبادت کو یہ رنگ دیا جائے جو تم نے دیا ہے۔ اور اس سے ایک غلط تاثر پھیلانے کی حماقت کی جائے۔ تو پھر کان کھول کر سنو۔ اور ہوش و حواس قائم رکھتے ہوئے ذرا مندرجہ ذیل اقتباسات پڑھ کر وہی نتیجہ نکالنا۔

ارشادِ شیخ مفید:

عَنْ جَابِرٍ جُعْفِیْ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرَ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ قَالَ كَانَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ یُصَلِّیْ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةِ اَلْفَ رَکْعَةٍ۔

(ارشاد شیخ مفید ص ۲۵۶ مطبوعہ قم، خیابان، ارم، طبع جدید)

ترجمہ:

جعفر جعفی حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے۔ کہ علی بن حسین (امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) چوبیس گھنٹوں میں ایک ہزار رکعت نفل پڑھتے تھے۔

چہاردہ معصوم:

حضرت علی کی اولاد میں سے حضرت علی کی شکل سوائے زین العابدین کے

marfat.com

دوسرے ائمہ میں سے کوئی بھی نہیں تھا۔

حضرت باقر فرمود پدرم علی بن الحسین در ہر شبانہ روزی ہزار رکعت نماز میخواند۔

(چہاردہ معصوم جلد دوم ص ۱۶ مناقب حضرت سجاد مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت باقر نے فرمایا کہ میرے باپ علی بن حسین ہر دن رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔

اول الذکر روایت کے مطابق امام زین العابدین تقریباً پانچ سو رکعت بعد نماز عشاء تا طلوع صبح صادق روزانہ پڑھا کرتے تھے۔ اور دوسری روایت کے پیش نظر ہر رات ایک ہزار نفل پڑھتے تھے۔ اور اسی دوسری روایت سے ثابت ہوا۔ کہ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ ہر رات ایک ہزار نفل پڑھا کرتے تھے۔ ان دونوں حضرات کی نماز جس خشوع و خضوع کے ساتھ ہوتی تھی۔ اس کا تذکرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ گویا ساری رات ان دونوں حضرات کی نماز میں بسر ہوتی تھی۔ اور امام زین العابدین کا دن بھی تقریباً اسی طرح گزرتا تھا۔ اب آؤ انہی الفاظ کی طرف جو نجفی صاحب تم نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شب بیداری کے متعلق کہے تھے۔ ذرا اپنے دل پر ہاتھ رکھئے۔ اور زبان پر وہی کلمات ان دو بزرگ شخصیات کے متعلق بھی کہدو۔ کیونکہ معاملہ ان کا بھی ویسا ہی ہے۔ اولاد ان کی بھی تھی۔ ان کی بیویاں بھی تھیں۔ بلکہ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے زوجہ مقدسہ و مطہرہ حضرت خاتون جنت بھی تو شب بیدار تھیں۔ ذرا سوچو۔ کیا کہا تھا۔ اور اب کیا کہنا پڑ گیا؟ اگر گنگ نہیں ہو گئی زبان تو اُسے حرکت دیجئے۔ اگر انصاف و عدل کے دلدادہ ہو تو کچھ بولیے۔ مجھے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب تم شرم کی چادر اتار ہی چکے ہو۔

marfat.com

تو پھر ان پاکیزہ شخصیات کے بارے میں بھی بے شرم زبان اور بے حیا کلام کرنے سے نہیں شرماؤ گے "لقرہ محب اہل بیت" ہو۔ اور کہتے ہیں نا کہ محبت اور دشمنی میں سب کچھ جائز ہوتا ہے۔

ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں۔ کہ اپنی بیوی سے دن یا رات کے کسی حصہ میں حقوق زوجیت ادا کرنے کی کسی امام سے کوئی ممانعت ثابت نہیں ہے۔ اب اگر دن کے وقت اس فعل کو بری نیت سے دیکھا جائے۔ اور اس کو مذاق و تمسخر کا رنگ پہنایا جائے۔ اور اس کے متعلق ایسے الفاظ کا استعمال کیے جائیں۔ جن سے اس فعل کی ممانعت نظر آتی ہو۔ تو آؤ ذرا اپنے دامن میں بھی انہیں دیکھنے اور جھانکنے کی دعوت دیں۔ اور ایک "عظیم عبادت" کی نشاندہی کریں۔ اور "عین شریعت" پر پابند ہونے کی ترکیب بتائیں۔ سنیئے!

حلیۃ المتقین:

در حدیث صحیح از حضرت امام محمد باقر منقولست کہ زنی آمد بخدمت حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم گفت یا رسول اللہ چیست حق شوہر بر زن فرمود لازم است کہ اطاعت شوہر بکند و نافرمانی او نکند و از خانہ او بے رخصتِ او تصدق نکند و روزہ سنت بے رخصتِ او ندارد و ہر وقت کہ ارادہ نزدیکی او کند مضائقہ نکند اگرچہ بر پشت پالان شتر باشد۔

(حلیۃ المتقین ص ۴۵ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے بروایت صحیحہ منقول ہے۔

marfat.com

کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ اور پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاوند کے بیوی پر کیا حقوق ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بیوی کے لیے اپنے خاوند کی اطاعت لازم ہے۔ اور اس کی نافرمانی نہ کرے۔ خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر صدقہ وخیرات ادا نہ کرے۔ اور نفلی روزہ بھی اس کی مرضی کے بغیر نہ رکھے۔ اور جس وقت بھی وہ اس کے نزدیک آنے کا ارادہ کرے (یعنی ہم بستری کرنا چاہے) تو عورت کو دل تنگ نہ ہونا چاہیئے۔ وہ اگرچہ پر فیل اونٹ کے پالان پر ہی کرنا چاہے۔

حلیۃ المتقین:

حضرت امام موسیٰ پرسیدند اگر کسی فرج زن را ببوسد چوں است؟ فرمود باکی نیست۔ واز حضرت صادق پرسیدند۔ اگر کسی زن خود را عریاں کند و باو نظر کند چوں است؟ فرمود کہ مگر لذتی ازایں بہتر می باشد۔ و پرسیدند کہ اگر بدست وانگشت با فرج زن وکنیز خود بازی کند چوں است؟ فرمود باکی نیست۔ اما بغیر اجزائے بدن خود چیز دیگر درانجا نکند۔

(حلیۃ المتقین ص ۱۴۱ مطبوعہ تہران طبع قدیم)

ترجمہ:

حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا۔ اگر کوئی شخص عورت کی شرمگاہ کو چومے تو کیسا ہے۔ ؟ فرمایا کوئی خاص بات نہیں۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا۔ اگر

marfat.com

کوئی شخص اپنی بیوی کو ننگا کر کے اس کی طرف دیکھتا ہے۔ تو اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا شاید ایسا کرنے سے لذت بڑھ جائے گی۔ اور لوگوں نے پوچھا۔ اگر کوئی شخص اپنے ہاتھ اور انگلی کے ساتھ عورت اور اپنی لونڈی کی شرمگاہ سے کھیلتا ہے۔ تو یہ کیسا ہے؟ فرمایا خطرہ کی کوئی بات نہیں۔ لیکن اپنے جسم کے اجزاء کے بغیر کوئی دوسری چیز اس جگہ (عورت کی شرمگاہ) میں نہ ڈالے۔

دونوں حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ

۱۔ عورت کی شرمگاہ کو چومنا جائز ہے۔

۲۔ اپنی عورت کو بالکل ننگا کر کے جی بھر کے اس کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ نیز اس سے لذت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۳۔ اپنی لونڈی اور بیوی کی شرمگاہ کے ساتھ ہاتھ اور انگلی سے "تماشہ کرنا" جائز ہے۔

۴۔ عورت کو نفلی روزہ اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر رکھنا ناجائز ہے۔

۵۔ جس وقت بھی اپنی عورت سے جماع کا ارادہ کرے۔ عورت کو اس کی اطاعت لازم ہے۔ اگرچہ وہ اونٹ کے پالان پر ہی بلائے۔

تبصرہ:

نجفی شیعی نے امام اعظم رضی اللہ عنہ پر یہ الزام بلکہ اتہام دھرا۔ کہ آپ کی اولاد دن کے نطفہ کی پیداوار ہے۔ گویا دن کے وقت اپنی عورت سے وطی کرنا نجفی کے

marfat.com

نزدیک نا جائز ہے۔ نجفی کے اس نظریئے کو ایک طرف رکھیئے۔ اور دوسری طرف امر دوم چہارم اور پنجم پر ایک مرتبہ پھر نظر دوڑائیں۔ چلو مان لیا۔ کہ امر دوم میں دو احتمال موجود ہیں۔ اگرچہ دوسرا قوی نہیں۔ یعنی اپنی عورت کو ننگا کر کے اس کی طرف نظریں جما کر دیکھنا۔ اگرچہ رات کو بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن اندھیرے میں کیا نظر آئے گا۔ اور پھر اس کا "ثواب" لذت میں اضافہ کیونکر حاصل ہوگا۔ اس کی صورت یہ ہے۔ کہ روشنی کا بندوبست کر لیا جائے۔ بلب جلتا ہو۔ (چراغ اور لالٹین کا زمانہ گزر گیا) تو وہ بھی ہزار وولٹ کا ہو۔ تاکہ لذت میں اضافہ ہو۔ لیکن ہو سکتا ہے۔ کہ یہاں بیوی کے گھر "شام غریباں" منائی جا رہی ہو۔ اس لیے یہ احتمال ضعیف ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ مفید اور نظر کی کمزوری کا واحد علاج دن کے وقت کیا جائے۔ لیکن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے صرف اتنا ہی نسخہ اپنے شیعوں کو نہیں تبلایا۔ بلکہ "لذت میں اضافہ" کا لفظ فرما کر نجفی کے نظریۂ پر پانی پھیر دیا۔ لذت کیسی اور اس میں اضافہ کیونکر؟ معلوم ہوا۔ کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بھی دن کے وقت اپنی بیوی سے جماع کے قائل اور مجوز ہیں۔

امر چہارم میں حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ عورت کو اپنے خاوند کی اجازت و رخصت کے بغیر نفلی روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔

نجفی صاحب! سوچا ہے کہ ایسا حکم کیوں دیا گیا۔ روزہ سبھی جانتے ہیں دن کا ہوتا ہے۔ آخر اس عبادت سے روک کر کسی بہتر عبادت کی طرف رہنمائی کی گئی ہوگی۔ بلکہ اگر نفلی روزہ خاوند توڑنے کو کہے۔ تو رکھا ہوا روزہ اس کے کہنے پر عورت کو توڑنا پڑے گا۔ بصورت دیگر وہ گناہ گار ہوگی۔ کیا یہ اجازت اور اطاعت خاوند آپ کے اعتراض کے لیے تھی۔ جو آپ کو امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات میں نظر آیا۔ اسی طرح امر پنجم میں وقت کو مطلقاً ذکر کر دیا گیا۔ (یعنی خاوند جس وقت بھی اپنی بیوی سے جماع کا ارادہ کرے) کیا اس لفظ وقت میں "دن" شامل نہیں؟

marfat.com

"حلیۃ المتقین"، کے حوالہ جات سے ایک طرف تو یہ امر ثابت ہوا۔ کہ اپنی بیوی کے ساتھ جب بھی جماع کرنا چاہے۔ وہ کر سکتا ہے۔ ماسوا ان صورتوں کے کہ جن میں شریعت نے منع فرمایا۔ لہٰذا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات پر اس سلسلہ میں کوئی اعتراض نہیں آتا۔ دوسری طرف نجفی شیعی کے مذہب میں "شرم و حیاء" کا معیار بھی آپ نے دیکھا چونکہ یہ باتیں اُن کے مذہب کی ہیں۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ نجفی صاحب! اپنی بیوی کی شرمگاہ چوما کرو۔ ہاتھ اور انگلیوں کے ساتھ اس میں تماشہ کیا کرو۔ اور اونٹ کے پالان (جو دستیاب ہونا مشکل ہے۔ ہاں اس کی بجائے منا جگے، رہڑے، گڈا ور رکشہ وغیرہ) پر اس جائز امر کو کر کے شاباش حاصل کرو۔

یہ چند سطور ہم نے نجفی کے گستاخانہ کلام کی وجہ سے لکھیں۔ ایسے سربستہ راز اور رسوائیاں گاہے بگاہے آپ ملاحظہ کریں گے۔

الزام دوم کا جواب:

سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے خواب کو نجفی نے تمسخر اور مذاق کا نشانہ بنایا! اور اس کی تعبیر بتانے والے کو "نعمان کے چمچے"، کہا۔ خواب جیسا کہ واضح ہے۔ کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا۔ اور اس کی تعبیر بتلانے والے محمد بن سیرین ہیں۔ خواب اور اس کی تعبیر ایک علم ہے۔ اور اس بارے میں احادیث مقدسہ میں کئی مرتبہ امور مذکور ہیں بلکہ قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر اور پھر جناب یوسف کے ساتھ زندان میں دو قیدیوں کا خواب اور آپ کا ان کی تعبیر بتلانا تمام امت کے ساتھ موجود ہے۔ نجفی شیعی کا بس چلتا تو یہاں بھی گندی زبان کھول دیتا۔ آخر چاند سورج اور ستاروں کے سجدے سے بھائیوں کی اطاعت وغیرہ کا کیا تعلق ہے اور اسی طرح گائے کا قحط سالی سے کیا جوڑ۔ لیکن اس بے چارے کو اس باغ کی سیر ہی

marfat.com

نصیب نہ ہوئی۔ صرف امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات پر اعتراض مقصود تھا سو وہ بنالیا۔ اب ذرا عنان تحریر ان کے گھر کی طرف پھیرتے ہیں۔ پھر پوچھیں گے کہ اب کیا کہتے ہو۔

ذبح عظیم:

ام الفضل زوجہ حضرت عباس نے خواب میں یہ دیکھا۔ کہ ان کی گود میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کا ٹکڑا کٹ کر گرا ہے۔ تو انہوں نے اس خواب کو برا جانا مگر آپ نے فرمایا۔ کہ یہ خواب تو تمہارا نیک ہے۔ میری فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے۔ جس کی تم اپنی گود میں پرورش کروگی۔ ام فضل کا بیان ہے۔ کہ ایسے ہی ہوا۔

(ذبح عظیم ص ۱ مطبوعہ کتب خانہ اثنا عشریہ طبع جدید)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں قبر کھودنا اور آپ کے جسم اقدس کا ٹکڑا کٹ کر اپنی گود میں گرا ہوا دیکھنا ان دونوں میں زیادہ برا خواب دوسرا ہے۔ کیونکہ پہلے خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے بلا واسطہ تعلق نہیں ہے لیکن دوسرے میں آپ کے جسم اطہر کے متعلق بلا واسطہ خواب ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ام الفضل نے اس کو برا جانا۔

لیکن سرکار دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی جو تعبیر بیان فرمائی۔ وہ اس طرف راہنمائی کرتی ہے۔ کہ خواب میں برائی نہیں بلکہ خوش خبری ہے۔ اور وہ بقول ام الفضل

marfat.com

ہو کر رہی۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو خواب آیا۔ ابن سیرین نے اس کی جو تعبیر بتائی۔ ویسے ہی ہوا۔ اب ہم نجفی سے دریافت کرنے میں حق بجانب ہیں۔ کہ خواب دونوں بظاہر گندے اور برے ہیں۔ اور تعبیریں دونوں کی اچھی ہیں۔ اور واقعۃً تعبیریں وہی ہوئیں جو بتلانے والوں نے بتلائیں۔ لہٰذا ابو حنیفہ کا خواب "گندہ خواب" اور اس کی تعبیر "گندی تعبیر" کہتے ہو۔ تو پھر حضرت ام الفضل کے خواب اور اس کی تعبیر کے متعلق کیا کہو گے۔ اور ابو حنیفہ کے چھوٹوں نے گندے خواب کی گندی تعبیر کی۔ کیا یہی بکواس حضرت ام الفضل کے خواب پر بھی کرو گے؟

فاعتبروا یا اولی الابصار

نوٹ:

سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات اور آپ کے علم و فقاہت وغیرہ پر نجفی شیعی نے تاریخ بغداد سے حوالہ جات پیش کیے۔ اس سلسلہ میں جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ کہ صاحبِ تاریخ بغداد خطیب بغدادی نے ایسی روایات سے قبل اس امر کی واضح نشاندہی اور صراحت کر دی ہے۔ کہ میں نے لوگوں کے اعتراضات من و عن نقل کر دیے ہیں۔ ان کی تصحیح کا ذمہ نہیں لیتا۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ روایت ذکر کر دوں گا لیکن اس کے درست ہونے یا نہ ہونے کے لیے میرا لکھ دینا کافی نہیں۔ اور میری کتاب میں ایسی باتوں کا آجانا کوئی دلیل و حجت نہیں بن جائے گا۔ نجفی شیعی نے خطیب بغدادی کے یہ الفاظ سامنے نہ رکھے اور ان روایات کو اس ڈھٹائی سے پیش کیا کہ جیسے قرآن کریم کی آیت پیش کر رہا ہو۔ اور بڑے دعوے کے ساتھ یہ کہا۔ کہ اہل سنت کی کتاب تاریخ بغداد میں یہ ہے۔ اور وہ ہے اس سے آپ قارئین اس کی بددیانتی اور حق کو چھپانے کی عادت سے بخوبی آگاہ ہو چکے ہوں گے۔ اب ہم نے یہ سوچا

marfat.com

کہ اسی تاریخ بغداد سے چندوہ روایات بھی نقل کر دیں۔ جن میں مصنف نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیان کیے ہیں۔ اس میں عجیب بات آپ دیکھیں گے۔ کہ ان روایات کے راوی اکثر وہی ہیں۔ جن سے وہ روایات نجفی نے ذکر کیں۔ جن میں امام اعظم کی ذات پر الزامات تھے۔ یہ اس لیے ضروری سمجھا۔ تاکہ قارئین کرام تصویر کے دونوں رخ دیکھ سکیں اور نجفی کے فراڈ اور بددیانتی پر آگاہی پاسکیں۔

☆

marfat.com

فصل دوم

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت اور فضائل و مناقب

تاریخ بغداد کے آئینہ میں

۱۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا نسب:

تاریخ بغداد:

عبید اللہ شاذان المروزی قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ قَالَ سَمِعْتُ اِسْمَاعِیْلَ بْنَ حَمَّادِ بْنِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ یَقُوْلُ اَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ حَمَّادِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ الْمَرْزُبَانِ مِنْ اَبْنَاءِ الْفَارِسِ الْاَحْرَارِ وَاللّٰهِ مَا وَقَعَ عَلَیْنَا رِقٌّ قَطُّ وُلِدَ جَدِّیْ فِیْ سَنَةِ ثَمَانِیْنَ وَذَهَبَ ثَابِتٌ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَهُوَ صَغِیْرٌ فَدَعَا لَهٗ بِالْبَرَكَةِ فِیْهِ وَفِیْ ذُرِّیَّتِهٖ وَنَحْنُ نَرْجُوْا مِنَ اللّٰهِ اَنْ یَكُوْنَ قَدْ اِسْتَجَابَ اللّٰهُ ذَالِكَ لِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فِیْنَا قَالَ وَالنُّعْمَانُ بْنُ الْمَرْزُبَانِ اَبُوْ ثَابِتٍ هُوَ الَّذِیْ اَهْدٰی لِعَلِیِّ بْنِ

marfat.com

اِلٰی طَالِبٍ اَلْفَالُوْذَجَ فِیْ یَوْمِ النَّیْرُوْزِ۔

(تاریخ بغداد جلد نمبر ۱۳ مطبوعہ السلفیہ المدینہ المنورہ طبع جدید ص ۳۲۵ تا ۳۲۶)

ترجمہ:

عبیداللہ شاذان المروزی کہتے ہیں۔ کہ میرے والد اور انہوں نے میرے دادا سے بیان کیا۔ کہ میں نے اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ سے سُنا۔ کہنے لگے۔ میں اسماعیل بن حماد بن النعمان بن ثابت بن النعمان المرزبان ایرانی نسل کا ہوں اور ہم شروع سے ہی آزاد رہے ہیں۔ خدا کی قسم ہم پر کبھی غلامی نہیں آئی۔ میرے دادا ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ (یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) ان کے والد جناب ثابت کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس بچپن میں لے جایا گیا۔ جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے ان میں اور ان کی اولاد میں اللہ تعالیٰ سے نزول برکت کی دعاء فرمائی ہے۔ ہم اللہ رب العزت سے امید رکھتے ہیں۔ کہ اس نے حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کی ہمارے حق میں مانگی ہوئی دعاء قبول فرمالی ہے۔ پھر اسماعیل کہتے ہیں۔ کہ نعمان بن مرزبان جو جناب ثابت کے والد ہیں۔ یہ وہ خوش قسمت شخص ہیں۔ کہ جنہوں نے یوم نیروز کو حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے ہاں بطور ہدیہ فالودہ بھیجا تھا۔

☆

marfat.com

(۲) امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شخصیت

تاریخ بغداد:

قَالَ اَبُوْ نَعِیْم وَکَانَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ حَسَنَ الْوَجْہِ حَسَنَ الثِّیَابِ طَیِّبَ الرِّیْحِ حَسَنَ الْمَجْلِسِ شَدِیْدَ الْکَرَمِ... حَسَنَ الْمُوَاسَاۃِ لِاِخْوَانِہٖ۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۳۰)

ترجمہ:

ابو نعیم کا کہنا ہے۔ کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ خوش شکل تھے۔ کپڑے بہت اچھے پہنتے، خوشبو لگاتے۔ مجلس کے اعتبار سے بہت حسن تھے۔ کرم و سخاوت میں خوب تھے۔ اور اپنے دوستوں بھائیوں کے ساتھ سلوک میں بہت اچھے تھے

marfat.com

۳ امام اعظم کی فقاہت اور خداداد صلاحیت

تاریخ بغداد:

قَالَ خَارِجَةُ دَعَا اَبُوْ جَعْفَرٍ اَبَا حَنِيْفَةَ اِلَى الْقَضَاءِ فَاَبٰى عَلَيْهِ فَحَبَسَهٗ ثُمَّ دَعَا بِهٖ يَوْمًا فَقَالَ اَتَرْغَبُ عَمَّا نَحْنُ فِيْهِ قَالَ اَصْلَحَ اللّٰهُ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا اَصْلُحُ لِلْقَضَاءِ فَقَالَ لَهٗ كَذَبْتَ ثُمَّ عَرَضَ عَلَيْهِ الثَّانِيَةَ فَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ قَدْ حَكَمَ عَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنِّيْ لَا اَصْلُحُ لِلْقَضَاءِ لِاَنَّهٗ يَنْسُبُنِيْ اِلَى الْكَذِبِ فَاِنْ كُنْتُ كَاذِبًا فَلَا اَصْلُحُ وَاِنْ كُنْتُ صَادِقًا فَقَدْ اَخْبَرْتُ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنِّيْ لَا اَصْلُحُ قَالَ فَرَدَّهٗ اِلَى الْحَبْسِ۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۲۸)

ترجمہ:

خارجہ نے کہا کہ خلیفہ عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو عہدہ قضاء کی پیشکش کی۔ امام اعظم نے انکار کر دیا۔ خلیفہ نے آپ کو زندان میں ڈال دیا۔ پھر ایک دن بلوایا۔ اور پوچھا۔ اے ابوحنیفہ

maktabah.org

کیا تم ہماری پیش کش میں کچھ رغبت رکھتے ہو۔ امام موصوف نے جواب دیا۔ اللہ آپ کا بھلا کرے۔ اے امیر المؤمنین! میں قضا کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ یہ سن کر خلیفہ نے کہا۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ پھر تیسری مرتبہ عہدہ قضا پیش کیا۔ تو امام ابوحنیفہ نے کہا۔ اے امیر المؤمنین: آپ نے میرے متعلق فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ میں عہدہ قضا کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ تو امام ابوحنیفہ نے کہا۔ کیونکہ آپ نے مجھے جھوٹا کہا ہے۔ لہٰذا اگر میں جھوٹا ہوں۔ تو صلاحیت ختم اور اگر میں سچا ہوں۔ تو میں نے امیر المؤمنین کو کہہ دیا ہے۔ کہ میں اس عہدہ کی صلاحیت نہیں رکھتا راوی کہتا ہے۔ کہ یہ سن کر خلیفہ نے امام ابوحنیفہ کو دوبارہ جیل بھیج دیا۔

تاریخ بغداد:

محمد بن عبد الرحمٰن قَالَ كَانَ رَجُلٌ بِالْكُوفَةِ يَقُوْلُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ كَانَ يَهُوْدِيًّا فَاَتَاهُ اَبُوْحَنِيْفَةَ فَقَالَ اَتَيْتُكَ خَاطِبًا قَالَ لِمَنْ قَالَ لِاِبْنَتِكَ رَجُلٌ شَرِيْفٌ غَنِيٌّ بِالْمَالِ حَافِظٌ لِكِتَابِ اللّٰهِ سَخِيٌّ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فِيْ رَكْعَةٍ كَثِيْرًا لْبُكَاءِ مِنْ خَوْفِ اللّٰهِ قَالَ فِيْ دُوْنِ هٰذَا مُقْنِعٌ يَا اَبَاحَنِيْفَةَ قَالَ اَلَا اِنَّ فِيْهِ خَصْلَةً قَالَ وَمَا هِيَ قَالَ يَهُوْدِيٌّ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَاْمُرُنِيْ اَنْ اُزَوِّجَ اِبْنَتِيْ مِنْ يَهُوْدِيٍّ؟ قَالَ لَا تَفْعَلُ؟

marfat.com

قَالَ لَا قَالَ فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجَ ابْنَتَيْهِ مِنْ يَهُودِيٍّ؟ قَالَ أَسْتَغْفِرُ اللهَ إِنِّي تَائِبٌ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۶۴)

ترجمہ:

محمد بن عبدالرحمان کہتے ہیں۔ کہ کوفہ میں ایک شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو یہودی کہا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے۔ اور کہا کہ میں تیرے پاس ایک آدمی کی طرف سے اس لیے آیا ہوں۔ کہ تیری بیٹی کا وہ خواستگار ہے۔ آدمی شریف، غنی، حافظ القرآن اور سخی ہونے کے علاوہ ایک رکعت میں ساری رات گزار دینے والا ہے۔ اللہ کے خوف سے بہت رونے والا ہے اس نے یہ سن کر کہا۔ کہ میں اس سے کم خوبیوں والے پر بھی اکتفا کر سکتا ہوں۔ امام ابوحنیفہ نے کہا اس میں ایک اور خصلت بھی ہے پوچھا وہ کون سی؟ کہا کہ وہ یہودی ہے۔ کہنے لگا۔ سبحان اللہ! تو مجھے ایک یہودی سے اپنی بیٹی بیاہنے کو کہتا ہے۔؟ پوچھا۔ اچھا پھر تو ایسا نہیں کرے گا۔ کہنے لگا ہرگز نہیں۔ اس پر امام صاحب نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو بیٹیاں یہودی کے نکاح میں دی تھیں۔؟ یہ سن کر اس نے استغفار کی۔ اور کہنے لگا۔ میں اللہ عزوجل کے ہاں تائب ہوتا ہوں۔

پ

marfat.com

۴ آپ کے اساتذہ کرام

تاریخ بغداد:

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ اَوَیْسٍ قَالَ سَمِعْتُ الرَّبِیْعَ بْنَ یُوْنُسَ یَقُوْلُ دَخَلَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ یَوْمًا عَلَی الْمَنْصُوْرِ وَعِنْدَہٗ عِیْسَی بْنُ مُوْسٰی فَقَالَ لِلْمَنْصُوْرِ ھٰذَا عَالِمُ الدُّنْیَا الْیَوْمَ فَقَالَ لَہٗ یَا نُعْمَانُ عَمَّنْ اَخَذْتَ الْعِلْمَ قَالَ عَنْ اَصْحَابِ عُمَرَ وَعَنْ اَصْحَابِ عَلِیٍّ وَعَنْ اَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ وَمَا کَانَ فِیْ وَقْتِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَعْلَمُ مِنْہُ قَالَ لَقَدْ اِسْتَوْثَقْتَ لِنَفْسِکَ۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۳۴)

ترجمہ:

ابن ابی اویس نے ہمیں بتایا۔ کہ میں نے ربیع بن یونس سے سنا۔ کہ ایک دن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ خلیفہ منصور کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس وقت وہاں عیسیٰ بن موسے بھی تشریف فرما تھے

marfat.com

انہوں (عیسیٰ بن موسیٰ) نے منصور سے کہا کہ یہ شخص (ابوحنیفہ) اس وقت کا عالم یکتا ہے منصور نے آپ سے پوچھا اے ابوحنیفہ! تم نے کن حضرات سے حاصل کیا۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے حضرت عمر کے ساتھیوں کے ذریعہ حضرت عمر کا علم، حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھیوں سے حضرت علی کا علم اور حضرت عبداللہ بن عباس کے ساتھیوں سے ان کا علم حاصل کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس جس دور میں تھے۔ اس وقت روئے زمین پران سے بڑا عالم نہ تھا۔ یہ سن کر منصور نے کہا پھر تو تم نے اپنی ذات کو باوثوق بنالیا۔

لمحہ فکریہ:

قارئین کرام! امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اساتذہ کرام کے اسمائے گرامی اجمالاً پڑھے۔ گویا آپ کی شخصیت میں علم فاروق اعظم، علم مرتضیٰ اور علم ابن عباس جمع تھا یہی جامعیت تھی کہ امام شافعی رحمۃ اللہ کو کہنا پڑا۔ کُلُّ فَقِیْہٍ عَیَالٌ لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ تمام فقہاء اسلام حضرت امام ابوحنیفہ کے بال بچے ہیں۔ نجفی شیعی وغیرہ جو اپنے آپ کو محبانِ علی اور عاشقانِ اہل بیت کہتے ہیں۔ انہیں تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے محبت و عقیدت ہونی چاہیے تھی۔ کیونکہ یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور حضرت عباس کے فرزند ارجمند جناب عبداللہ کے مایۂ ناز شاگردوں میں سے ہیں۔ لیکن انہیں بغض و حسد نے کہیں کا نہ چھوڑا۔

☆

marfat.com

۵/ امام اعظم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کا مظہر

تاریخ بغداد:

عَنْ اَبِیْ سَلْمَةَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِیْ اُمَّتِیْ رَجُلًا وَفِیْ حَدِیْثِ الْقُصْرِیْ یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ رَجُلٌ اِسْمُہٗ نُعْمَانُ وَکُنْیَتُہٗ اَبُوْ حَنِیْفَةَ ھُوَ سِرَاجُ اُمَّتِیْ ھُوَ سِرَاجُ اُمَّتِیْ۔ ھُوَ سِرَاجُ اُمَّتِیْ۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۳۵)

ترجمہ:

ابوسلمہ نے جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں ایک مرد ہوگا۔ اور حدیث القصری کے الفاظ کے مطابق فرمایا۔ میری امت میں ایک مرد نعمان نامی ہوگا۔ اس کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی۔ وہ میری امت کا سراج ہے۔ وہ میری امت کا سراج ہے۔ وہ میری امت کا سراج ہے۔

marfat.com

۶۔ قیامت سے قبل امام ابو حنیفہ رضؓ کے علم کا ظہور ہو گا۔

تاریخ بغداد:

محمد بن حفص عن الحسن ابن سلیمان اَنَّہٗ قَالَ فِیْ تَفْسِیْرِ الْحَدِیْثِ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَظْهَرَ الْعِلْمُ قَالَ هُوَ عِلْمُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَتَفْسِیْرُہٗ الْآثَارَ۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۳۶)

ترجمہ:

محمد بن حفص جناب حسن بن سلیمان سے بیان کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے حدیث لا تقوم الساعۃ (قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی۔ جب تک علم ظاہر نہ ہوگا) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس علم سے مراد "علم ابی حنیفہ" ہے۔ اور آثار صحابہ کرام کی جو انہوں نے تفسیر کی ہے۔ وہ مراد ہے۔

marfat.com

۷۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عطا فرمایا۔ آپ نے صحابہ کرام اور انہوں نے تابعین اور انہوں نے ابو حنیفہ کو منتقل کیا۔

تاریخ بغداد

قَالَ حَنَفُ بْنُ اَیُّوبَ صَارَ الْعِلْمُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَارَ اِلٰى اَصْحَابِهِ ثُمَّ صَارَ اِلَى التَّابِعِيْنَ ثُمَّ صَارَ اِلٰى اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَصْحَابِهِ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَرْضَ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَسْخَطْ۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۳۶)

ترجمہ:

حنف ابن ایوب کا کہنا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عطا فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضوان اللہ علیہم کو اور اصحاب پیغمبر نے تابعین کرام کو علم منتقل کیا اور یہ پھر یہ علم امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب میں آیا۔ سو یہ سن کر جو چاہے خوش ہو۔ اور جس کی مرضی ناراض ہو جائے۔

لمحہ فکریہ:

ان روایات سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ وہ سراج امت محمدیہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کو چند واسطوں سے ان کو عطا فرمایا۔ اس پر بغض و حسد والے (نجفی اینڈ برادرز) اگر ناراض ہوتے ہیں۔ تو ان کی اپنی بدبختی ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کی دعا کا صدقہ ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کی برکت ہے۔

۸۔ مسند حدیث پر بیٹھے ہوئے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا حوصلہ اور بردباری

تاریخ بغداد: (چونکہ یہ حوالہ گزر چکا ہے۔ اس لیے صرف ترجمہ پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

ترجمہ:

حمانی کا کہنا ہے۔ کہ میں نے حضرت ابن المبارک کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس کس قدر باوقار ہوا کرتی تھی۔ فقہاء کرام سے ملتی جلتی تھی۔ خود امام ابو حنیفہ شکل و صورت کے اعتبار سے خوبصورت تھے۔ کپڑے اچھے اچھے پہنا کرتے تھے۔ ہم ایک دن مسجد جامع میں ان کی مجلس میں تھے۔ اچانک آپ کی گود میں اوپر سے ایک سانپ آگرا۔ آپ کے سوا تمام حاضرین بھاگ نکلے۔ میں نے صرف اتنا دیکھا۔

marfat.com

کہ امام ابوحنیفہ نے صرف اس کو اپنی گود سے جھاڑ دیا۔ لیکن اپنی سے آپ ادھر ادھر ہرگز نہیں ہوئے

نوٹ: یہی عبداللہ بن مبارک ہیں۔ کہ جن کی طرف نجفی شیعی نے ایک ایسی بات کی نسبت کر دی۔ جس سے امام اعظم پر اعتراض و طعن ثابت کرنا پایا۔ اس کی تفصیل گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔

۹۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام ان کے ہم عصر علماء کے نزدیک

تاریخ بغداد:

سَمِعْتُ اَبَا یَحْیٰی الْحَمَّانِی یَقُوْلُ مَا رَاَیْتُ رَجُلًا قَطُّ خَیْرًا مِنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ .... سَمِعْتُ اَبَا بَکْرِ بْنَ عَیَّاشٍ یَقُوْلُ اَبُوْحَنِیْفَۃَ اَفْضَلُ اَھْلِ زَمَانِہٖ ...... قَالَ قِیْلَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنْ غِلْمَانِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ

قَالَ مَا جَلَسَ النَّاسُ اِلٰی اَحَدٍ اَنْفَعَ مِنْ مُجَالَسَۃِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ

تاریخ بغداد جلد نمبر ۱۳
ص ۳۳۷

ترجمہ:

(علی بن سالم عامری سامری کا کہنا ہے کہ) میں نے ابو یحییٰ حمانی کو یہ کہتے سنا کہ میں نے ابو حنیفہ سے بہتر کوئی دوسرا آدمی ہرگز نہیں دیکھا منجاب نے کہا۔ میں نے ابو بکر بن عیاش کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ ابو حنیفہ اپنے دور کے تمام علماء سے زیادہ فضیلت رکھتے تھے۔ قاسم بن معن سے پوچھا گیا۔ کہ کیا تم ابو حنیفہ کے خادموں میں اپنے آپ کو شمار کرنے میں راضی ہو۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ ابو حنیفہ کی سی نفع بخش مجلس لوگوں کو ———— دوسروں کے ہاں کیسے ملے گی۔ (یعنی میں ابو حنیفہ کے غلمان میں داخل ہونا پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ ان کی مجلس دیگر تمام مجالس سے زیادہ نفع بخش ہے)

۱۰۔ امام اوزاعی کے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں تاثرات

تاریخ بغداد:

قِيلَ لِمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ هَلْ رَأَيْتَ اَبَا حَنِيْفَةَ قَالَ نَعَمْ رَأَيْتُ رَجُلاً لَوْ كَلَّمَكَ فِيْ هٰذِهِ السَّارِيَةِ اَنْ يَجْعَلَهَا ذَهَبًا لَقَامَ بِحُجَّتِهٖ..... قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عُثْمَانَ سَعْدُوْنَ بْنَ اَبِيْ الطُّوْسِيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْمُبَارَكِ

marfat.com

يَقُوْلُ قَدِمْتُ الشَّامَ عَلَى الْاَوْزَاعِيِّ فَرَاَيْتُهُ بِبَيْرُوْتَ فَقَالَ لِيْ يَا خُرَاسَانِيُّ مَنْ هٰذَا الْمُبْتَدِعُ الَّذِيْ خَرَجَ بِالْكُوْفَةِ يُكْنٰى اَبَا حَنِيْفَةَ فَرَجَعْتُ اِلٰى بَيْتِيْ فَاَقْبَلْتُ عَلٰى كُتُبِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ فَاَخْرَجْتُ مِنْهَا مَسَائِلَ مِنْ جِيَادِ الْمَسَائِلِ وَبَقِيْتُ فِيْ ذٰلِكَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَجِئْتُ يَوْمَ الثَّالِثِ وَهُوَ مُؤَذِّنٌ بِمَسْجِدِهِمْ وَاِمَامُهُمْ وَالْكِتَابُ فِيْ يَدِيْ فَقَالَ اَيُّ شَيْءٍ هٰذَا الْكِتَابُ فَنَاوَلْتُهُ فَنَظَرَ فِيْ مَسْئَلَةٍ مِنْهَا وَقَعْتُ عَلَيْهَا قَالَ النُّعْمَانُ فَمَا زَالَ قَائِمًا بَعْدَ مَا اَذَّنَ حَتّٰى قَرَاَ صَدْرًا مِنَ الْكِتَابِ ثُمَّ وَضَعَ فِيْ كُمِّهِ ثُمَّ اَقَامَ وَصَلّٰى ثُمَّ اَخْرَجَ الْكِتَابَ حَتّٰى اَتٰى عَلَيْهَا فَقَالَ لِيْ يَا خُرَاسَانِيُّ مَنِ النُّعْمَانُ ابْنُ الْكَثَابِتُ هٰذَا قُلْتُ شَيْخٌ لَقِيْتُهُ بِالْعِرَاقِ فَقَالَ هٰذَا نَبِيْلٌ مِنَ الْمَشَائِخِ اِذْهَبْ فَاسْتَكْثِرْ مِنْهُ قُلْتُ هٰذَا اَبُوْحَنِيْفَةَ الَّذِيْ نَهَيْتَ عَنْهُ۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳
ص ۳۳۸۔

ترجمہ:

حضرت امام مالک ابن انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔ کیا آپ نے ابوحنیفہ کو دیکھا ہے

marfat.com

فرمایا۔ ہاں ایک ایسا آدمی پایا۔ کہ اگر وہ اس ستون کو سونے کا ثابت کرنا چاہے۔ (لیکن وہ سونے کا ہو نہ) تو اپنی قوت فقاہت و حجت سے اُسے سونے کا ثابت کر دکھائے گا...... فضل بن عبد الجبار کہتا ہے کہ میں نے ابو عثمان حمدان بن ابی الطوسی کو کہتے سنا۔ انہوں نے جناب عبد اللہ بن المبارک کو یہ کہتے سُنا۔ کہ میں ایک مرتبہ شام گیا۔ اور بیروت کے شہر میں میری ملاقات امام اوزاعی سے ہوئی۔ دورانِ گفتگو انہوں نے پوچھا۔ اے خراسانی! ابو حنیفہ کنیت کا ایک شخص کوفہ میں کچھ نئی باتیں کر رہا ہے۔ یہ بدعتی کون ہے۔؟ امام اوزاعی کی یہ بات سُن کر میں (عبد اللہ بن مبارک) اپنے گھر آ گیا۔ جہاں ٹھہرا ہوا تھا۔ گھر آکر میں نے امام ابو حنیفہ کے بیان کردہ مسائل میں سے چند اچھے مسئلے منتخب کئے اور تین دن کے بعد پھر امام اوزاعی کو دیئے۔ امام اوزاعی وہاں ایک مسجد کے مؤذن اور امام تھے۔ میرے ہاتھوں میں کچھ اوراق تھے دیکھ کر پوچھا۔ یہ کیسی کتاب ہے؟ میں نے وہ کاغذ اوزاعی کو دیئے۔ انہوں نے اس میں سے ایک مسئلہ پر نظر ڈالی۔ جس پر یہ الفاظ تحریر تھے۔ قال النعمان۔ اذان دینے کے بعد کھڑے کھڑے انہوں نے کتاب کا ابتدائی حصہ پڑھا۔ پھر تھیلے میں کتاب ڈالی اور نماز ادا فرمائی نماز سے فارغ ہونے پر پھر اُسے پڑھنا شروع کیا۔ بالآخر پوچھنے لگے۔ اے خراسانی! یہ نعمان بن ثابت کون ہے؟ میں کہا۔ ایک شیخ (استاد) ہیں۔ میں انہیں عراق ملا تھا۔ تو امام اوزاعی نے فرمایا۔ کہ یہ شخص مشائخ کرام میں بڑا ذی علم اور صاحب۔ عزم و ہمت ہے۔ اس سے جاکر اور بھی پڑھنا۔ اور کسب فیض کرنا۔ میں نے عرض کیا۔ یہ وہی ابو حنیفہ ہے

marfat.com

کہ جس سے آپ نے منع کیا تھا۔

امام اعظم کو وسیلہ بنانے والے پر خوف نہیں رہتا

۱۱۔

تاریخ بغداد:

ترجمہ:

ابو غسان کہتے ہیں۔ میں نے اسرائیل سے سنا۔ انہوں نے کہا۔ کہ نعمان بن ثابت بہترین آدمی تھے۔ ہر وہ حدیث جس میں فقہ کا کوئی تعلق تھا۔ اس کا حافظ امام موصوف سے بڑھ کر کوئی نہ ہوا۔ اس میں بہت زیادہ غور و خوض کرنے اور فقہی مسائل کا استنباط کرنے والا ان سے زیادہ عالم و فقیہہ کوئی نہ تھا۔ انہوں نے حضرت حماد رضی اللہ عنہ سے علم سیکھا۔ اور اُسے احسن طریقہ سے یاد کیا۔ امام موصوف کے زمانہ کے امراء وزراء اور خلفاء ان کی بہت زیادہ تکریم و اکرام کرتے تھے۔ تفقہ فی الدین کا یہ عالم تھا۔ کہ اگر کوئی شخص آپ کو کسی مسئلہ میں غور و فکر کرتے دیکھتا۔ تو آپ کا فریفتہ ہو جاتا۔ اور مسعر بن کدام کہتا ہے۔ جس نے ابو حنیفہ کو اپنے اور اللہ کے درمیان وسیلہ بنایا۔ مجھے امید ہے۔ کہ وہ خوف حشر سے بچ جائے گا۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۳۹)

marfat.com

۱۶۔ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کا امام اعظم رضی اللہ عنہ کو خراج عقیدت

تاریخ بغداد:

ترجمہ:

اسماعیل بن حماد رحمۃ اللہ علیہ جناب ابو بکر بن عیاش سے بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت سفیان ثوری کا بھائی جب فوت ہوا۔ تو ہم چند لوگ اس کی تعزیت کے لیے گئے۔ بہت سے لوگ تعزیت کے لیے پہلے سے موجود تھے۔ ان میں ایک عبد اللہ بن ادریس بھی تھے کچھ دیر بعد امام ابو حنیفہ مع چند افراد وہاں تشریف لائے۔ جناب ثوری رضی اللہ عنہ نے اُٹھ کر ان کا استقبال کیا۔ اور اپنی مسند پر بٹھا کر خود ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں۔ کہ یہ دیکھ کر مجھے بہت غصہ آیا میرے غصہ کے آثار دیکھ کر ابن ادریس نے مجھے کہا۔ افسوس ہے تم پر۔ مختصر یہ کہ ہم وہاں بیٹھے رہے۔ تعزیت کو آنے والے جب تقریباً سبھی جا چکے۔ تو میں (ابو بکر بن عیاش) نے عبد اللہ بن ادریس کو رُکنے کے لیے کہا۔ وہ رُک گئے۔ بالآخر ہم نے سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے ابو حنیفہ کی اس تعظیم کے متعلق دریافت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ تمہیں غصہ کیوں آیا۔ اور میرا ایسا کرنا ناپسند کیوں کیا

marfat.com

هٰذَا رَجُلٌ مِنَ الْعِلْمِ بِمَكَانٍ فَاِنْ لَمْ اَقُمْ لِسِنِّهٖ قُمْتُ لِفِقْهِهٖ وَاِنْ لَمْ اَقُمْ لِفِقْهِهٖ قُمْتُ لِوَرَعِهٖ فَاَجَبْنِيْ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدِيْ جَوَابٌ۔

یعنی یہ وہ مرد ہے۔ کہ اس کا علم میں ایک خاص مقام ہے۔ اگر علم کی وجہ سے میں نہ اٹھتا تو میں ان کی عمر کی وجہ سے تعظیم کرتا۔ (کیونکہ وہ مجھ سے عمر میں بڑے ہیں) اگر علم کو بھی چھوڑ دیں۔ تو میں ان کی فقاہت کے پیش نظر ان کی تعظیم کرتا۔ یہ بھی نہ ہی تو میں ان کے تقوے کی خاطر قیام کرتا۔ یہ کہہ کر سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے مجھے لاجواب کر دیا۔

(جلد ۱۳ ص ۳۴۱)

۱۳ — بے مثال فقیہہ

تاریخ بغداد:

ترجمہ:

محمد بن مزاحم کہتے ہیں۔ میں نے جناب عبداللہ بن مبارک کو کہتے سنا۔ کہ میں نے سب سے بڑا عابد، سب سے بڑا پرہیزگار، سب سے بڑا عالم اور سب سے بڑا فقیہہ دیکھا ہے: سب سے بڑا عابد، عبدالعزیز بن ابی رواد، سب سے بڑا پرہیزگار فضیل بن عیاض، سب سے بڑا عالم سفیان ثوری اور سب سے بڑا فقیہہ ابو حنیفہ ہیں۔

(میں نے ان تمام حضرت کی زیارت کی ہے) (جلد ۱۳ ص ۳۴۲، ۳۴۳)

marfat.com

۱۴۔ پسندیدہ رائے والا

تاریخ بغداد:

ترجمہ:

یحیٰی بن معین کا کہنا ہے۔ کہ یحیٰی بن سعید قطان کہا کرتے تھے۔ "ہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ نہیں بولتے۔ ہم نے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اچھی رائے والا کوئی دوسرا نہیں دیکھا۔

۱۵۔ تمام فقہاء کرام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے عیال ہیں

تاریخ بغداد:

ترجمہ:

ربیع کہتے ہیں۔ کہ میں نے امام شافعی کو کہتے سنا۔ "وہ تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ کے عیال ہیں۔" میں نے ابو حنیفہ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا......

جو فقہ کی معرفت چاہتا ہے۔ اس کے لیے ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے بغیر چارہ نہیں ہے۔

(جلد ۱۳ ص ۳۴۶)

marfat.com

۱۶۔ بہت بڑے متقی اور فقیہہ

تاریخ بغداد:

ترجمہ:

ابراہیم بن عکرمہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی متقی اور فقیہہ نہیں دیکھا۔ (جلد ۱۳ ص ۳۴۰)

۱۷۔ خوفِ خدا کے آثار والا چہرہ

تاریخ بغداد:

ترجمہ:

یحییٰ بن سعید قطان کہتے ہیں۔ خدا کی قسم! ہم نے امام ابو حنیفہ کی مجلس کی۔ اُن سے سماعت کی۔ بخدا! جب بھی دیکھا۔ تو مجھے ان کے چہرہ پر اللہ تعالیٰ کے خوف کے آثار نمایاں نظر آتے تھے۔

لمحہ فکریہ:

روایات بالا سے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اعلم الناس، افقہ الناس شیخ المشائخ اور مکرم و معظم ہونا ثابت ہے۔ وہ زہد و ورع کے پیکر تھے۔ اور امام الائمہ تھے۔ ان تمام صفات کے پیش نظر اگر کوئی ان کی ذات پر طعن کرتا ہے۔ تو اس سے بڑھ کر بے بصیرت، اور کور باطن کون ہو سکتا ہے؟ ان پر لعنت بھیجنے والا خود ملعون ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ

maktabat.com

۱۸۔ دنیا کو ٹھکرا دینے والے

تاریخ بغداد:

حَدَّثَنَا ابْرَاهِيْم بْنُ احْمَدَ خُزَاعِی قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ مَزَاحِمٍ يَقُوْلُ بَذَلْتُ الدُّنْيَا لِاَبِیْ حَنِيْفَةَ فَلَمْ يُرِدْهَا وَضُرِبَ عَلَيْهَا بِالسِّيَاطِ فَلَمْ يَقْبَلْهَا۔

(جلد ۱۳ ص ۳۲۶)

ترجمہ:

ابراہیم بن احمد خزاعی کہتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے والدگرامی سے سُنا۔ کہ سہیل بن مزاحم کہتے تھے۔ دنیا ابوحنیفہ کے سامنے پیش کر دی گئی لیکن انہوں نے اس کے قبول کرنے کا ارادہ تک نہ کیا۔ اور اس کی خاطر آپ کو دُرّے لگائے گئے۔ پھر بھی قبول نہ کیا۔

وضاحت:

کچھ لوگوں کا خیال ہے۔ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے محض اپنی شہرت کی خاطر اجتہاد میں غلو کیا۔ اُن کے لیے یہ روایت کافی ہے۔ آپ کو دنیا پیش کی گئی لیکن ٹھکرا دیا۔ خلیفہ منصور نے آپ کو دنیا وی بڑا عہدہ "قاضی" پیش کیا۔ آپ نے اس سے جس طرح پہلو تہی کی۔ اس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ شہرت تلاش کرنے والا تو ایسے مواقع

marfat.com

ڈھونڈتا ہے۔ ذریکران مواقع کو ٹھکراتا ہے۔

۱۹- امام ابو حنیفہ کا زہد و تقویٰ

تاریخ بغداد:

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ يُحْيِي اللَّيْلَ بِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فِيْ رَكْعَةٍ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۵۴)

ترجمہ:

ہمیں حفص بن عبدالرحمٰن نے بتلایا۔ کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ تیس سال تک ایک رکعت، (دو نفل) میں پورا قرآن کریم پڑھتے رہے۔ آپ کی شب بیداری کا یہ عالم تھا۔

۲۰ چالیس سال تک عشاء کے وضوء سے صبح کی نماز ادا فرمائی

تاریخ بغداد:

حماد بن قریش کا کہنا ہے کہ میں نے اسد بن عمر سے سنا۔ کہ امام ابو حنیفہ کے متعلق مجھے یہ اچھی طرح یاد ہے۔ کہ انہوں نے چالیس سال

marfat.com

متواتر عشاء کے وضوء سے صبح کی نماز ادا فرمائی۔ اور رات کو خوفِ خدا سے اس قدر روتے۔ کہ آپ کے پڑوسیوں کو آپ پر ترس آجاتا۔

(جلد ۱۳ ص ۳۵۴)

۲۱۔ ایک روایت کے مطابق پینتالیس سال تک ایک وضوء سے پانچوں نمازیں ادا کرتے رہے

تاریخ بغداد:

ترجمہ:

منصور بن ہاشم کہتا ہے۔ کہ میں قادسیہ میں جناب عبداللہ بن مبارک کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک ایک آدمی کوفہ سے وہاں آیا۔ اور اس نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں نازیبا الفاظ کہنے شروع کر دیئے۔ اس پر عبداللہ بن مبارک نے اُسے کہا۔ تو برباد ہو جائے۔ تو ایسے شخص کے بارے میں ادھر اُدھر کی باتیں کرتا رہا۔ جس نے پینتالیس سال تک پانچوں نمازیں ایک وضوء سے ادا کیں۔ اور دو رکعتوں میں پورا قرآن کریم ختم کر دیا کرتا تھا۔ اور میں نے تمام فقہ اسی سے سیکھی۔ جو تم میرے اندر دیکھ رہے ہو۔

(جلد ۱۳ ص ۳۵۵)

marfat.com

۲۲۔ شب بیداری میں آپ کا مقام

تاریخ بغداد:

ترجمہ:

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ میں اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کہیں جا رہے تھے۔ کہ دو آدمیوں کی گفتگو ہم نے سُنی۔ اُن میں سے ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا۔ کہ دیکھو وہ ابو حنیفہ جا رہا ہے۔ جو رات کو نہیں سوتا۔ یہ سُن کر امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ خدا کی قسم! میری طرف سے ایسی کوئی بات لوگوں میں نہ بیان کی جائے۔ جو میرے اندر نہیں ہے۔ حالانکہ آپ واقعی پوری پوری رات نماز اور گریہ وزاری میں گزار دیا کرتے تھے ......

ابو جویرہ کا کہنا ہے۔ کہ مجھے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی صحبت میسر رہی۔ اور میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ ان سے بہتر شب بیداری والا کوئی بھی میں نے نہیں دیکھا۔ کئی مہینے گزر گئے۔ لیکن میں نے انہیں زمین سے پہلو لگائے نہ دیکھا۔ (یعنی سوتا ہوا نہ دیکھا)

☆

marfat.com

۲۲ آپ کی عبادت اور تدریسی مصروفیات

تاریخ بغداد:

ترجمہ:

جناب مسعر بن کدام کہتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسجد میں آپ کی ملاقات کے لیے حاضر ہوا۔ اس وقت آپ صبح کی نماز ادا فرما رہے تھے۔ فارغ ہوئے۔ تو علم پڑھانے کے لیے بیٹھ گئے۔ حتیٰ کہ ظہر کا وقت آ گیا۔ ظہر کی نماز ادا کر کے عصر تک پڑھایا عصر سے مغرب اور مغرب سے عشاء تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ میں نے دل میں سوچا۔ کہ یہ شخص سارا دن درس و تدریس میں گزار دیتا ہے۔ صرف فرضی نماز ادا کرتا ہے۔ رات کو اس سے عبادت نہیں ہوتی ہوگی۔ کیونکہ تھک جاتا ہوگا۔ لہٰذا میں اس خیال کی تسلی چاہتا تھا۔ عشاء کے بعد جب اکتساب علم کرنے والے چلے گئے۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ امام ابو حنیفہ مسجد میں نماز کے لیے کھڑے ہوئے اس قدر قیام طویل فرمایا۔ کہ صبح ہو گئی۔ نماز صبح سے تھوڑا سا پہلے گھر تشریف لے گئے۔ کپڑے تبدیل کیے۔ اور پھر وہی کل والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ایک دن دو دن تین دن اور تین راتیں گزر گئیں۔ اب ان حالات کے پیش نظر میں نے اپنے دل سے معاہدہ کر لیا۔ کہ اس شخص کا دامن نہ چھوڑوں گا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس انتقال کر

marfat.com

جاؤں۔ یہ کہہ کر میں نے آپ کی مسجد میں آپ کے ساتھ رہنے کا التزام کر لیا۔

تاریخ بغداد:

قَالَ ابْنُ اَبِیْ مُعَاذٍ فَبَلَغَنِیْ اَنَّ مُسْعِرًا مَاتَ فِیْ مَسْجِدِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ فِیْ سُجُوْدِہٖ۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۵۶)

ترجمہ:

ابن ابی معاذ کہتے ہیں۔ کہ مجھے اطلاع ملی۔ کہ جناب مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال امام ابو حنیفہ کی مسجد میں بحالت سجدہ ہوا۔

۲۴ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی سنت کا امام اعظم کے ہاں مرتبہ و مقام

تاریخ بغداد:

وَ کَانَ اِذَا وَرَدَتْ عَلَیْہِ مَسْئَلَۃٌ فِیْہَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ اِتَّبَعَہٗ وَاِنْ کَانَ عَنِ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ وَاِلَّا قَاسَ وَاَحْسَنَ الْقِیَاسَ......حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْوَلِیْدِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا یُوْسُفَ یَقُوْلُ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَعْلَمَ بِتَفْسِیْرِ الْحَدِیْثِ وَمَوَاضِعِ

marfat.com

النُّکَتِ الَّتِیْ فِیْہِ مِنَ الْفِقْہِ مِنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ۔

(جلد ۱۳ ص ۳۴۰)

ترجمہ:

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا طریقہ یہ تھا۔ کہ جب آپ کے ہاں کوئی مسئلہ پیش ہوتا اور اگر کوئی صحیح حدیث اس بارے میں مل جاتی۔ تو اس کی اتباع کرتے۔ اور اگر صحابہ کرام اور تابعین سے اس بارے میں کچھ مل جاتا۔ تو بھی اسی کی اتباع کرتے بصورت دیگر قیاس فرماتے۔ اور آپ کا قیاس بہت اعلیٰ درجہ کا ہوتا...... بشر بن الولید نے کہا۔ کہ میں نے امام ابو یوسف کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ میں نے حدیث کی تشریح وتفسیر اور اس میں فقہی باریکیاں جاننے والا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی نہیں دیکھا۔

۱۲۵ امام اعظم کی خداداد صلاحیت

تاریخ بغداد:

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُغَلِّس قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سَمَاعَۃَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا یُوْسُفَ یَقُوْلُ مَا خَالَفْتُ اَبَا حَنِیْفَۃَ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ فَتَدَبَّرْتُہٗ اِلَّا رَاَیْتُ مَذْہَبَہُ الَّذِیْ ذَہَبَ اِلَیْہِ اَنْجٰی فِی الْاٰخِرَۃِ وَکُنْتُ رُبَمَا مِلْتُ اِلَی

marfat.com

الْحَدِيْثِ وَكَانَ هُوَ اَبْصَرَ بِالْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ مِنِّيْ۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۴۰)

ترجمہ:

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جب بھی کسی مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے خلاف قول کیا۔ پھر میں نے اس میں خوب غور و خوض کیا۔ تو مجھے یہی نظر آیا۔ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب ہی ایسا ہے۔ جو آخرت میں زیادہ نجات دہندہ ہے۔ اور یوں بھی کئی مرتبہ ہوا۔ کہ میں کسی حدیث کی طرف مائل ہوا۔ لیکن حال یہ تھا۔ کہ امام صاحب صحیح حدیث کی جان پہچان میں مجھ سے بہت آگے تھے۔

۲۶ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کا مقام و مرتبہ

تاریخ بغداد:

سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدِ الْقَطَّانَ يَقُوْلُ لَا نَكْذِبُ اللّٰهَ رُبَّمَا اَخَذْنَا بِالشَّيْءِ مِنْ رَاْيِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ .... يَقُوْلُ لَا نَكْذِبُ اللّٰهَ مَا سَمِعْنَا اَحْسَنَ مِنْ رَاْيِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَلَقَدْ اَخَذْنَا بِاَكْثَرِ

marfat.com

أَقْوَالِهِ قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ وَكَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ يَذْهَبُ بِهِ فِي الْفَتْوٰى إِلَى قَوْلِ الْكُوْفِيِّيْنَ۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۴۵)

ترجمہ:

یحییٰ بن سعید قطان نے کہا۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہیں کہتے۔ ایسا بار ہا ہوا۔ کہ ہم نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل کیا۔ ایک اور جگہ کہا۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہیں کہتے۔ ہم نے رائے کے اعتبار سے امام اعظم سے بڑھ کر اچھی رائے والا کوئی دوسرا نہیں دیکھا۔ ہم ان کے اکثر اقوال پر عمل کرتے ہیں۔ یحییٰ بن معین کا کہنا ہے۔ کہ یحییٰ بن سعید فتویٰ دینے میں اہل کوفہ کا مذہب اختیار کرتے تھے۔

لمحہ فکریہ:

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی فقاہت اور حدیث دانی کا کیا مرتبہ و مقام ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اس قدر اس کے قائل تھے۔ کہ بروز آخر آپ کی فقہ کو نجات دہندہ کہہ رہے ہیں۔ اور پھر یحییٰ بن سعید القطان ایسا ناقد محدث بھی آپ کے اقوال کو اپنا مذہب بنا رہا ہے۔ آخر یہ سب کچھ کیوں معلوم ہوا۔ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا قیاس اور آپ کی رائے قرآن و حدیث اور آثار صحابہ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ایسے نابغۂ روزگار پر الزامات دھرنا بے عقلی کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟

marfat.com

۲۷ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی سخاوت

تاریخ بغداد:

الحسن ابن زیاد قال رأی ابو حنیفۃ علی بعض جلسائہ ثیابا رثۃ فامرہ فجلس حتی تفرق الناس وبقی وحدہ فقال لہ ارفع المصلی وکان تحتہ الف درھم فقال لہ خذ ھذہ الدراھم فغیر بھا من حالک۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۶۱)

ترجمہ:

حسن ابن زیاد کہتے ہیں۔ کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی مجلس میں ایک شخص کو پھٹے پرانے کپڑوں میں دیکھا۔ تو اس کو فرمایا۔ بیٹھے رہنا۔ جب حاضرین چلے گئے۔ اور وہ اکیلا رہ گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ میرا مصلیٰ اٹھاؤ۔ اور اس کے نیچے سے جو کچھ ملے۔ لے لو۔ اس شخص نے مصلیٰ اٹھایا اور دیکھا کہ اس کے نیچے ایک ہزار درہم ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ لے جاؤ۔ اور اپنی حالت کو ذرا بہتر بنالو۔

marfat.com

۲۸ ضرورت مندوں کا خیال

تاریخ بغداد:

سعید اللغمی قال سمعت حفص بن حمزة القرشی یقول کان ابو حنیفة ربما مر به الرجل فیجلس الیه بغیر قصد ولا مجالسة فاذا قام سال عنه فان کانت به فاقة وصله وان مرض عاده حتی یجره الی مواصلته وکان اکرم الناس مجالسة۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۶۰)

ترجمہ:

سعید لغمی کا کہنا ہے۔ کہ میں نے حفص بن حمزہ قریشی سے سنا۔ کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس کے قریب سے اگر کوئی آدمی گزرتا۔ اور بلا ارادہ وہاں بیٹھ جاتا۔ تو آپ فارغ ہونے پر اس سے پوچھتے۔ اگر وہ اپنی تنگدستی اور فاقہ زدگی بیان کرتا۔ تو آپ اس کی مدد فرماتے۔ اور اگر بیماری کا اظہار کرتا۔ تو اس کی عیادت فرماتے۔ پھر آپ دیر تک ان لوگوں کو عطیات پہنچاتے رہتے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس سب سے زیادہ کرم و بخشش کی مجلس ہوتی۔

marfat.com

۲۹- احسان و حاجت روائی

تاریخ بغداد:

اسماعیل بن یوسف سنمبری قال سمعت ابا یوسف یقول کان ابو حنیفۃ لا یکاد یسئل حاجۃ الا قضاھا فجاءہ رجل فقال لہ ان لفلان علی خمسمائۃ درھم و انا ضیق فسلہ یصبر عنی و یؤخرنی بھا فکلم ابو حنیفۃ صاحب المال فقال صاحب المال ھی لہ قد ابرأتہ منھا فقال الذی علیہ الحق لا حاجۃ لی فیھا فقال ابو حنیفۃ لیس الحاجۃ لک و انما الحاجۃ لی قضیت۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۶۱)

ترجمہ:

اسماعیل بن یوسف سنمبری کہتے ہیں۔ کہ میں نے امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے سنا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی عادت کریمہ تھی۔ کہ جب بھی کوئی آپ سے سوال کرتا۔ تو آپ پورا فرما دیتے۔ اسی طرح ایک آدمی آپ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ فلاں آدمی کے مجھ پر پانچ سو درہم قرضہ ہے۔ لیکن میں تنگدست ہوں۔ ابھی ادا نہیں کر سکتا

marfat.com

آپ اُس سے کہیں۔ کہ ابھی مجھ سے نہ مانگے۔ اور کچھ مہلت دیدے۔ یہ سُن کر امام اعظم اُس قرض دینے والے کے پاس تشریف لے گئے۔ اور اس سے گفتگو کی۔ وہ کہنے لگا۔ میں نے وہ پانچ صد درہم اُسے بخش دیئے۔ میں نے قرض سے اس کو بے باک کر دیا۔ یہ سُن کر مقروض نے کہا۔ مجھے اس بخشش کی ضرورت نہیں۔ تو امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اچھا اگر چہ تمہیں ضرورت نہیں۔ لیکن مجھے تو ضرورت ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے اس کی طرف سے رقم ادا کر دی۔

۲۰۔ خوفِ خدا سے رونا اور دوزخ سے بچاؤ کی دعائیں

تاریخ بغداد:

یزید بن الکمیت کہتے ہیں۔ (جو بہترین آدمی تھے) کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرنے والے تھے۔ علی ابن حسین نے ایک دن ہمیں نماز عشاء پڑھائی۔ اور اس میں سورت اذا زلزلت الارض کی تلاوت کی۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ بھی اس کے پیچھے کھڑے تھے۔ جب نماز ادا ہو چکی۔ اور لوگ مسجد سے نکل گئے تو میں نے دیکھا۔ کہ امام ابو حنیفہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے اس سورت کی آیات میں غور و فکر کر رہے ہیں۔ اور سانس پھولی ہوئی ہے۔ میں نے یہ دیکھ کر دل میں کہا۔ کہ مجھے اب یہاں سے چلے جانا چاہیئے۔

marfat.com

تاکہ میری وجہ سے اِن کا دِل پریشان نہ ہو۔ لہٰذا میں نکل گیا۔ اس وقت قندیل روشن تھی۔ اور اس میں تھوڑا سا تیل تھا۔ میں دوبارہ طلوع فجر کے وقت آیا۔ تو دیکھا۔ کہ امام اعظم کھڑے ہیں۔ آپنے اپنی داڑھی اپنے ہاتھ سے پکڑی ہوئی ہے۔ اور کہہ رہے ہیں۔ "اے وہ ذات! جو ایک ایک ذرہ نیکی کی جزا دے گی۔ اور ایک ایک ذرہ برائی کی سزا دے گی۔ اپنے بندے نعمان کو دوزخ کی آگ سے بچا لے"۔ (جلد ۱۳ ص ۳۵۷)

۳۱ خشوع وخضوع کی ایک جھلک

تاریخ بغداد:

قال حدثنی قاسم بن معین ان ابا حنیفۃ قام لیلۃ بھذہ الآیۃ (بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھی وامر) یرددھا ویبکی ویتضرع

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۵۷)

ترجمہ:

قاسم بن معین کہتے ہیں۔ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ رات بھر کھڑے اس ایک آیت کی تلاوت کرتے رہے۔ اِسے بار بار پڑھتے اور روتے اور عاجزی وانکساری کا اظہار کرتے رہے۔ آیت یہ ہے بل الساعۃ موعدھم الخ بلکہ ان کا وعدہ قیامت ہے۔

marfat.com

اور قیامت نہایت کڑوی اور سخت ہے

تاریخ بغداد سے چند اقتباسات پیش کر کے ہم اپنے مضمون کو آگے چلاتے ہیں۔ لیکن ان اقتباسات کے آخر میں چند باتیں ذکر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس لیے اب چند گزارشات ملاحظہ ہوں۔

الحاصل:

"تاریخ بغداد" میں سے ہم نے پچیس کے قریب وہ حوالہ جات نقل کئے ہیں۔ جن سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے ہر گوشہ کو تقریباً بیان کیا گیا ہے۔ ان حوالہ جات سے قبل ہم نے نجفی شیعی کے وہ اعتراض والزام جو اسی کتاب سے نقل کیے گئے۔ اُن کے جواب تحریر کیے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ قارئین کرام تصویر کے دونوں رُخ دیکھ کر کسی فیصلہ پر پہنچنے کے قابل ہو جائیں گے۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ کہ خطیب بغدادی نے اپنی تصنیف میں اعتراض والی جو روایات ذکر کیں۔ اُن کی توثیق وتصدیق کا بیڑا نہیں اٹھایا۔ اس امر کی تصریح خطیب بغدادی نے اپنے قلم سے اسی کتاب میں کر دی ہے۔ جب خطیب بغدادی خود ایسی روایات کا ذمہ نہیں لیتے۔ تو پھر نجفی شیعی کو کیا حق تھا۔ کہ ان روایات کا سہارا لے کر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر اعتراض کرتا۔ اگر نجفی میں کچھ بھی عدل وانصاف ہوتا۔ تو ان روایات کے ساتھ اُن روایات کا بھی ذکر کر دیتا۔ جو خطیب بغدادی نے مختلف حضرات سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تعریف میں ذکر کیں۔ لیکن ایسا جان بوجھ کر نہ کیا گیا۔ کیونکہ نجفی کو بخوبی معلوم تھا کہ اگر میں نے وہ روایات بھی ذکر کر دیں۔ جن میں امام ابوحنیفہ کی تعریف کی گئی ہے تو بجائے اس کے کہ میں قارئین کو اُن سے متنفر کرنا چاہوں۔ اُلٹے وہ امام ابوحنیفہ کے گرویدہ ہو جائیں گے۔ اس حسد وبغض کی آگ نے اس کی آنکھیں چندھیا دیں اور

marfat.com

حق بینی سے محروم رکھا۔ چلو اگر وہ تعریفی روایات نہ بھی ذکر کرتا۔ تو کم از کم ان اعتراض والی روایات کے متعلق جو محشی نے لکھا تھا۔ وہی ساتھ بیان کر دیتا۔ انصاف و دیانت کا تقاضا یہی تھا۔ لیکن یہ دولت "حجۃ الاسلام" کو کہاں نصیب۔

ہم ذرا اور نرم لہجہ میں یوں بھی کہہ لیتے ہیں۔ کہ وہ ایسی روایات ذکر نہ ہی کرتا۔ جن میں امام ابوحنیفہ کی مدح و تعریف تھی۔ اور نہ اِن الزامات والی روایات کا حاشیہ ہی نقل کرتا۔ کم از کم اپنے الزام کو پختہ کرنے کے لیے اِن الزامی روایات کے راویوں کے کتب اسمائے رجال میں حالات پڑھ کر ان کی حیثیت تو بتلا دیتا۔ تا کہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جاتا۔ لیکن تحقیق نام کی کوئی چیز بھی تو بے چارے نجفی کے پاس نہیں ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر جرح کرنے تو بیٹھ گیا۔ لیکن بدحواسی اور حسد کا یہ عالم ہے۔ کہ اصل بھی یاد نہ رہا۔ یعنی یہ کہ کسی پر جرح دلیل کے بغیر ہرگز قبول نہیں ہوتی۔ آخر میں ہم اس سلسلہ میں خطیب بغدادی کی تصنیف "الکفایہ فی علم الروایہ" سے جرح اور تنقید کے متعلق اس کا اپنا نظریہ ذکر کرتے ہیں۔

الکفایۃ فی علم الروایۃ:

کتاب مذکورہ میں خطیب بغدادی نے امام مالک بن انس، سفیان ثوری سے یحییٰ بن معین تک کے حضرات کو ایک طبقہ میں شمار کیا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں۔ کہ جو لوگ استقامتِ حال، بلندیٔ ذکر اور صداقت و بصیرت میں ان لوگوں کی طرح ہوں۔ ان کے عادل ہونے کے بارے میں سوال نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اُن کے مذکورہ حالات ہی اُن کی عدالت پر گواہ ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلہ

marfat.com

میں ایک دو واقعہ بھی نقل کیے ہیں مثلاً لکھا کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے کسی نے جناب اسحاق بن راہویہ کے بارے میں پوچھا۔ کہ وہ از روئے روایت کس درجہ کے تھے۔ تو امام احمد بن حنبل نے فرمایا۔ کیا اسحاق بن راہویہ کی شان رکھنے والے شخص کے بارے میں ایسے سوالات کیے جا سکتے ہیں؟ ایسا ہی ایک قول یحییٰ بن معین کے متعلق ابو عبید کا بیان کیا۔ (الکفایہ ص ۱۱۲، ۱۱۳) اس کے بعد لکھا۔ کہ جرح وہی قبول ہو گی۔ جو وضاحت اور تشریح کے ساتھ ہو اور ایسی ہی جرح کو ائمہ حدیث کے نزدیک مسلّم کہا۔ اس ضمن میں امام مسلم وغیرہما کے احتجاج کی مثالیں بھی دیں۔

(دیکھو ص ۱۴۲ النسخہ قلمی)

خطیب بغدادی نے اس کتاب میں دو باتیں بطور خاص ذکر کی ہیں۔ ایک یہ کہ امام مالک بن انس وغیرہ ایسی شہرت رکھنے والا عادل ہوتا ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ جرح بغیر تشریح و تفسیر سے حضرات ائمہ حدیث کے ہاں غیر مسلّم ہوتی ہے اب ان دونوں باتوں کو سامنے رکھیے۔ اور امام ابو حنیفہ کی شخصیت کو ان کے ساتھ منسلک کیجئے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضل و علم، زہد و تقویٰ، عبادت و تفقہ اور کرم و سخا کا کیا عالم تھا۔ اس کی ایک جھلک گزشتہ حوالہ جات میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ خطیب بغدادی کے اس ضابطہ کے پیش نظر ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ عادل اور متبع سنت سمجھتے تھے۔ لیکن جو روایات امام اعظم پر بطور اعتراض بنتی تھیں۔ وہ بموجب عہد ذکر کر دیں۔ امام اعظم کی اچھی شہرت کا نقشہ صاحب "المغنی" نے یوں کھینچا ہے۔

المغنی (ترجمہ)

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہ کے مطابق لاکھوں کروڑوں مسلمان

marfat.com

اللہ کی عبادت کرتے رہے۔ کر رہے ہیں۔ اور ان کی رائے پر مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد عمل پیرا ہے۔ اس کثرت سے ان کی فقہ اور رائے کا معمول بہ ہونا" دلیل صحت " ہے۔ بلکہ اول درجہ کی صحت ثابت ہوتی ہے۔ ابو جعفر طحاوی نے ایک کتاب مسمّی "عقیدہ ابو حنیفہ" لکھی ہے۔ یہ حضرت امام ابو حنیفہ کے مذہب سے بہت زیادہ اخذ کرنے والوں میں سے ہیں۔ لکھا ہے۔ کہ یہی عقیدہ اہل سنت کا ہے۔ خاکسار شروانی بھی کہتا ہے۔ کہ یہ عقائد نسفی میں اس بات کی تصدیق و تائید میں پیش کی جا سکتی ہے۔ یہ وہ کتاب ہے۔ کہ فی زمانہ عقائد کی صحت اور عدم صحت کا دار و مدار اسی پر ہے۔ ان عقائد میں سے اس کتاب میں ایک بھی ایسا عقیدہ نہیں۔ جو "تاریخ بغداد" میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیے گئے ہیں۔ عقیدۂ ابو حنیفہ میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی نشاندہی کی ہے کہ لوگوں نے اس قسم کے عقائد امام ابو حنیفہ کی طرف کیوں منسوب کیے ہمیں ان کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت و حاجت نہیں۔ کیونکہ امام ابو حنیفہ کی ذات جس مرتبہ و مقام کی ہے۔ اور اسلام میں اللہ تعالیٰ نے جو انہیں شہرت دوام عطا فرمائی ہے۔ وہ اس کی محتاج نہیں ہے۔ کہ اُن کی طرف سے معذرت کی جائے

(المغنی ص ۲۴ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی)

الکفایہ اور المغنی کی ان شہادتوں سے یہ بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت اس شہرت کی مالک ہے۔ کہ لوگوں نے اُن پر جو الزامات لگائے۔ وہ خود ہی نابود ہو جاتے ہیں۔ بلکہ اس سے امام صاحب کی شخصیت اور ابھر کر

marfat.com

سامنے آتی ہے۔ نجفی شیعی کو چاہیئے تھا کہ اگر اپنی فقہی لن ترانیوں سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا۔ تو کھسیانی بلی کا رویہ نہ اپناتا۔ کوئی معقول بات پیش کر کے "امام اعظم" پر الزام لگاتا لیکن وہ ماں مر گئی۔ جس کے گھر میں ایسا بچہ پیدا ہو جو ابو حنیفہ کی ذات پر الزام لگا کر ثابت کر دکھائے۔ بہت سے آئے گزر گئے۔ ؎

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا!

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے کتب شیعہ سے فضائل و مناقب اور سیرت

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آباء کرام۔

الامام الصادق:

يَقُولُ الْأُسْتَاذُ السَّيِّدُ عَفِيفِي عِنْدَ ذِكْرٍ لِوَالِدِ أَبِي حَنِيفَةَ عُمَرَ ثَابِتِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ الْمَرْزُبَانِ وَكَانَ ثَابِتٌ هٰذَا يَرْجِعُ إِلَىٰ دِينٍ وَعَقْلٍ وَمُرُوءَةٍ تَصْدُرُ عَنْ جَدٍّ فَقَدْ رُوِيَ أَنَّهُ كَانَ فِي شَبَابِهِ وَرِعًا زَاهِدًا وَكَانَ يَوْمًا يَتَوَضَّأُ مِنْ جَدْوَلٍ فَجَاءَتْ تُفَّاحَةٌ فِي الْمَاءِ فَأَمْسَكَهَا وَأَكَلَهَا بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْوُضُوءِ ثُمَّ بَصَقَ فَرَأَى بُصَاقَهُ دَمًا فَقَالَ فِي نَفْسِهِ لَعَلَّ مَا أَكَلْتُهُ حَرَامٌ وَإِلَّا لَمَا تَغَيَّرَ بُصَاقِي فَتَتَبَّعَ رَأْسَ الْجَدْوَلِ فَوَجَدَ شَجَرَةً تُفَّاحُهَا مِثْلُ مَا أَكَلَ فَطَلَبَ صَاحِبَهَا

marfat.com

وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ وَاَعْطَاهُ دِرْهَمًا وَقَالَ
اجْعَلْهَا فِيْ حَلٍّ فَلَمَّا رَاٰى صَاحِبُ التُّفَّاحَةِ
وَرَعَهُ وَصَلَابَتَهُ فِيْ دِيْنِهٖ اَحَبَّهُ وَقَالَ
لَا اَرْضٰى بِدِرْهَمٍ وَلَا بِاَلْفِ دِرْهَمٍ وَلَا بِاَكْثَرَ
فَقَالَ ثَابِتٌ بِمَ تَرْضٰى قَالَ اِنَّ لِيْ اِبْنَةً لَا تَرٰى
وَلَا تَنْطِقُ وَلَا تَسْمَعُ وَلَا تَمْشِيْ فَاِنْ تَزَوَّجْتَهَا
اَجْعَلُهَا فِيْ حَلٍّ وَاِلَّا اُخَاصِمُكَ يَوْمَ السُّؤَالِ
وَالْحِسَابِ فَلَبِثَ ثَابِتٌ فِي التَّفَكُّرِ سَاعَةً
ثُمَّ قَالَ فِيْ نَفْسِهٖ عَذَابُ الدُّنْيَا اَسْهَلُ وَيَنْقَضِيْ
وَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ
اَشَدُّ وَاَبْقٰى وَتَزَوَّجَ بِهَا فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا
تَقَبَّلَتْهُ بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ فَاشْتَبَهَ عَلٰى ثَابِتٍ
الْاَمْرُ لِاَنَّهُ وَجَدَهَا حَسْنَاءَ سَمِيْعَةً بَصِيْرَةً
نَاطِقَةً فَقَالَتْ لَهُ اَنَا زَوْجَتُكَ بِنْتُ فُلَانٍ
قَالَ وَجَدْتُكِ عَلٰى خِلَافِ مَا وَصَفَكِ اَبُوْكِ
قَالَتْ نَعَمْ فَاِنِّيْ كُنْتُ مِنْ سِنِيْنَ لَمْ اَطَأْ خَارِجَ
الْبَيْتِ وَلَمْ اَنْظُرْ الْاَجَانِبَ وَلَمْ اَسْمَعْ كَلَامَهُمْ
وَلَمْ يَسْمَعُوْا كَلَامِيْ فَعَرَفَ ثَابِتٌ الْحَالَ وَقَالَ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ
رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ

(الامام الصادق تالیف اسد حیدر شیعی جلد اول ص ۲۸۲ تا ۲۸۳ مطبوعہ بیروت)

marfat.com

ترجمہ

استاد سید عفیفی حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کا ذکر کرتے وقت کہتا تھا۔ کہ ان کا نام ثابت بن النعمان بن المرزبان تھا۔ اور یہ ثابت بہت بڑے دیندار اور عقلمند اور صاحب مروّت تھے۔ یہ سب خوبیاں انہیں اپنے دادا سے ملی تھیں۔ روایت ہے۔ کہ یہ جوانی میں ہی پرہیز گار اور عبادت گزار تھے۔ ایک دن نہر پر وضو کر رہے تھے۔ کہ اچانک تیرتا ہوا ایک سیب آیا۔ انہوں نے وضو کے بعد اُسے پکڑ کر کھا لیا۔ پھر جب تھوکا۔ تو تھوک میں خون ملا ہوا تھا۔ دل میں سوچا۔ شاید جو سیب میں نے کھایا۔ وہ حرام کھایا۔ اس لیے تھوک خون آلود ہو گیا۔ یہ سوچ کر نہر کے کنارے کنارے چل پڑے۔ حتیٰ کہ ایک درخت نظر آیا جس کے سیب اُسی سیب سے ملتے جلتے تھے۔ جو انہوں نے نہر سے نکال کر کھایا تھا۔ اس درخت کے مالک کو تلاش کیا۔ اُسے سارا قصہ بیان کر کے ایک درہم دیا۔ اور اُس سے درخواست کی کہ وہ سیب اس درہم کے بدلے مجھے حلال کر دو۔ جب سیب کے مالک نے ان کا تقوٰے اور دینی مضبوطی دیکھی۔ تو ان کو چاہنے لگ گیا۔ اور کہنے لگا۔ ایک چھوڑ ہزار درہم بھی دیں۔ میں پھر بھی راضی نہیں ہوں گا۔ جناب ثابت نے پوچھا۔ اچھا پھر کیسے راضی ہو گے؟ کہنے لگا۔ دیکھو! میری ایک بیٹی ہے۔ جو دیکھتی، سنتی اور بولتی نہیں۔ اگر اس سے شادی کر لو۔ تو یہ وہ سیب تم کو جائز و مباح کر دوں گا ورنہ بروز قیامت میرا تمہارا فیصلہ ہو گا۔ یہ سن کر جناب ثابت کچھ دیر کے لیے سوچ میں پڑ گئے۔ پھر دل میں کہا۔ دنیا کا عذاب

marfat.com

تو آسان اور ختم ہو جانے والا ہے۔ اور عذاب آخرت سخت اور نہ ختم ہونے والا ہے۔ اس لڑکی سے شادی کر لی۔ جب دونوں نے ایک دوسرے کو علیحدہ مکان میں دیکھا۔ تو اس لڑکی نے جناب ثابت کو بڑے اچھے طریقہ سے خوش آمدید کہا۔ جناب ثابت اُسے دیکھ کر ششدرر رہ گئے۔ کیونکہ وہ نہایت خوبصورت، دیکھنے سننے والی اور گفتگو کرنے والی تھی۔ لڑکی بولی۔ جناب! میں آپ کی بیوی ہوں۔ فلاں کی بیٹی ہوں۔ گھبرائیے نہیں۔ آپ نے کہا۔ تمہارے باپ نے جو تین کراوصاف مجھے بیان کیے تھے۔ تجھ میں تو اُن میں سے ایک بھی نہیں ہے۔ معاملہ بالکل اُلٹ ہے۔ کہنے لگی۔ ہاں۔ یہ حقیقت ہے۔ کہ کئی سال گزر گئے۔ میں نے اپنے گھر سے قدم تک باہر نہ رکھا۔ کسی اجنبی کو نہیں دیکھا۔ نہ کسی غیر کی گفتگو سنی۔ اور نہ ہی غیر محرموں نے میرا کلام سُنا۔ جب لڑکی نے اپنے متعلق۔۔۔۔ یہ بیان کیا۔ تو جناب ثابت کہتے ہیں۔ کہ مجھے حقیقت حال معلوم ہو گئی۔ اور میں نے کہا۔ الحمد للہ الذی الخ۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جو ہم سے حزن و پریشانی دُور لے گیا۔ یقیناً ہمارا پروردگار بخشنے والا اور شکر قبول کرنے والا ہے۔

"الامام الصادق"، کے حوالہ سے ہم نے ایک شیعی مصنف استاذ عفیفی کا قول نقل کیا۔ اس میں عفیفی نے۔۔۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے آباد کرام کی پرہیزگاری اور دینداری میں ایک خاص واقعہ درج کیا۔ اس واقعہ کے اندراج کے بعد یہی مصنف یعنی سید عفیفی اس پر اپنا خیال اور تبصرہ لکھتے ہوئے کہتا ہے۔

marfat.com

الامام الصادق:

استاذ السید حفیفی الحامی یقول فیہاات لا یأتی الزمان بمثل ثابت ولا بمثل صاحبتہ فلا عجب ان یتولد منہما ولد فی صورۃ الانسان وسیرۃ الملک ویحیی اللہ بہ دینہ القویم ویشیع مذہبہ فی الاقطار وعلمہ فی الامصار ویقول من ھذا الوالد الورع الزاھد وھذہ الام لطاھرۃ ولد الامام الاعظم ابوحنیفۃ النعمان فی مدینۃ الکوفۃ فی سنۃ ۸۰ من الھجرۃ النبویۃ فی عصر الدولۃ الامویۃ فی خلافۃ عبد الملک بن مروان ویقول بعد ذالک ان اسمہ النعمان وھو منقول من اسم جنس وقیل انہ الدم وقیل انہ الروح فیکون اتفاقا حسنا لان اباحنیفۃ روح الفقہ وقوامہ ومنہ منشاہ ونظامہ

(الامام الصادق جلد اول ص ۲۸۲
مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

استاد سید عفیفی کا کہنا ہے۔ کہ ہائے زمانہ ثابت ایسا شخص نہ پیش کر

marfat.com

سکے گا۔ اور نہ ہی ان کی بیوی ایسی کوئی عورت آئے گی۔ لہٰذا ان دونوں شخصیتوں سے اگر ایک بچہ بشکل و صورت انسانی اور بصیرت فرشتہ پیدا ہو تو اس میں کوئی تعجب نہیں۔ اور پھر اس بچہ کے سبب اللہ تعالیٰ اپنے دین قویم کو زندگی و تازگی عطاء فرمائے۔ اس کے مذہب کو چاردانگ عالم میں پھیلائے اور اس کے علم کو شہر بشہر عام کر دے۔ تو یہ بھی تعجب والی بات نہیں۔

استاذ عفیفی یہ بھی کہتا ہے۔ کہ اس متقی اور زاہد مرد اور ایسی پاکیزہ ماں سے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ۸۰ھ ہجری میں کوفہ شہر میں پیدا ہوئے یہ دور بنی امیہ کا دور تھا۔ اور ان دنوں عبد الملک بن مروان خلیفہ تھا۔ اس کے بعد یہی عفیفی مزید کہتا ہے۔ کہ ابو حنیفہ کا نام نعمان تھا۔ جو اسم جنس سے منقول ہے۔ اور کہا گیا کہ اس کا معنی خون یا روح ہے۔ تو دیکھئے کیسا اچھا اتفاق ہوا۔ کیونکہ امام ابو حنیفہ اپنے نام کی مناسبت سے فقہ کی روح اور قوام ہوئے۔ اور انہی سے فقہ نے نشو و نما پائی۔ اور انہی سے اس کو نظم و نسق حاصل ہوا۔

لمحہ فکریہ:

شیعہ مصنف استاذ عفیفی نے واقعہ کے ضمن میں جو تبصرہ اور نتیجہ ذکر کیا۔ وہ حقیقت پر مبنی ہے۔ بلکہ حقیقت کی ترجمانی کر کے استاد مذکور نے عناد و تعصب کو نزدیک نہیں آنے دیا۔ کیا اچھا ہوتا۔ کہ نجفی شیعی بھی بغض و حسد کی عینک اتار پھینکتا۔ اور حقائق کو دیکھنے اور قبول کرنے کی توفیق پاتا۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے والدین و آباؤ اجداد اور خود امام صاحب کی سیرت کی ایک جھلک آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ اب آئیے ذرا

maarfat.com

ایک اور گوشہ سیرت پر نظر ڈال لیں۔

امام ابو حنیفہ کا فقہی مقام و بصیرت دراصل حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی دعا کا اثر ہے

الامام الصادق:

وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّ زُوْطِيْ جَدَّهٗ اَهْدٰى لِاِمَامٍ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَالُوْدَجًا يَوْمَ النَّيْرُوْزِ وَكَانَ ثَابِتٌ صَغِيْرًا فَدَعَا لَهٗ اِمَامُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْبَرَكَةِ اَمَّا اُمُّهٗ فَلَمْ يَتَعَرَّضِ التَّارِيْخُ لِذِكْرِهَا بِالتَّفْصِيْلِ۔

(الامام الصادق جلد اوّل ص ۲۸۲
مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

بیان کرتے ہیں۔کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے دادا جناب زوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاں بطور ہدیہ نوروز کو فالودہ بھیجا ان دنوں ابو حنیفہ کے والد جناب ثابت چھوٹے بچے تھے۔حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا تذکرہ کتب تاریخ میں تفصیل سے نہیں ملتا

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے علوم ظاہری و باطنی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اخذ کیے

الامام الصادق:

اِسْتَمَرَّ عَلٰی حَلْقَةِ تَدْرِيْسِ وَاِفَادَاتِ جَعْفَرَ صَادِقٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ اَبُوْحَنِيْفَةَ وَاسْتَفَادَ مِنْهُ اَوَّلًا فِي الْمَعَارِفِ الظَّاهِرِيَّةِ وَالْبَاطِنِيَّةِ۔

(الامام الصادق ص ۷۵ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

زمانہ دراز تک امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جناب امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے حلقہ تدریس میں بیٹھتے رہے۔ اور ان سے آپ ابتداءً معارف ظاہریہ اور باطنیہ سے مستفید ہوئے۔

☆

marfat.com

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ان دو سالوں پر فخر کرتے تھے۔ جو آپ نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بسر کیے

الامام الصادق:

لَوْلَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ نُعْمَانُ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ الْاٰلُوْسِيْ هٰذَا اَبُوْحَنِيْفَةَ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ يَفْتَخِرُ وَ يَقُوْلُ بِاَفْصَحِ لِسَانٍ لَوْلَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ نُعْمَانُ يَعْنِي السَّنَتَيْنِ اللَّتَيْنِ جَلَسَ فِيْهِمَا لِاَخْذِ الْعِلْمِ عَنِ الْاِمَامِ جَعْفَرِ صَادِقٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

(الامام الصادق ص ۵۸ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

اگر دو سال نہ ہوتے تو ابو حنیفہ ہلاک ہو گیا تھا۔ الوسی کہتا ہے۔ کہ یہ ابو حنیفہ نے کہا۔ جو اہل سنت میں سے ہیں۔ اور فخر یہ کہا کرتے تھے۔ اور فصیح طور پر کہا ہے۔ کہ اگر دو سال نہ ہوتے تو ابو حنیفہ ہلاک ہو جاتا۔ ان

marfat.com

دو سالوں سے مراد وہ دو سال ہیں۔ جو انہوں نے علم حاصل کرنے کے لیے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی مجلس میں گزارے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت امام جعفر صادق کو اُمت محمدیہ کا بہت بڑا عالم سمجھتے تھے

الامام الصادق

وَكَانَ الْمَنْصُوْرُ يَأْمَلُ بِالْإِمَامِ اَبِیْ حَنِيْفَةَ عِنْدَ مَارَعَاهُ بِعِنَايَتِهٖ وَنَصْرِهٖ وَقَدَّمَهٗ عَلٰى كَثِيْرٍ مِنَ الْفُقَهَاءِ اَنْ يُوجَدَ مِنْهُ شَخْصِيَّةً عِلْمِيَّةً تَقِفُ اِمَامَ اِنْتِشَارِ مَذْهَبِ جَعْفَرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلٰكِنَّهٗ قَدْ خَابَ اَمَلُهٗ فَهٰذَا الْاِمَامُ اَبُوْ حَنِيْفَةَ يُصَرِّحُ لِلْمَلَاءِ بِاَنَّهٗ مَارَاٰى اَعْلَمَ مِنْ جَعْفَرٍ صَادِقٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ بْنِ مُحَمَّدٍ وَاَنَّهٗ اَعْلَمُ الْاُمَّةِ۔

(الامام الصادق ص ۲۲۳ تا ۲۲۴

مطبوعہ مطبوعہ)

ترجمہ:

خلیفہ منصور نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بہت سی رعایت

marfat.com

کی۔ان کی مدد کی۔اور بہت سے فقہا پر ان کو اولیت و تقدیم دی۔ یہ سب کچھ اُس نے اس لیے کیا۔کہ خلیفہ یہ امید لگائے بیٹھا تھا۔کہ ان سے کوئی ایسی علمی شخصیت پیدا ہو۔جو امام جعفر بن محمد کے مذہب کے پھیلنے میں روکاوٹ بن کر کھڑی ہو سکے۔لیکن خلیفہ کی یہ امید پوری نہ ہو سکی۔کیونکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں علی الاعلان بارہا کہا تھا۔کہ حضرت امام جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے بڑا عالم کوئی نہیں دیکھا۔اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔کہ امت کے سب سے بڑے عالم یہی ہیں۔

لمحہ فکریہ:

روایتِ مذکورہ اس امر کی واضح نشاندہی کرتی ہے۔کہ وقت کا خلیفہ منصور جناب امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے مذہب کو پھولتا پھلتا دیکھنا گوارا نہ کرتا تھا۔اور اسی مقصد کے حصول کے لیے اُس نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کی۔لیکن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے دنیوی لالچ اور خلیفہ کے رعب و داب کی پرواہ کیے بغیر عوام میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی علمی حیثیت کا کھلم کھلا پرچار کیا۔اور ببانگِ دہل یہ کہا۔کہ لوگو! امت میں اس وقت امام جعفر رضی اللہ عنہ جیسا عالم کوئی بھی نہیں۔اس واقعہ سے معلوم ہوا۔کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابو حنیفہ بے حد احترام کرتے تھے۔اور ان کے علم کو بے مثل سمجھتے تھے۔ایسا کیوں نہ ہوتا آخر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ان کے شیخ اور استاذ تھے۔کاش جتنی عقیدت و محبت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو تھی۔اس سے آدھی بھی نجفی شیعی کے دل میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ہوتی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

وضاحت:

جیسا کہ ہم اہل تشیع کی کتب سے ثابت کر چکے ہیں۔ کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو علوم ظاہری و باطنی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھنے سے حاصل ہوئے۔ اور خود امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

اس مجلس پر فخر بھی فرمایا کرتے تھے۔ تو اس بات کی وجہ سے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جب شاگرد اور مرید ہوئے۔ تو اہل سنت کو امام ابو حنیفہ کی بجائے ان کے پیر و مرشد اور استاذ کی تقلید کرنا چاہیئے تھی کیا امام ابو حنیفہ کی تقلید کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ چونکہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اہل بیت کے عظیم فرد ہیں۔ اور سنیوں کو اہل بیت سے محبت نہیں۔ اس لیے انہیں چھوڑ کر ابو حنیفہ کی تقلید کرتے ہیں؟ اس سوال کا تفصیل جواب ہم اسی بحث کے آخر میں انشاء اللہ دیں گے۔ سر دست اس کا اجمالی جواب دیا جاتا ہے۔

رجال کشی وغیرہ معتبر کتب شیعہ میں یہ بات صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ

> "ہم اہل بیت کے ائمہ سے مروی روایات و احادیث کو بیان کرنے والے بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو من گھڑت احادیث بیان کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی وجہ سے ہم سے مروی کسی روایت پر اعتبار نہ رہا لہٰذا میں (امام جعفر صادق) کہتا ہوں۔ کہ ہم سے مروی روایت و حدیث جب تک قرآن کریم کے مضامین کے مطابق نہ ہو۔ اس پر عمل کرنا منع ہے۔"

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا ادب و احترام ایک مسلّم امر ہے۔

marfat.com

لیکن مسئلہ تقلید میں آپ کی روایات وغیرہ بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ جب بقول امام موصوف ان روایات پر اعتبار ہی نہیں۔ تو تقلید کس طرح کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی عظمت واحترام کو مانتے ہوئے ان کی طرف سے غیر معتبر اور مسخ شدہ روایات کی تقلید نہیں کرتے۔

واللہ اعلم بالصواب

marfat.com

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب امام جعفر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرتے۔ تو "یا ابن رسول اللہ" سے خطاب کرتے

الامام الصادق:

رِوَايَاتُهُ عَنِ الْإِمَامِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَيْلُهُ لِأَهْلِ الْبَيْتِ وَكَانَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِمَّنْ يَخْتَلِفُ عَنِ الْإِمَامِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامِ وَيَسْئَلُهُ عَنْ كَثِيْرٍ مِنَ الْمَسَائِلِ مَعَ أَدَبٍ وَاِحْتِرَامٍ وَلَا يُخَاطِبُهُ إِلَّا بِقَوْلِهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَدْ رَوٰى أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنِ الْإِمَامِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحَدَّثَ عَنْهُ وَاتَّصَلَ بِهِ فِي الْمَدِيْنَةِ مُدَّةً مِنَ الزَّمَنِ ...... وَعَلٰى أَيِّ حَالٍ فَإِنَّ لِأَبِيْ حَنِيْفَةَ صِلَةً مَعَ أَهْلِ الْبَيْتِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَكَانَ يَنْتَصِرُ لَهُمْ

marfat.com

رَ يُوَّ اِذْ زُهْرِ فِیْ جَمِیْعِ مَسَائِقِهِمْ۔

(الامام الصادق ص ۲۱۰ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

امام ابوحنیفہ کی اکثر روایات حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ہیں۔ اور ان کو اہل بیت سے بہت محبت تھی۔ ابوحنیفہ وہ ہیں۔ جن کا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ہاں بکثرت آنا جانا تھا۔ ان سے بہت سے مسائل پوچھا کرتے تھے۔ اور نہایت ادب و احترام سے گفتگو کرتے جب بھی مخاطب کرتے تو ان الفاظ سے مخاطب کرتے۔ "میں آپ پر قربان اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند! امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث کی۔ اور ان کے ساتھ مدینہ میں ایک مدت تک قیام بھی کیا۔

بہر حال امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اہل بیت رضوان اللہ علیہم کے ساتھ گہرا تعلق اور لگاؤ تھا۔ ان کی کڑے وقت میں ہر ممکن مدد کیا کرتے تھے۔ اور ان کے بوجھ ہلکے کیا کرتے تھے۔ گویا ہر مقام میں ان کی خدمت کے لیے ہمہ تن حاضر تھے۔

قابل غور:

"الامام الصادق"، کے مصنف اسد حیدر نے دو ٹوک بات کہہ دی۔ کہ خواہ کچھ بھی ہو۔ بہر حال یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو اہل بیت سے بے پناہ محبت تھی۔ اور اس تعلق کی وجہ سے اُن کی ہر طرح خدمت کی۔ ایک شخص جب حضرات اہل بیت کے ساتھ اس قدر مخلص اور ان کا اتنا محب اور آڑے وقت میں کام آنے والا

marfat.com

ہو۔ تو ایسے شخص کے متعلق حضرات اہل بیت کا کیا رویہ ہوگا؟ جو شخص اہل بیت کی سیرت واسوہ سے آشنا ہے۔ وہ یہی کہے گا۔ کہ "ھل جزاء الاحسان الا الاحسان" کے مصداق اہل بیت رضی اللہ عنہم کے ہاں امام ابو حنیفہ کی بھی خاص قدر ومنزلت ہوگی۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ امام ابو حنیفہ ان کی خدمت کریں۔ اور وہ ان کی مذمت کریں۔ نجفی شیعی کو کم از کم اپنے ہم مسلک لوگوں کی بات تسلیم کر لینی چاہیئے تھی۔ یہ امام ابو حنیفہ کو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا مخالف کہہ رہا ہے۔ اور وہ امام موصوف کو ان کا خادم اور غلام ثابت کر رہے ہیں

امام ابو حنیفہ کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ کے اقوال کا مقام

الامام الصادق:

كَيْفَ وَ اَئِمَّةُ الْمَذَاهِبِ اَنْفُسُهُمْ قَدْ اَخَذُوْا عَنْ اَهْلِ الْبَيْتِ وَ جَعَلُوْا ذَالِكَ فَخْرًا لَهُمْ وَ سَبَبًا لِنَجَاحِهِمْ فَهٰذَا الْاِمَامُ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَأْخُذُ بِاَقْوَالِ عَلِيٍّ ...... عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى جَعَلُوْا ذَالِكَ مِنْ مُرَجِّحَاتِ مَذْهَبِهٖ عَلٰى غَيْرِهٖ مِنَ الْمَذَاهِبِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا ذَكَرَ ذَالِكَ

marfat.com

الْمُقَدَّسِيُّ فِي اَحْسَنِ التَّقَاسِيْمِ وَكَانَ اَبُوْحَنِيْفَةَ يَفْتَخِرُ بِالْاَخْذِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيَقُوْلُ لَوْلَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ)

(الامام الصادق ص ۲۳۲ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

مذاہب کے اماموں نے بذاتِ خود حضرات اہل بیت سے علم حاصل کیا۔ اور اس کو اپنے لیے باعث فخر سمجھا۔ اور سبب نجات گردانا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے اقوال پر عمل کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان اقوال کو اپنے مذہب کے لیے باعث ترجیح قرار دیتے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد آن کے سامنے تھا آپ نے فرمایا۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہے۔ المقدسی نے یہ بات احسن التقاسیم میں ذکر کی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس بات پر فخر کیا کرتے تھے۔ کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے تعلیم حاصل کی۔ اور کہا کرتے تھے۔ (وہ) اگر دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا (یعنی وہ دو سال جو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے شرف تلمذ میں بسر ہوئے اگر نہ ہوتے تو فقہی مسائل میں ٹھوکر کھا جانے کا اندیشہ تھا)

☆

marfat.com

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقاہت

مکالمہ مابین ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و زنادقہ

ناسخ التواریخ:

درزینت المجالس مسطوراست. کہ روزے ابوحنیفہ درمسجد نشستہ بود جماعتی اززنادقہ بیروں آمدہ وآہنگ تباہی او را داشتند گفت ازمن یک مسئلہ بشنوید بعد ازاں اختیار شمااست گفتند بگوی گفت کشتی پُرازبارمیدیم بدوں اینکہ کشتی بان محافظت آں رانماید بروئی دریا میرفت تابمقصد، پیوست آنجماعت گفتند محال است کشتی بان بریک نسق تواند بود ابوحنیفہ گفت سبحان اللہ چوں روانباشد کہ سفینہ بے مدبر نگہبان بنظام حرکت نماید چگونہ روا میدارید کہ سائر افلاک وکواکب ونظام عالم بالاوپستی بیوجود ہستی مدبر دانا ومقتدر توانا صورت پذیرد چوں ملاحدہ ایں سخن بشنیدند بیشتر از ایشاں مسلمانی گرفتند۔

(ناسخ التواریخ زندگانی امام جعفر صادق جلد چہارم ص ۲ مطبوعہ تہران طبع جدید)

marfat.com

ترجمہ:

زینت المجالس میں لکھا ہوا ہے۔ کہ ایک دن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ بے دینوں کی ایک جماعت اس ارادے سے باہر نکلی۔ کہ آپ کا کام تمام کردے۔ آپ نے فرمایا مجھ سے ایک مسئلہ سن لو۔ بعد میں جو تمہارے دل میں آئے کر لینا۔ انہوں نے کہا۔ بتلایئے کیا مسئلہ ہے؟ آپ نے فرمایا۔ میں نے ایک کشتی سامان سے لدی ہوئی دیکھی۔ جو دریا میں بغیر محافظ اور کشتی چلانے والے کے چل رہی تھی۔ اور بالآخر اپنی منزل پر پہنچ گئی۔ یہ سن کر وہ جماعت بولی۔ کشتی کا بغیر محافظ اور کشتی بان کے ایک ہی طریقہ اور کیفیت پر رہنا محال ہے۔ امام ابو حنیفہ بولے۔ سبحان اللہ! جب کشتی کا بغیر محافظ کے درست چلنا ممکن نہیں ہے۔ تو یہ کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ کہ تمام آسمان، سیارے اور کائنات کا نظام کسی مدبر اور قادر و قیوم کے بغیر چل رہا ہو۔ جب اُن بے دینوں نے آپ کی بات سنی۔ تو اُن میں سے بیشتر نے اسلام قبول کر لیا۔

لمحہ فکریہ:

قارئین کرام! ان روایات میں آپ نے جو کچھ ملاحظہ کیا۔ اس سے سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی خداداد صلاحیت آپ پر روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہو گئی۔ اللہ رب العزت نے انہیں وہ ذہن رسا عطا فرمایا تھا۔ کہ عقلی دلائل سے آپ نے بہت سے بے دینوں کو مشرف باسلام کیا۔ ایسی صلاحیت اور استعداد والا شخص خود بے دین اور گمراہ (معاذ اللہ) کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نجفی شیعی کو بھی

حق سمجھنے کی توفیق اور ہدایت عطا فرمائے۔

حضرت علی المرتضیٰ اور آپ کی اولاد کے متعلق امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

الامام الصادق:

وَ كَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ يَرٰى اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَى الْحَقِّ فِيْ قِتَالِهٖ لِاَهْلِ الْجَمَلِ وَغَيْرِهٖ وَ يَتَّضِحُ ذٰلِكَ مِنْ اَقْوَالِهٖ فِيْ عِدَّةِ مَوَاطِنَ مِنْهَا اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ يَوْمِ الْجَمَلِ فَقَالَ سَارَ عَلِيٌّ فِيْهِ بِالْعَدْلِ وَ هُوَ اَعْلَمُ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ قِتَالِ اَهْلِ الْبَغْيِ۔

وَ قَوْلُهٗ. مَا قَاتَلَ اَحَدٌ عَلِيًّا اِلَّا وَعَلِيٌّ اَوْلٰى بِالْحَقِّ مِنْهُ.....

وَقَوْلُهٗ. اِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيًّا اِنَّمَا قَاتَلَ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ بَعْدَ اَنْ بَايَعَاهُ وَخَالَفَا۔

وَقَالَ يَوْمًا لِاَصْحَابِهٖ اَتَدْرُوْنَ لِمَ يُبْغِضُنَا اَهْلُ الشَّامِ قَالُوْا لَا قَالَ لِاَنَّا نَوْ شَهِدْنَا عَسْكَرَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَ مُعَاوِيَةَ لَكُنَّا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

marfat.com

أَتَدْرُوْنَ لِمَ يُبْغِضُنَا أَهْلُ الْحَدِيْثِ؟ قَالُوْا لَا
قَالَ لِأَنَّا نُحِبُّ أَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَنُقِرُّ بِنَصْنَا بِلِهِمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ
أَنَّهُ قَالَ أَتَدْرُوْنَ لِمَ يُبْغِضُنَا أَهْلُ الْحَدِيْثِ؟
قَالُوْا لَا۔ قَالَ لِأَنَّا نُثْبِتُ خِلَافَةَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ
وَهُمْ لَا يُثْبِتُوْنَهُ۔

(الامام الصادق ص ۳۱۸ تا ۳۱۹
مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی۔ کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اہل جمل کے ساتھ لڑائی کرنے میں حق بجانب تھے۔ آپ کی یہ رائے بہت سے اقوال سے ثابت ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک یہ کہ آپ سے جنگ جمل کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو جواب دیا۔ کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اس جنگ میں عدل پر چلے۔ اور آپ باغیوں سے لڑائی کرنے کے مسئلہ کو تمام مسلمانوں سے زیادہ جانتے تھے۔ دوسرا یہ کہ ابوحنیفہ کا قول ہے۔ کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کرنے والے کی نسبت حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ حق پر ہونے کے زیادہ مستحق تھے۔ تیسرا یہ کہ انہوں نے فرمایا "حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما سے لڑائی اس لیے کی۔ کہ انہوں نے بیعت کر لینے کے بعد خلاف کیا تھا"۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک دن اپنے اصحاب سے

marfat.com

فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ شامی لوگ ہمیں بُرا کیوں سمجھتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ تو آپ نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی۔ کہ اُن کے بغض کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہم اگر حضرت علی اور معاویہ کے مابین ہونے والی جنگ میں شریک ہوتے۔ تو ہم یقیناً حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے طرفدار ہوتے۔ پھر ایک اور سوال پوچھا۔ کہ کیا جانتے ہو کہ اہلحدیث ہم سے ناراض کیوں ہیں؟ اصحاب نے پھر عرض کیا نہیں معلوم۔ فرمایا اس لیے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے محبت کرتے ہیں۔ اور اُن کی تعظیم واحترام کرتے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے۔ کہ آپ نے اصحاب سے دریافت فرمایا۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہم سے "اہل الحدیث" کیوں بغض رکھتے ہیں۔ اصحاب نے عرض کیا نہیں معلوم۔ فرمایا۔ وجہ یہ ہے۔ کہ ہم حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کی خلافت کو ثابت کرتے ہیں۔ اور وہ اس کے ثبوت کے قائل نہیں ہیں۔

لمحہ فکریہ:

"الامام الصادق" کی مذکورہ عبارت سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی۔ کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خلافت اصحاب سے بغض وعناد رکھنے والے دو گروہ پیش پیش تھے۔ ایک شامی اور دوسرا اہل حدیث (جو خارجی تھے) حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے دونوں کے بغض وعداوت کی وجہ بیان فرما دی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق پر سمجھنا اور اہل بیت سے محبت کرنا یہ دو سبب تھے۔

marfat.com

جہاں تک جنگ جمل وغیرہ کا معاملہ ہے۔ اس سلسلہ میں ہم اہل سنت کا نظریہ بھی وہی ہے۔ جو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا تھا۔ اس کے مخالف لوگ "خارجی" ہیں نجفی شیعی نے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کر کے کن لوگوں کی طرفداری کی۔ اور کن کا کردار اپنایا۔؟ بات بالکل واضح ہے۔ کہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب (حنفی حضرات) کی مخالفت کرنے والے شامی اور خارجی تھے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ نجفی کا تخم بھی کہیں ان کی طرف سے آیا ہے۔ اسی لیے آن کا سا پھل دے رہا ہے۔ اور اسی سے اس بات کا بھانڈا بھی پھوٹ گیا۔ کہ "محب اہل بیت" کون ہے؟ یعنی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والے در اصل اہل بیت کے مخالف اور حضرت علی المرتضٰی کو باطل پر سمجھنے والے تھے۔ انہی مخالفین اہل بیت اور حضرت علی المرتضٰی کے دشمنوں کی سیرت نجفی نے اپنائی۔ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے اس شامی اور خارجی نے "محب اہل بیت" کا روپ دھار رکھا ہے۔ ادھر حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اہل بیت سے محبت کرنا اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا۔ آپ اس قدر ان کی تعظیم و توقیر کیا کرتے تھے۔ اور ان کی عزت آپ کے دل میں اس قدر جاگزیں تھی۔ کہ مرتے دم تک یہ جدا نہ ہوئی۔ ملاحظہ ہو۔

الامام الصادق:

وَعَلٰی اَیِّ حَالٍ فَاِنَّ لِاَبِیْ حَنِیْفَةَ صِلَةٌ مَعَ اَهْلِ الْبَیْتِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ وَکَانَ یَنْتَصِرُ لَهُمْ وَیُؤَازِرُهُمْ فِیْ جَمِیْعِ مَوَاقِفِهِمْ۔ لَقَدْ نَاصَرَ زَیْدَ بْنَ عَلِیٍّ وَسَاهَمَ فِی الدَّعْوَةِ اِلَی الْخُرُوْجِ مَعَهٗ وَکَانَ یَقُوْلُ ضَاهَا

خُرُوْجُ زَيْدٍ خُرُوْجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَوْمَ بَدْرٍ فَقِيْلَ لَهٗ لِمَ تَخَلَّفْتَ عَنْهُ؟ قَالَ حَبَسَتْنِيْ وَدَائِعُ النَّاسِ عَرَضْتُهَا عَلَى ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى فَلَمْ يَقْبَلْ۔

(الامام الصادق ص ۱۳۱ جلد اوّل)

ترجمہ:

بہر حال امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اہل بیت کے ساتھ حسن سلوک اور خبر گیری ایک واضح امر تھا۔ تمام مواقع پر ان کی مدد کرنا اور ان کا بوجھ بٹانا آپ کا شیوہ تھا۔

زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے خروج میں امام ابو حنیفہ نے ان کا ساتھ دیا اور اس خروج کے متعلق آپ کہا کرتے تھے۔ کہ زید بن علی کا خروج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوۂ بدر سے ملتا جلتا ہے۔ کسی نے آپ سے پوچھا۔ اگر آپ کے نزدیک خروج زید کی حقیقت یہی ہے تو آپ نے عملی طور پر ان کا ساتھ کیوں نہ دیا؟ فرمایا۔ وجہ یہ تھی کہ لوگوں کی میرے پاس امانتیں پڑی ہوئی تھیں۔ میں نے علی بن ابی لیلیٰ سے کہا۔ کہ میری طرف سے یہ امانتیں تم اپنے پاس رکھو۔ (کیونکہ میں زید بن علی کے ساتھ خروج میں شریک ہونا چاہتا ہوں) لیکن میری پیشکش اُس نے قبول نہ کی۔ (لہٰذا مجھے ان امانتوں کی وجہ سے پیچھے رہنا پڑ گیا)

marfat.com

اسباب قتل ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ

الامام الصادق:

وَالْآخَرُوْنَ يَرْوُوْنَ اَنَّ الْمَنْصُوْرَ اِنَّمَا اسْتَقْدَمَهُ
مِنَ الْكُوْفَةِ لِاَنَّهُ اتُّهِمَ بِالتَّشَيُّعِ لِاِبْرَاهِيْمَ
بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَسَنِ فَاِنَّهُ اَعْلَنَ الْاِنْضِمَامَ
لِجَانِبِ دَعْوَةِ مُحَمَّدٍ وَاِبْرَاهِيْمَ وَاَفْتٰى
بِوُجُوْبِ الْخُرُوْجِ مَعَ اِبْرَاهِيْمَ يُحَدِّثُنَا
اَبُو الْفَرَجِ الْاَصْفَهَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اِدْرِيْسَ
قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَنِيْفَةَ وَهُوَ قَائِمٌ عَلٰى دَرَجَتِهٖ
وَرَجُلَانِ يَسْتَفْتِيَانِهِ فِي الْخُرُوْجِ مَعَ
اِبْرَاهِيْمَ وَهُوَ يَقُوْلُ اُخْرُجَا وَاِنَّهُ كَتَبَ
اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ يُشِيْرُ عَلَيْهِ اَنْ يَقْصِدَ الْكُوْفَةَ
وَيَدْخُلَهَا سِرًّا فَاِنَّ مَنْ فِيْهَا مِنْ شِيْعَتِكُمْ
يُبَيِّتُوْنَ اَبَا جَعْفَرٍ فَيَقْتُلُوْنَهُ اَوْ يَاْخُذُوْنَ
بِرَقَبَتِهٖ فَيَاْتُوْنَكَ بِهٖ وَكَتَبَ لَهُ كِتَابًا
اٰخَرَ فَظَفَرَ اَبُوْ جَعْفَرٍ بِكِتَابِهٖ فَسَيَّرَهُ
وَبَعَثَ اِلَيْهِ فَاَشْخَصَهُ وَسَقَاهُ

marfat.com

شَنْ بِهٖ فَمَاتَ مِنْهَا۔

(۱۔ الامام الصادق ص ۳۱۹ تذکرہ اسباب
قتل ابی حنیفہ مطبوعہ بیروت طبع جدید)
(۲۔ مقاتل الطالبین ص ۳۶۵ تا ۳۶۷
تذکرہ تسمیہ من خرج مع ابراہیم الخ۔ مطبوعہ
بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بارے میں ایک روایت یہ ہے۔ کہ خلیفہ کے کہنے پر انہوں نے عہدۂ قضاء قبول نہ کیا تھا۔ جس کی بنا پر اس نے آپ کو مروا دیا۔ اس کے علاوہ کچھ لوگوں نے یُوں روایت کی ہے۔ کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ چونکہ جناب محمد اور ابراہیم کے ساتھ محبت رکھنے میں جہم تھے۔ اس لیے منصور نے کوفہ سے آپ کو بلوا بھیجا۔ اس کے ساتھ ساتھ امام اعظم نے ان دونوں کی دعوت کے ساتھ مل جانے کا اعلان بھی کر رکھا تھا۔ اور یہ فتویٰ بھی دیا تھا۔ کہ ابراہیم کے ساتھ خروج میں شریک ہونا واجب ہے ابو الفرج اصفہانی کا بیان ہے۔ کہ میں نے عبداللہ بن ادریس کو۔ . . یہ کہتے سنا۔ کہ ایک دفعہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے مکان کی سیڑھیوں پر کھڑے تھے۔ آپ سے دو آدمیوں نے سوال کیا۔ کہ ابراہیم کے ساتھ خروج میں شریک ہونا کیسا ہے؟ امام ابو حنیفہ نے انہیں کہا کہ تم خروج کرو آپ نے امام ابراہیم کی طرف ایک خط لکھا۔ جس میں تحریر تھا۔ کہ تم کوفہ میں خفیہ طور پر آجاؤ۔ کیونکہ یہاں تمہارے ،

marfat.com

چاہنے والے کافی تعداد میں ہیں۔ ابو جعفر دوانقی کے ہاں رات بسر کریں اور اُسے قتل کر دیں۔ یا اُسے پکڑ کر آپ کے سامنے آئیں۔ پھر ایک اور خط تحریر کیا۔ لیکن اس خط کی ابو جعفر دوانقی کو اطلاع ہو گئی خط پکڑا گیا۔ اس کے بعد امام اعظم کو گرفتار کیا گیا۔ اور کوفہ سے بغداد منگوا لیا۔ یہاں پہنچنے پر انہیں تکالیف دیں۔ اور زہریلا شربت آپ کو پلا کر شہید کروا دیا گیا۔

الامام الصادق؛

وَكَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ جُمْلَةِ الْفُقَهَاءِ الْمُنْتَصِرِيْنَ لِمُحَمَّدٍ وَاِبْرَاهِيْمَ كَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَالْاَعْمَشِ وَمُسْعِرِ بْنِ كُدَامٍ وَعُبَادَةَ بْنِ الْعَوَّامِ وَعِمْرَانَ ابْنِ دَاوُدَ الْقَطَّانِ وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ وَغَيْرِهِمْ وَكَانَ بَعْضُهُمْ حَضَرَ حَرْبَهُ وَكَانُوْا يَعُدُّوْنَ شُهَدَاءَ وَقْعَتِهِ كَشُهَدَاءِ بَدْرٍ وَيُسَمُّوْنَهَا بَدْرَ الصُّغْرٰى وَقَدْ رَاَيْنَا الْمَنْصُوْرَ يَغُضُّ عَنْ مُؤَاخَذَةِ اُولٰئِكَ الْفُقَهَاءِ لِاَنَّهُ بِحَاجَةٍ مَاسَّةٍ لِبَقَائِهِمْ وَالْمُعَاوَنَةِ مَعَهُمْ وَبِذٰلِكَ يَتَصَدَّى اِيْجَادَ مَجْمُوْعَةٍ مِنْهُمْ لِتَخْفِيْفِ خَطَرِ اِنْتِشَارِ ذِكْرِ جَعْفَرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَقْطَارِ

marfat.com

فَقَدْ كَانَ هُوَ الشَّيْئُ الْمُعْتَرِضُ فِي حَلْقِهِ وَمِنَ الْحَقِّ وَالْإِنْصَافِ أَنْ نَقُولَ إِنَّ مَوْقِفَ أَبِي حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَيْسَ كَمَوْقِفِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فَإِنَّ مَالِكً لَمَّا عُوْقِبَ لِأَجْلِ فَتْوَاهُ بِالْخُرُوْجِ مَعَ مُحَمَّدٍ أَخْلَصَ بَعْدَ ذَالِكَ لِلْمَنْصُوْرِ وَتَغَيَّرَ مَوْقِفُهُ حَتّٰى كَانَ يَظْهَرُ أَنْ لَا فَضْلَ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى غَيْرِهِ مِنَ الصَّحَابَةِ بَلْ هُوَ كَسَائِرِ النَّاسِ أَمَّا أَبُوْحَنِيْفَةَ فَلَمْ يَتَغَيَّرْ مَوْقِفُهُ

(۱- الامام الصادق ص ۳۲۰ مطبوعہ بیروت جدید)

(۲- مقاتل الطالبین ص ۳۶۴ مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ:

امام محمد اور ابراہیم کے معاونین فقہاء کرام میں سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ کے علاوہ جناب مالک بن انس، اعمش، مسعر بن کدام عبادۃ بن عوام، عمران بن داؤد قطان، شعبہ بن الحجاج اور دوسرے حضرات بھی تھے۔ ان میں سے بعض نے تو ان کی لڑائی میں شرکت بھی کی۔ اور اس میں مرنے والوں کو شہید کہتے تھے۔ اور اس لڑائی کو بدر سے مناسبت کی وجہ سے "بدر الصغریٰ" کہتے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ خلیفہ منصور ان فقہاء کرام سے مواخذہ

maarifat.com

کرنے میں چشم پوشی کرتا تھا۔ کیونکہ اُسے ان فقہاء کرام سے کچھ کام لینا تھا۔ اور ان کی مدد کی اُسے ضرورت تھی۔ لہذا وہ اِن کی خاطر تواضع بھی کیا کرتا تھا۔ تاکہ اس طرح جناب جعفر بن محمد کا ذکر پھیلنے سے رُک جائے۔ جناب جعفر کا ذکر دراصل منصور کے گلے میں پھنسی ہوئی ہڈی بن چکا تھا۔ حق وانصاف کی بات یہ ہے۔ کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا موقف حضرت مالک بن انس کے موقف سے کہیں مضبوط تھا کیونکہ امام مالک بن انس نے جب امام محمد کے حق میں خروج کرنے کے متعلق ایک فتوای دیا۔ کہ یہ جائز ہے۔ تو اس فتوای پر انہیں خلیفہ کی طرف سے پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بالآخر انہوں نے منصور کے حق میں اپنا، خلوص ظاہر کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور اپنا موقف تبدیل کر لیا تھا۔ یہاں تک وہ ظاہراً کہا کرتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوسرے صحابہ کرام پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ وہ بھی عام لوگوں کی طرح ہی ہیں لیکن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے تادم آخر اپنا موقف تبدیل نہ کیا۔

ناسخ التواریخ:

بالجملہ ابراہیم در شب دوشنبہ غرہ شہر رمضان در سال یک صد و چہل و پنج ہجری در بصرہ دعوت خویش را آشکار ساخت تا مسلمانان با او بیعت کردند مانند بشیر الرجال و اعمش بن مہران و عباد ابن منصور قاضی صاحب مسجد عباد در بصرہ و مفضل ابن محمد و سعید الحافظ و امثال ایشان و ابو حنیفہ را در حق محمد و ابراہیم عقیدتی استوار بود۔ گویند بعداد

marfat.com

قتل ابراہیم زنی بنزد ابوحنیفہ آمد و گفت تو فتوای کردی کہ پسر من با ابراہیم، خروج کند برفت و مقتول گشت درمعنی تو او را بقتل گاہ فرستادی فَقَالَ لَهَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَكَانَ اِبْنِكِ ۔ گفت کاش من بجائے پسر تو بودم و در رکاب ابراہیم شہید می شدم۔

(ناسخ التواریخ جلد دوم در حالات امام حسن ذکر ابراہیم بن عبد اللہ۔ ص ۲۴۹ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

مختصر یہ کہ جناب ابراہیم نے ۱۴۵ھ رمضان المبارک کی ابتدائی تاریخوں میں بروز پیر اپنی دعوت کا آغاز کیا۔ بہت سے مسلمانوں نے اُن کی بیعت کر لی۔ جن میں بشیر الرجال، اعمش بن مہران، عباد بن منصور، بصرہ کی مسجد کے قاضی، مفضل بن محمد، سعید الحافظ اور ان جیسے بہت سے مسلمانوں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عقیدت امام محمد کے بارے میں بہت مضبوط تھی۔ بیان کرتے تھے۔ کہ امام ابراہیم کے قتل ہو جانے کے بعد ایک عورت امام ابوحنیفہ کے پاس آئی۔ اور کہنے لگی۔ کہ تم نے فتوای دیا۔ اور میرا بیٹا امام ابراہیم کا طرفدار بن کر مخالفوں سے لڑتے ہوئے مر گیا ہے در حقیقت تم نے اے ابوحنیفہ اُسے مارا ہے۔ یہ سُن کر امام موصوف نے فرمایا۔ کاش کہ تیرے بیٹے کی جگہ میں ہوتا۔ اور ابراہیم کی رکاب تھامے ہوئے شہید ہوتا۔

marfat.com

کتب شیعہ سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل اور سیرت کا مختصر خاکہ

۱۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی شاگردی نصیب ہے اور لَوْ لَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ (اگر وہ دو سال میری زندگی میں شامل نہ ہوتے۔ جن میں مجھے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھ کر علوم ظاہری و باطنی حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔ تو میں ہلاک ہو جاتا۔) کا جملہ بد بعد اس پر شاہد ہے۔

۲۔ آپ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ارادت مندوں میں سے تھے۔

۳۔ آپ امام جعفر رضی اللہ عنہ کے سوتیلے بیٹے بھی تھے۔ اس کے ثبوت کے لیے حوالہ یہ ہے۔

مناقب آل ابی طالب:

اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْمُحَدِّثُ فِيْ "رامش افزائے" اِنَّ اَبَاحَنِيْفَةَ مِنْ تَلَامِذَتِهٖ وَاِنَّ اُمَّهٗ كَانَتْ فِيْ حِبَالِهِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

(مناقب آل ابی طالب تصنیف ابن شہر آشوب جلد ۴ ص ۲۴۸ مطبوعہ قم جدید)

marfat.com

ترجمہ:

رامش افزائے نامی کتاب میں ابو عبداللہ محدث نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ اور ان (ابو حنیفہ) کی والدہ امام موصوف کے عقد میں تھیں۔

۴ - آپ اہل بیت رسول کے بہت زیادہ معاون تھے۔ ان کی محبت سے سرشار تھے۔ حتیٰ کہ جناب محمد وابراہیم بن عبداللہ المحض زید بن علی رحمۃ اللہ علیہم کی محبت اور طرفداری کی وجہ سے خلیفہ وقت منصور نے انہیں قتل کروا دیا۔

۵ - آپ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اقوال کو اپنے مذہب میں ترجیح دیا کرتے تھے۔

۶ - امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو فداك یا ابن رسول اللہ کے الفاظ سے مخاطب کرتے تھے۔

۷ - امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو امتِ محمدیہ کا اپنے دور میں سب سے بڑا عالم سمجھتے تھے۔

۸ - ابو حنیفہ کا فقہ میں جو بھی مقام ومرتبہ ہے۔ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فیضان ہے۔

۹ - آپ انتہائی ذہین، فقیہہ اور عابد وزاہد تھے۔

۱۰ - آپ کے والدین بھی نہایت پارسا اور بندگانِ خدا تھے۔

۱۱ - محبت اہل بیت کی وجہ سے خارجی انہیں بغض وحسد سے دیکھتے تھے۔ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حق بجانب کہنے کی وجہ سے شامیوں نے آپ کی مخالفت کی۔

marfat.com

یہ مختصر سا خاکہ تھا۔ جو ہم نے کتب شیعہ سے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فضائل و مناقب کے سلسلہ میں ذکر کیا۔ اور ایسا اس لیے کیا۔ تاکہ نجفی شیعی کو معلوم ہو سکے۔ کہ امام ابو حنیفہ کی شخصیت وہ ہے۔ جسے اس کے بڑے سے بھی بڑے ادب و احترام سے دیکھتے تھے۔ اگر ایک یہ ناخلف نکل آیا۔ تو اس سے ابو حنیفہ کے سورج کی روشنی کب ماند پڑ سکتی ہے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا ادب و احترام ان کے ہاں کتنا تھا۔ آپ وہ بھی ملاحظہ کر چکے۔ اس قدر احترام کرنے والے اور سوتیلا بیٹا و مرید ہو کر پھر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مسائل میں مناظرہ کرنے کھڑا ہو جائے کون اسے تسلیم کرے گا؟ یہ صرف اور صرف بناوٹی ”حجۃ الاسلام“ کی حجت بازی ہے۔ وہ بھی اس لیے کہ بغض و عداوت کی آگ میں جلنے والا آخر کسی کی خوبی کیسے دیکھ سکتا ہے۔ اسی طرح وہ مجادلے اور مناظرے جو اہل تشیع نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے جیتنے کے بارے میں گھڑے ہیں۔ بالکل بے اصل اور لغو ہیں۔

خلاصہ یہ کہ نجفی شیعی نے ”تاریخ بغداد“ سے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں چند حوالہ جات پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ امام ابو حنیفہ اس قابل نہیں تھے۔ جتنا کہ حنفیوں نے انہیں بنا دیا۔ حالانکہ اُن روایات کو از روئے عقل و درایت اور باعتبار حالات رواۃ اگر دیکھا جاتا۔ تو اس مرتبہ کے ہرگز نہیں کہ اُن سے کسی پر حجت قائم کی جا سکے۔ اور پھر خود صاحب تاریخ بغداد نے صرف اُن کے ذکر کرنے کی ذمہ داری اٹھائی ہے۔ اُن کے صحیح و ثابت ہونے کا التزام نہیں کیا۔ اور علاوہ ازیں محشی نے اُن روایات کا جواب بھی وہیں درج کر دیا لیکن ان میں سے کچھ بھی نجفی شیعی کو نظر نہ آیا۔ ان روایات کے جوابات کے بعد کتب شیعہ سے ہم نے امام ابو حنیفہ کے فضائل و مناقب

marfat.com

بیان کر دیئے۔ بلکہ کسی شیعہ کو امام صاحب کی ذات اور ان کی فقاہت پر اعتراض باقی نہ رہے۔ لہٰذا اگر کوئی بغض و حسد کا مارا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی تحقیر کرتے ہوئے ان کے لیے لفظ "جولاہا" استعمال کرتا ہے۔ تو ایسے "شام غریباں" کی پیداوار سے ہم پوچھ سکتے ہیں۔ کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو ایسے جولاہے کی والدہ سے نکاح کرنے کی کیا ضرورت تھی۔؟ ایسے کو شاگرد اور مرید بنانے میں کیوں کوشش کی۔؟ حقیقت وہی ہے۔ جو شیعوں کا استاد عنیفی بیان کر گیا کہ "ابو حنیفہ کے والدین جیسے کسی کے والدین ہوں۔ تو ان کے ہاں اسی طرح کا بیٹا پیدا ہوگا۔ جو شکل و صورت میں انسان ہو گا لیکن سیرت و کردار میں فرشتہ ہو گا۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

تنبیہ:

نجفی شیعی نے اپنی تصنیف فقہ حنفیہ میں ص ۲۸ تک پندرہ عدد ایسے اعتراضات والزامات ذکر کیے ہیں۔ جن کا تعلق امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات سے تھا۔ ہم نے ان تمام کا ایک ایک کرکے دنداں شکن جواب دے دیا۔ "فقہ حنفیہ" کے ص ۲۹ سے ص ۸۰ تک خواہ مخواہ ورق سیاہ کیے گئے ہیں۔ ان میں کوئی قابل ذکر بات نہیں "سنی فقہ میں شانِ خدا تعالیٰ تاریخ بغداد کے حوالہ سے" "سنی فقہ میں نبوت کی شان" یہ دو موضوع ان صفحات پر تحریر ہیں۔ ان "موضوعات" کے ثبوت کے لیے تفسیر کبیر اور تاریخ بغداد سے حوالہ جات پیش کیے۔ علم سے تہی "حجۃ الاسلام" کو یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ یہ دونوں کتابیں "فقہ" کی ہیں؟ بہر حال ان صفحات پر پھیلی ہوئی بکواسات اور یاوہ گوئیوں کا جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ اور اس سے ملتے جلتے اعتراضات والزامات کا تفصیلی جواب تحفہ جعفریہ، عقائد جعفریہ اور

marfat.com

قرآن کریم کی تحریف کی بحث میں ہم دے چکے ہیں۔ اگر تحقیق و تشفی کی ضرورت ہو۔ تو ان کتب و مضامین کی طرف رجوع کریں۔

"حقیقت فقہ حنفیہ" کے ص ۲۹ تا ص ۸۰ تک فقہ حنفی کے متعلق جملہ اعتراضات کا جواب ہم انشاء اللہ دے رہے ہیں ان اعتراضات کو بالترتیب بقید صفحہ درج کرتے ہیں۔ اور پھر ہر ایک کا تسلی بخش جواب پیش ہے۔

٭

marfat.com

بَابُ سوم

فقہ حنفی پر

نجفی کی طرف سے اٹھائے گئے

اعتراضات کے جوابات

marfat.com

باب سوم:

فقہ حنفی پر نجفی کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات اوران کا بالترتیب جواب

"سنی فقہ میں شان قرآن پاک"

اعتراض نمبرا

حقیقت فقہ حنفیہ

سنی فقہ ہے۔ کہ اگر کسی کی نکسیر پھوٹ جائے۔ اور وہ شفا حاصل کرنے کی نیت سے قرآن پاک کو لَوْ كَتَبَ بِالْبَوْلِ اَوْ بِالدَّمِ اَوْ عَلٰى جِلْدِ الْمَيْتَةِ لَا بَأْسَ بِهٖ۔ پیشاب، کے ساتھ یا خون کے ساتھ لکھے یا مردار کی کھال پر لکھے۔ تو کوئی گناہ نہیں۔ (فتاوٰی قاضی محمد خان جلد ۳ ص ۷۸۰)

نوٹ:

فقہ نعمان نے قرآن پاک کا تو جنازہ ہی نکال دیا ہے۔ مذکورہ تینوں چیزیں نجس ہیں۔ اگران نجس چیزوں سے قرآن پاک لکھنا جائز ہے۔ تو پھر اور کون سی نجاست ہے جس سے قرآن نہیں لکھا جا سکتا۔ نعمان صاحب نے معاملہ کچھ اُلٹ ہی کر دیا ہے۔

marfat.com

پیشاب سے لکھنے کے قابل آر بخاری شریف تھی۔ لیکن بخاری کو چھوڑ کر فتویٰ قرآن کے بارے میں صادر فرمایا ہے۔ کیا ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان ﷺ کی تعلیمات یہی ہیں۔ اور کیا فقہ نعمان یہی ہیں۔ کہ قرآن کی ہتک کی جائے۔ جس کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ بغیر طہارت کے قرآن کو مس بھی نہ کرو۔

(حقیقت فقہ حنفیہ ص ۵۳)

جواب اوّل:

جیسا کہ ہر صاحب عقل شعور جانتا ہے۔ کہ "فقہ حنفی" امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد اور فروعی مسائل کا نام ہے۔ کسی حنفی کی تحریر "فقہ حنفی" کا درجہ نہیں رکھتی۔ جب تک وہ ان اصول و قواعد کے مطابق نہ ہو۔ جو "فقہ حنفی" کے مدون ہیں۔ صاحب ہدایہ نے نکسیر کے موضوع پر مسائل کے ضمن میں یہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ نکسیر کے بند کرنے کے لیے بطور علاج و دوا اگر کوئی شخص بول سے فاتحہ شریف لکھتا ہے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن ان کا یہ لکھ دینا "فقہ حنفی" نہیں بن جاتا حنفی ان کے مقلد نہیں۔ بلکہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مقلد ہیں۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا فتویٰ یہ ہے۔ کہ حرام اشیاء کا استعمال بطور دوا اور بہ نیت شفاء بھی جائز نہیں ہے۔ اس فتویٰ کی تصریح درمختار میں ان الفاظ سے مذکور ہے۔

وَلَا یُشْرَبُ بَوْلُهٗ اَصْلًا لَا لِلتَّدَاوِیْ وَلَا لِغَیْرِهٖ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ۔

(در مختار جلد اول ص ۲۱۰)

ترجمہ:

یعنی حلال جانوروں کا بول نہ دوا کے طور پر اور نہ کسی دوسری غرض کے

marfat.com

پیش نظر پینا درست ہے۔

لہذا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی فقہ پر مذکورہ اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔

جواب دوم:

نجفی شیعی نے الزام کو سنوارنے کے لیے جس بات کو مرکزی طور پر پیش کیا۔ وہ یہ ہے۔ کہ یہ تینوں چیزیں (بول۔ خون اور مردار کا چمڑا) نجس ہیں۔ اس لیے نجس اشیاء سے اللہ کے کلام کو لکھنا کس طرح درست ہو سکتا ہے الخ۔ دریافت طلب یا وضاحت طلب یہ بات ہے۔ کہ ان تین اشیاء میں سے "بول" سے مراد کس کا بول ہے۔ در مختار میں اس جگہ جو اصل مسئلہ بیان ہو رہا ہے۔ وہ ایک مخصوص بول کے بارے میں ہے۔ کتاب مذکور کی عبارت ملاحظہ ہو۔

وَبَوْلُ مَاكُوْلِ اللَّحْمِ نَجِسٌ نِجَاسَةً مُخَفَّفَةً وَطَهَّرَهُ مُحَمَّدٌ وَلَا يُشْرَبُ بَوْلُهُ اَصْلًا لَا لِتَدَاوِىْ وَلَا لِغَيْرِهٖ عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ۔

(ص ۲۱۰ جلد اول)

ترجمہ:

ان جانوروں کا بول کہ جن کا گوشت (حلال ہونے کی بنا پر) کھایا جاتا ہے۔ نجس ہے۔ لیکن اس میں نجاست خفیفہ ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو پاک کہا۔ اور امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک اس بول کو نہ تو بطور دوا استعمال کرنا جائز ہے۔ اور نہ ہی کسی دوسرے کام کے لیے۔

marfat.com

صاحب درمختار نے اس بول کے بارے میں دو اقوال ذکر کیے (نجاست خفیفہ اور طہارت) امام اعظم اس کو ناپاک اور امام محمد اس کو پاک کہتے ہیں۔ جیسا کہ اسی عبارت میں صراحت ہے۔ کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس بول کو بطور دوا یا بطور شفا یا بی استعمال میں لانا درست نہیں۔ تو وہ اعتراض والزام امام اعظم پر کس طرح وارد ہو سکتا ہے۔ کہ ان کے نزدیک پیشاب سے سورۃ فاتحہ لکھنا جائز ہے۔ لہٰذا نجفی کا یہ تحریر کرنا "نعمان صاحب نے معاملہ الٹ کر دیا ہے"، فریب اور دھوکہ دینے کی حماقت ہے۔ نعمان صاحب کا فتویٰ ہم نے ذکر کر دیا۔ خدا بہتر جانتا ہے۔ کہ اعتراض میں ذکر کردہ فتویٰ کس نعمان کا ہے؟

اور اگر بقول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس بول کو پاک سمجھا جائے۔ تو نجس چیزوں سے قرآن لکھنا، کس طرح ثابت ہو گا۔

یہ تو پاک چیز سے قرآن لکھنا ہے۔ رہا یہ معاملہ کہ ان جانوروں کا پیشاب پاک ہونا صرف امام محمد کا قول ہو۔ اور حنفی ہونے کے ناطے سے اس قول کی وجہ سے "فقہ حنفی" مورد الزام بن جائے۔ تو سنیئے۔ نجفی صاحب! آپ کی فقہ بھی ان جانوروں کے بول کو پاک کہتی ہے۔ اور ان کے ساتھ دوا کرنا جائز بتلاتی ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

تحفۃ العوام:

جانوران حلال گوشت کا بول و براز پاک ہے۔ بشرطیکہ نجاستِ خارجی ان سے ملحق نہ ہو۔ (حصہ اول ص ۱۰)

المبسوط:

وَمَا أُكِلَ لَحْمُهُ فَلَا بَأْسَ بِبَوْلِهِ وَرَوْثِهِ

marfat.com

وَذَرْقِهِ إِلَّا ذَرْقَ الدُّجَاجِ خَاصَّةً وَمَا يُكْرَهُ لَحْمُهُ فَلَا بَأْسَ بِبَوْلِهِ وَرَوْثِهِ مِثْلَ الْبِغَالِ وَالْحَمِيْرِ۔

(المبسوط فی فقہ الامامیہ
ابوجعفر طوسی شیعی جلد اول
ص ۳۶ کتاب الطہارت مطبوعہ
حیدری تہران)

ترجمہ:

جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ اُس کا پیشاب، گوبر اور مینگنیاں پاک ہیں۔ صرف مرغ کی بیٹ پاک نہیں ہے۔ اور وہ جانور جن کا گوشت کھانا مکروہ ہے۔ ان کے پیشاب اور گوبر میں کوئی گناہ نہیں۔ جیسا کہ خچر اور گدھے۔

نجفی صاحب! ہوش ٹھکانے لگا۔ صرف پیشاب ہی نہیں گوبر اور لید وغیرہ بھی پاک ہے۔ اب کسی پاک چیز سے قرآنی آیات تحریر کرنے میں آپ کو بھی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیئے۔ امام اعظم تو ان اشیاء کو بطور دوا استعمال کرنے سے نجس ہونے کے باعث منع فرماتے ہیں۔ اور آپ کی فقہ نے ان کی پاکیزگی ثابت کر کے بطور دوا ان کا استعمال جائز کر دیا۔ کیا خیال ہے۔ کبھی ان مرغن اور خوشبودار اشیاء کا ناشتہ کرنے کے لیے تشریف لائیں۔ اطلاع پہلے سے ہو جائے تو کافی مقدار آپ کی تواضع کے لیے منگوا لیں۔ "ذوالجناح" کے "آگے پیچھے" تھیلے اسی لیے کس کر باندھے جاتے ہیں۔ کہ اُس سے گرنے والی کستوری اور عنبر جمع رہے۔ اور روحانی و جسمانی بیماریوں کے علاج کے لیے ایک آدھ قطرہ دیگ وغیرہ میں ڈال کر نشاء

marfat.com

حاصل کی جائے۔ جب یہ اتنی متبرک اشیاء ہیں۔ تو عین ممکن ہے کہ "صحاح اربعہ" وغیرہ اسی کی سیاہی سے تحریر شدہ ہوں۔

جواب سوم:

بصورتِ تسلیم کہ فقہاء کرام نے خون سے سورۃ فاتحہ تحریر کرنے کی اجازت دی۔ لیکن یہ اجازت چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔ شرائط اس حوالہ میں درج ہیں۔ اور اس کی دلیل بھی ساتھ ہی مذکور ہے۔

رَدُّ المحتار:

إِذَا سَالَ الدَّمُ مِنْ أَنْفِ إِنْسَانٍ وَلَا يَنْقَطِعُ حَتّٰى يَخْشٰى عَلَيْهِ الْمَوْتُ وَ قَدْ عَلِمَ أَنَّهُ لَوْ كَتَبَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ أَوْ إِخْلَاصَ بِذَالِكَ الدَّمِ عَلٰى جَبْهَتِهٖ يَنْقَطِعُ فَلَا يُرَخَّصُ لَهُ فِيْهِ وَ قِيْلَ يُرَخَّصُ كَمَا رُخِّصَ فِيْ شُرْبِ الْخَمْرِ لِلْعَطْشَانِ وَ أَكْلِ الْمَيْتَةِ فِي الْمَخْمَصَةِ۔

(جلد اول ص ۲۱۰ مطبوعہ مصر طبع جدید)

ترجمہ:

جب کسی آدمی کی نکسیر پھوٹے۔ اور رکتی نہ ہو۔ حتی کہ اُسے مر جانے کا خوف ہو۔ اور اُسے یہ ظن غالب ہو کہ اگر سورۂ فاتحہ یا اخلاص

اُس خون سے اپنی پیشانی پر لکھے گا۔ تو نکسیر بند ہو جائے گی۔ تو اُسے ایسا کرنے کی رخصت نہیں دی جائے گی۔ اور کہا گیا ہے کہ اُسے رخصت ہونی چاہیے۔ جیسا کہ سخت پیاسے کو شراب پینے اور بھوک سے مرتے کو مُردار کھانے کی ہے۔

عبارت مذکورہ میں مفتےٰ بہ قول یہی مذکور ہے۔ کہ نکسیر بند کرنے کے لیے اُسی خون سے قرآنی آیات لکھنا جائز نہیں۔ لیکن ایک ضعیف قول اس کے جواز پر بھی ہے۔ اُس رخصت کو کیوں روا رکھا گیا۔ صاحب ردالمختار اس کی وجہ بیان کرتے ہیں۔

لِاَنَّ الْحُرْمَةَ سَاقِطَةٌ عِنْدَ الْاِسْتِشْفَاءِ وَحَلَّ الْخَمْرُ وَالْمَيْتَةُ لِلْعَطْشَانِ وَالْجَائِعِ۔

کیونکہ شفایابی کے لیے (خون کی) حرمت ختم ہو گئی۔ اور پیاسے کے لیے شراب پی لینا اور بھوکے کے لیے مردار کھا لینا حلال ہو گیا۔

صورت مذکورہ میں خونِ نکسیر سے سورۃ الحمد یا اخلاص کو لکھنے کی شرائط یہ ٹھہریں۔

۱۔ اس مرض سے موت کا خطرہ پیدا ہو جائے۔

۲۔ کسی مسلمان حکیم یا ڈاکٹر کا مشورہ یہ ہو۔ کہ اس علاج کے سوا کوئی دوسرا طریقہِ شفا نہیں۔

جب ان دونوں شرائط کی وجہ سے شراب اور مُردار کا استعمال جائز ہو گیا۔ بلکہ خود قرآن کہتا ہے۔ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ

marfat.com

فَلَا اِثْمَ عَلَیْہِ۔ جو شخص حالت مجبوری میں بغاوت اور زیادتی سے ہٹ کر حرام اشیاء کو استعمال کر لیتا ہے۔ اس پر کوئی گناہ نہیں۔ امام ابو حنیفہ کے نظریہ کے مطابق اُن جانوروں کا بُول نجس ہے۔ اور اسے استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ لیکن نجاست خفیفہ تھی۔ اِدھر شراب اور مُردار، نجس ہیں۔ نجاست غلیظہ رکھتے ہیں۔ بامر مجبوری ان کو حلال کر دیا گیا۔ تو کیا بامر مجبوری، خون کی نجاست، طہارت میں تبدیل نہ ہو جائے گی ؟ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ شرائط مذکورہ کی وجہ سے خون، بول وغیرہ نجس اشیاء سے نجاست اُٹھ جائے گی۔ اور پاک اشیاء کے حکم میں آجائیں گی۔ اس لیے ان سے قرآنی آیات لکھنا "نجس اشیاء سے لکھنے،، کے ضمن میں ہرگز نہ آئے گا۔ جب نجفی شیعی کی فقہ بُول، گوبر اور لید کو پاک کہتی ہے۔ تو پھر فقہ حنفی پر اعتراض کس مُنہ سے کیا جا رہا ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

marfat.com

اعتراض نمبر ۲

فقہ حنفی میں قرآن مجید کا بوسہ لینا بدعت ہے

سُنی فقہ میں کسی ملانے کا ہاتھ چومنا یا کسی بادشاہ کا ہاتھ چومنا تو ٹھیک ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن تَقْبِیْلُ الْمُصْحَفِ بِدْعَۃٌ قرآن پاک کا چومنا بدعت ہے۔

(الدار المختار کتاب الحظر ص ۵۵ جلد چہارم)

نوٹ:

کیا خرافات ہے فقہ نعمان۔ ملانے کا ہاتھ دن میں کئی مرتبہ پیشاب و پاخانہ کے مقامات پر پھرتا رہتا ہے۔ اس کا چومنا تو کوئی گناہ نہیں۔ اللہ پاک کا قرآن چومنا بدعت ہے۔ حنفیوں کو چاہیے کہ ملاؤں کے ہاتھوں کی بجائے اِن کے خصیتین بھی چومیں۔

(حقیقت فقہ حنفیہ ص ۵۴)

جواب اول:

جب آدمی بے ایمانی پر آجائے۔ تو اُسے کون روکے لیکن بے ایمانی جب دوسروں تک پہنچ رہی ہو۔ تو دوسروں کو گمراہی سے بچانے کے لیے حقائق سامنے لانے چاہئیں۔ نجفی شیعی تو ادھار کھائے بیٹھا ہے۔ کہ سنی فقہ کو کسی نہ کسی طرح لوگوں میں بدنام کیا جائے۔ انہی کوششوں میں سے ایک کوشش اس اعتراض

marfat.com

میں بھی کی گئی ہے اہل سنت و جماعت کا یہ مسئلہ اتفاقی و اجماعی ہے۔ کہ قرآن کریم کو چومنا جائز ہے۔ صاحب در مختار نے مذکورہ بالا قول نقل کرتے وقت "قیل" سے شروع کیا ہے۔ اور اس لفظ سے کسی بات کو شروع کرنا ہر اہل علم جانتا ہے۔ کہ آگے ذکر ہونے والی بات کمزور اور مرجوح۔ بے ایمانی کا یہ عالم کہ نجفی نے یہ لفظ سے اڑا دیا اور بات اس انداز میں ذکر کر دی۔۔۔۔ کہ پڑھنے والے واقعی وہ مفہوم مان لیں۔ جو وہ منوانا چاہتا ہے۔ صاحب در مختار نے اسی قول کے فوراً بعد حضرات صحابہ کرام کا اس بارے میں عمل نقل کیا۔ یعنی یہ کہ وہ قرآن کریم کو چوما کرتے تھے۔ اگر قول مذکور اتنا مضبوط ہوتا۔ تو اس کے خلاف عمل صحابہ کے ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ معلوم ہوا کہ صاحب در مختار نے اس طریقہ کو اپنا کر اس قول کے ضعیف ہونے کی توثیق کر دی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

الدر المختار:

قُلْتُ وَ تَقَدَّمَ فِی الْحَجِّ تَقْبِیْلُ عَتَبَةِ الْکَعْبَةِ وَ فِی الْقُنْیَةِ فِی بَابِ مَا یَتَعَلَّقُ بِالْمَقَابِرِ تَقْبِیْلُ الْمُصْحَفِ قِیْلَ بِدْعَةٌ لٰکِنْ رُوِیَ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ کَانَ یَاْخُذُ الْمُصْحَفَ کُلَّ غَدَاةٍ وَ یُقَبِّلُهٗ وَ یَقُوْلُ عَهْدُ رَبِّیْ وَ مَنْشُوْرُ رَبِّیْ عَزَّ وَ جَلَّ وَ کَانَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یُقَبِّلُ الْمُصْحَفَ وَیَمْسَحُهٗ عَلٰی وَجْهِهٖ

(الدر المختار جلد ۶ ص ۳۸۴ مطبوعہ مصر جدید)

marfat.com

ترجمہ:

(صاحب درمختار بوسہ کی اقسام بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں ۔)
میں کہتا ہوں کہ مسائل حج میں گزر چکا ہے ۔ کہ کعبہ پاک کی دہلیز کو بوسہ دیا جاتا ہے ۔ " قنیہ " میں قبرستان کے متعلق مسائل کے باب میں لکھا ہے ۔ کہ قرآن کریم کو چومنا بدعت کہا گیا ہے ۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے ۔ آپ ہر صبح قرآن کریم کو ہاتھ میں لے کر پہلے اُسے چومتے اور پھر کہتے کہ یہ میرے رب کا عہد اور منشور ہے ۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی قرآن کریم کو چومتے تھے ۔ اور اپنے منہ پر پھیرتے تھے ۔

اب آپ کو اس بات کا بخوبی علم ہو گیا ہو گا ۔ کہ صاحب " درمختار اس قول میں پہلے تو " قیل " کے ساتھ کمزوری کی طرف اشارہ کر رہے ہیں ۔ اور پھر صحابہ کرام کے عمل سے اس کمزوری کو مزید واضح کر رہے ہیں ۔ لیکن " ڈوبتے کو تنکے کا سہارا " کے مصداق نجفی شیعی کو یہ تمام باتیں یکسر نظر آئیں ۔ اور اہل سنت پر الزام دھرنے بیٹھ گیا ۔ بغض و حسد کا کرشمہ ایسا ہی ہوتا ہے ۔

جواب دوم:

اگر نجفی اینڈ کمپنی کو اصرار ہو ۔ کہ " قیل " سے ذکر کیا گیا قول مضبوط ہوتا ہے ۔ (لہذا یہ قول بھی مضبوط ہے) تو اس پر کتب شیعہ سے صرف ایک قول پیش کرتے ہیں ۔ پھر جو کچھ ہو گا ۔ دیکھا جائے گا ۔

المبسوط:

وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَلْحَيَوَانُ كُلُّهٗ طَاهِرٌ فِیْ

marfat.com

حَالِ حَیٰوتِہٖ وَ لَمْ یَسْتَثْنِ الْکَلْبَ وَ الْخِنْزِیْرَ قَالَ اِنَّمَا یَنْجِسُ الْخِنْزِیْرُ وَ الْکَلْبُ بِالْقَتْلِ وَ الْمَوْتِ۔

(المبسوط جلد ۶ ص ۲۷۹ مطبوعہ تہران جدید)

ترجمہ:

بعض شیعہ مجتہد کہتے ہیں۔ کہ ہر حیوان مکمل طور پر پاک ہوتا ہے۔ جب تک وہ زندہ ہوتا ہے۔ اس قاعدہ سے ان مجتہدوں نے نہ تو کتے کو نکالا اور نہ ہی خنزیر کو۔۔۔۔۔ اور کہا ہے۔ خنزیر اور کتا دو صورتوں میں ناپاک ہوتے ہیں۔ قتل ہونے یا مرنے سے۔

زندہ کتے اور سُور کو پاک کہنے والے کون ہیں؟ کبھی ان کی بھی مانی ہے؟ اور پوچھتے ہیں۔ ان "حلال و پاک جانوروں" کا گوشت کیسا ہے۔؟ ذرا بتلاؤ تو سہی؟

ان جوابات سے یہ بات واضح ہوگئی۔ کہ قرآن کریم کا چومنا ہم اہل سنت کے نزدیک ہرگز بدعت نہیں ہے۔ جس طرح بزرگوں کے ہاتھ چومنے جائز ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم کو بوسہ دینا یقیناً درست اور جائز ہے۔ جواب تو یہیں تک تھا۔ اعتراض کے آخر میں نجفی نے جو "تبصرہ" لکھا۔ اُس میں حنفیوں کو ملاؤں کے خصیتین چومنے کا مشورہ دیا۔ جہاں تک اس مشورہ کے جواب کا معاملہ ہے۔ تو ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ اس فعل کے جواز کا کوئی حنفی بھی قائل نہیں۔ لہٰذا اس بات کا اعتراض کے ساتھ کوئی تعلق نہیں البتہ اتنی بات ضرور ہے۔ کہ از قبیلۂ خرافاتِ نجفی یہ مشورہ ایک نمونہ ہے۔ ہم حنفیوں کو ایسا مشورہ دینا زیب نہیں دیتا۔ کیونکہ اس کا ثبوت کوئی نہیں۔ اور نہ ہی ہم میں سے کوئی اس کے جواز کا قائل ہے۔ البتہ نجفی اور اس کے ہم مشرب لوگوں کو ہم ایک یاد دلیل

marfat.com

اور باثبوت مشورہ دے رہے ہیں۔ سُنیئے!

از حضرت امام موسے پرسید ند کہ اگر کسی فرج زن را بوسد۔ چوں است؟ فرمود باکی نیست۔

حلیۃ المتقین ص۱۴۱ در فضیلت تزویج

ترجمہ:

لوگوں نے امام موسے کاظم سے دریافت کیا۔ یا حضرت! اگر کوئی شخص عورت کی شرمگاہ کو چوم لیتا ہے۔ تو یہ کیسا ہے؟ فرمایا۔ کوئی خطرہ کی بات نہیں۔

ذرا فرمایئے تو۔ اپنے امام کے قول وارشاد پر عمل کرتے ہو؟ اگر عمل نصیب ہے۔ تو اس بوسہ بازی سے ہفت طبق روشن ہو جاتے ہوں گے۔ ایسا ذائقہ اور مٹھاس شاید تہیں شہد میں بھی نہ ملے۔ ہمارا یہ مشورہ نہ سمجھیں۔ بلکہ اپنے امام کی باتیں ہیں جو کچھ آپ کی کتابوں میں ہیں۔ اگر یہ کہیں۔ کہ پوچھنے والے نے تو امام سے اپنی عورت کہہ کر سوال نہیں کیا۔ (اگر یہی سوال ہوتا تو "فرج زنِ خود را" کے الفاظ ہوتے) بلکہ "فرج زن" کہہ کر دریافت کیا۔ جس کا معنی یہ ہے۔ کہ کسی عورت کی شرمگاہ چومے۔ تو یہ کھلی بات ہو گئی۔ جب بھی کام و دہن کا ذائقہ خراب ہوا۔ اپنے امام کا نسخہ استعمال کیا۔ نہ اپنی دیکھی نہ کسی دوسرے کی۔

نوٹ:

حاشا وکلا۔ حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ ایسی گری ہوئی بات فرمائیں۔ یہ پاکیزہ شخصیات ان باتوں سے مبرا ہیں۔ یاروگوں نے محض اپنی تماش بینی کے لیے ان پاکیزہ شخصیات کا سہارا لیا۔ جھوٹی باتیں ان کی طرف منسوب کر کے اپنا

marfat.com

الو سیدھا کرنے بیٹھ گئے۔ نہ وہ ان کے امام اور نہ یہ ان کے چاہنے والے۔ اس قسم کی باتیں کرنے والا کوئی اور موسے نامی شخص ہو گا۔ اس دو فرضی امام موسیٰ، کے لیے تم نے امام کے لفظ استعمال کیے۔ ورنہ سیدنا حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کی ادنیٰ توہین بھی ناقابل برداشت ہے۔ ہم اہل سنت کا تو یہی عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرات اہل بیت اور ائمہ عظام کی سچی اور حقیقی محبت سے نوازے۔ آمین

(فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ)

marfat.com

اعتراض نمبر ۲

قرآن مجید کا نرم و نازک رحل

حقیقت فقہ حنفیہ:

سنی فقہ میں ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی رانوں میں سر رکھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔

(زاد المعاد لابن قیم باب سیرۃ النبی مع ازواج)

نوٹ:

فقہ نعمان کے وارے وارے جاواں۔ تلاوت قرآن مجید کے لیے نرم و نازک رحل تجویز کیا ہے۔ مولانوں کو چاہیئے کہ سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کریں۔ اور شبینوں میں بیویوں کو مسجد میں لے جائیں اور ان کی رانوں میں سر رکھ کر قرآن شریف پڑھیں اور تراویح شریف کے لیے بھی یہی رحل مناسب رہے گا۔

(حقیقت فقہ حنفیہ صفحہ نمبر ۷۵)

جواب ۱:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ران پر سر رکھ کر تلاوت قرآن کریم کرنے میں کونسا عیب ہے۔ جو نجفی کو نظر آیا۔ اس کے خبث باطنی کو ملاحظہ کریں۔ کہ رانوں پر کو "رانوں میں" تبدیل کر کے بے حیائی کا ریکارڈ توڑ دیا۔

marfat.com

اور " میں ،، کے ذریعہ یہ باور کرانے کی کوشش کی۔ کہ معاذ اللہ حضرت، عائشہ رضی اللہ عنہا۔ کا جسمِ اقدس برہنہ تھا۔ اور ایسے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سر رکھ کر قرآن پڑھا۔ حاشا و کلا۔ روایت مذکورہ کا یہ خبیث مفہوم نجفی کے سوا کبھی کسی نے نہیں کیا۔ جہاں تک اس روایت کا مفہوم ہے۔ وہ یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کبھار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سر رکھ کر تلاوت قرآن کریم فرمایا کرتے تھے۔ ایسا کرنے میں کون سی قباحت ہے؟

روایت کے مفہوم کو اپنے مطلب کے مطابق بنا کر پھر " نوٹ ،، لکھ کر نجفی نے سیدہ امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کی گود میں نرم و نازک رحل سے تشبیہ دی۔ گویا ازراہ تمسخر اور استہزاء یہ حاشیہ آرائی کی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مقدسہ کے ساتھ مذاق اڑانا کس قدر باعثِ گمراہی اور غضب الٰہی کا سبب ہے؟ اسی نجفی کے ایک گروہ کی زبانی سنیئے۔

منہج الصادقین:

مَنْ اَذْنَبَ ذَنْبًا ثُمَّ تَابَ مِنْهُ قُبِلَتْ تَوْبَتُهٗ اِلَّا مَنْ خَاضَ فِیْ اَمْرِ عَائِشَۃَ۔ یعنی ہرگاہ کسی گناہی کند از آں توبہ نماید توبہ او مقبول است مگر آں کس در امر عائشہ خوض کردہ۔

(منہج الصادقین جلد ۶ ص ۲۶۸

سورہ نور۔ مطبوعہ تھران جدید)

ترجمہ:

جب بھی کوئی شخص کوئی گناہ کرتا ہے۔ اور پھر توبہ کر لیتا ہے۔ تو اس کی توبہ مقبول ہوتی ہے۔ مگر اس شخص کی توبہ ہرگز قبول نہیں ہوتی جس

marfat.com

نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں عیب جوئی کی

جوابِ ۲:

روایت مذکورہ میں اگر ادھر اُدھر کھینچ کر کوئی بات قابل اعتراض بنتی ہے۔ تو یہ کرایسا کرنا تہذیب سے گرا ہوا فعل ہے۔ یعنی اس فعل کو غیر مہذب کہہ کر پھر حاشیہ آرائی کی گئی ہے! اہل تشیع کی معتبر کتاب سے ایک حوالہ پڑھ لیں۔

تہذیب المتین:

القصہ حضرت امیر فرماتے ہیں۔ کہ اس صبح کو سردی زیادہ تھی۔ میں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک چادر میں لپٹے تھے۔ جب ہم نے حضرت کی گفتگو حضرت اسماء کے ساتھ سنی۔ تو چاہا کہ اٹھ کر علیحدہ ہو جائیں حضرت نے اپنے حق کی قسم دی۔ کہ اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔ ناچار ہم اسی طرح لیٹے رہے۔ تا آنکہ حضرت آکر ہمارے سرہانے بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں ہمارے بیچ پھیلا دیئے۔ داہنا پاؤں میں نے اپنی چھاتی سے اور بایاں پاؤں فاطمہ نے اپنی چھاتی سے لگالیا۔ کہ خنکی ان کی دور ہو۔ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ حلال کلام میں غیرت نہیں چاہیئے۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی و فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ کو شب زفاف فرمایا۔ کہ کوئی کام نہ کرنا تاوقتیکہ میں تمہارے پاس نہ آؤں۔ اور جب صبح کو ان کے پاس تشریف لائے تو پائے مبارک ان کے درمیان دراز کیے۔ اور وہ بچھونے پر لیٹے ہوئے تھے

(تہذیب المتین جلد اول ص ۸۲ مطبوعہ یوسفی دہلی طبع قدیم)

marfat.com

نوٹ:

نجفی وغیرہ اہل تشیع کے ہاں حضرات صحابہ کرام اور ازواج مطہرات خصوصا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازیبا الفاظ کہنا اور لکھنا ایک عام معمول ہے۔ لیکن اہل بیت کرام کے متعلق ہم ان (اہل تشیع) کے رویہ کے پیش نظر کبھی بھی یہ جرأت نہیں کرتے۔ اس لیے "تہذیب المتین" کے مصنف مولوی سید مظہر حسین نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو لکھا۔ کہ آپ فرماتے ہیں "وہ ملال کلام میں غیرت نہیں چاہیے" حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا دونوں ایک چادر میں بیٹھے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے ایک پاؤں علی المرتضیٰ کی چھاتی اور دوسرا جنابہ فاطمہ کی چھاتی پر رکھا الخ۔ گویا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس واقعہ کے درست ہونے کی دلیل پیش کی جا رہی ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بقول اہل تشیع اگر حضرت شیر خدا اور خاتونِ جنت کی شبِ زفاف سے فراغت پر جبکہ دونوں ایک ہی بستر پر تھے۔ اپنے پاؤں ان دونوں کی چھاتیوں پر رکھنا جائز ہے۔ تو قرآن کریم کی تلاوت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سر رکھ کر کرنا کس قدر قبیح ہوا؟ وہی حاشیہ یا واقعہ کے مطابق اِدھر اُدھر کی بکواسات "تہذیب المتین" کی عبارت پر بھی کی جا سکتی ہیں۔ لیکن نجفی کی بے غیرتی اور اہل بیتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) سے تمسخر کے باوجود ہم ان مقدس حضرات کے متعلق وہ سوچنا بھی پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ اور خاتون جنت اِن کے نہیں ہمارے محبوب اور پیشوا ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

جواب ۳:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سر رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن کریم پڑھنا اسی لیے تجھی کو گھناؤنا ہوگا۔ کہ ایسا کرنے میں قرآن کریم کی عزت وادب نہ رہا تو اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ حیران کن صورت تمہاری کتابوں میں موجود ہے۔ ملاحظہ ہو۔

المبسوط:

وَلَا يَقْرَاءُ الْقُرْاٰنَ عَلٰى حَالِ الْغَائِطِ اِلَّا اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ

(المبسوط جلد اول ص ۱۸

مطبوعہ ایران جدید)

ترجمہ:

پاخانہ کرتے وقت قرآن نہ پڑھا جائے۔ مگر آیت الکرسی کی تلاوت کی جائے)

اس حوالہ پر ہم تبصرہ نہیں کرتے۔ بس اسی ذہن سے جو چاہیں، کریں۔ ہم نے صرف الزامی جواب دیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود اور بیت الخلاء ان میں کیا مناسبت ہے۔ لیکن یہ جائز اور وہ قابل اعتراض؟

marfat.com

اعتراض نمبر ۴

حقیقت فقہ حنفیہ: فقہ حنفی میں نجاست چاٹنا جائز ہے۔

سنی فقہ میں ہے۔ کہ اِذَا اَصَابَتِ النِّجَاسَۃُ بَعْضَ اَعْضَائِہٖ وَلَحِسَ بِلِسَانِہٖ حَتّٰی ذَھَبَ اَثَرُھَا۔ جب انسان کے کسی بھی عضو پر کوئی نجاست لگ جائے۔ اور آدمی اُس کو چاٹ لے۔ یہاں تک کہ اس نجاست کا نشان ختم ہو جائے۔ تو وہ عضو پاک ہے
(فتاوٰی قاضی خان کتاب الطہارۃ ص ۱۱)

نوٹ:

حضرت نعمان امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ شاہ نے کیا پھلجڑی چھوڑی ہے۔ نعمان کے مذکورہ فتویٰ کا یہ مطلب ہوا۔ کہ اگر کسی کے آلۂ تناسل پر منی یا پیشاب لگ جائے۔ اور وہ خود تکلیف کرکے اُسے چاٹ لے یا کسی حنفی بھائی سے چٹوائے تو آلۂ تناسل پاک ہے۔ (حقیقت فقہ حنفیہ ص ۸۱)

جواب:

اعتراض کے جواب سے قبل اس معاملہ کی وضاحت ضروری ہے۔ تاکہ حقیقت حال سامنے آجائے۔ نجاست دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک جرمی دوسری غیر جرمی۔ جرمی وہ جس کا وجود نظر آئے۔ اور دُور کرنے سے دور ہو جائے۔ جیسا کہ

marfat.com

پاخانہ، گوبر اور خون غیر جرمی اس کے خلاف جیسا کہ پیشاب اور نجس پانی۔ قانون یہ ہے کہ احناف کے ہاں نجاست جرمی کی وجہ سے ناپاک چیز اس وقت پاک ہو جاتی ہے۔ جب اس نجاست کے وجود کو کسی طریقہ سے ختم کر دیا۔ اور اس چیز پر دیکھنے میں نظر نہ آتی ہو۔ اسی قانون کی روشنی میں اگر پانی وغیرہ دستیاب نہ ہونے کی صورت میں کرمن سے وہ نجاست زائل کی جا سکے۔ اگر کوئی شخص خلاً ہاتھ پر لگی ہوئی اس نجاست کو زبان سے چاٹ کر صاف کر دیتا ہے۔ (اور تھوک تو بہر حال وہ پھینک ہی دے گا) تو وہ ہاتھ پاک ہو جائے گا۔ مسئلہ اس قدر تھا۔ اب اس کو مذاق میں ڈال دینا اس میں ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ نجفی نے پلید ذہن اور نجس سوچ سے نجاست کو "منی" پر محمول کیا۔ اور عضو سے مراد آلہ تناسل لے لیا۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ احناف کے اس قانون پر کوئی اعتراض کرتا۔ اور اسے قرآن و سنت کی تعلیمات کے خلاف قرار دیتا۔ لیکن اس کی بجائے بے حیائی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ اس کا جواب ہم کیا دیں۔ کچھ اسی قسم کے مسائل حضرات ائمہ اہل بیت کے اقوال سے بھی ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔ حوالہ ملاحظہ ہوں۔

من لا یحضرہ الفقیہ:

وَسَأَلَ حَنَّانُ بْنُ سَدِيْرٍ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ اِنِّیْ رُبَمَا بُلْتُ فَلَا اَقْدِرُ عَلَى الْمَآءِ وَيَشْتَدُّ ذَالِكَ عَلَیَّ فَقَالَ اِذَا بُلْتَ وَتَمَسَّحْتَ فَامْسَحْ ذَكَرَكَ بِرِيْقِكَ فَاِنْ وَجَدْتَ شَيْئًا فَقُلْ هٰذَا مِنْ ذَاكَ۔

(من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص ۴۱ مطبوعہ تہران جدید۔ ج۔۲۔ ص ۱۴ مطبوعہ لکھنؤ قدیم)

marfat.com

ترجمہ:

حنان بن سدیر نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں بعض دفعہ پیشاب کرنے کے بعد پانی کی قدرت نہیں رکھتا (کہ اس سے استنجاء کروں) مجھ پر یہ بات بہت دشوار گزرتی ہے۔ (تو ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہیئے؟) امام موصوف نے فرمایا۔ تو جب پیشاب کر چکے۔ اور ذکر کو ادھر اُدھر کی چیز سے پونچھے۔ تو پھر اپنے تھوک، کو ہاتھ پر لگا کر اس کے ذریعہ اُسے صاف کر لیا کر۔ (یعنی تھوک سے پانی کا کام لے کر استنجاء کر لیا کر) اگر آلۂ تناسل پر تھوک لگانے کے بعد کچھ (تری وغیرہ) معلوم ہو۔ تو یہ سمجھ لیا کر۔ کہ یہ تری وغیرہ تھوک ہی ہے (کوئی دوسری چیز نہیں یعنی پیشاب یا منی)

نجفی صاحب! احناف کے قانون کے تحت ایک فرضی جزئی تھی۔ جس پر تمہیں پھبتی کسنے کا موقعہ ملا۔ اب اپنے گھر کی ایک ایسی جز کو بھی دیکھو۔ جو جناب حنان بن سدیر کو کئی مرتبہ پیش آئی۔ اور اس کے جواب پانے پر بھی ایسا واقعہ بارہا آیا ہوگا کہ آلۂ تناسل پر تھوک لگاؤ۔ اور پھر جو کچھ نکلے وہ تھوک ہی سمجھو۔ اور اگر تھوک لگاتے وقت اس نے "علم" بلند کر دیا۔ اور سفید پانی کی بارش شروع ہو گئی۔ تو پھر بھی پرواہ نہیں۔ بڑا سستا اور لاجواب نسخہ ہے۔

اگر اس فرضی جزء میں قباحت یہ نظر آئی۔ کہ اس طرح نجاست تھوک کے ذریعہ منہ میں چلی جائے گی۔ (جب کہ تھوک پھینکا نہ جائے۔ اور اگر پھینک دیا جائے۔ تو یہ خدشہ بھی موجود نہیں ہے) اور منہ نجس و ناپاک ہو جائے گا۔ تو یہاں تو صرف ایک احتمال ہے۔ ہم تمہیں دکھاتے ہیں۔ کہ ہر مرنے والا شیعہ منہ اور ناک میں ڈھیروں منی لیے ہوئے مرتا ہے۔ جس کو صاف کرنے کا کوئی موقع نہیں رہتا۔

marfat.com

من لایحضرہ الفقیہ:

وَ سُئِلَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِأَيِّ عِلَّةٍ يُغَسَّلُ الْمَيِّتُ قَالَ تَخْرُجُ مِنْهُ النُّطْفَةُ الَّتِي خُلِقَ مِنْهَا تَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ اَوْ مِنْ فِيْهِ۔

(۱۔ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل
ص ۸۴ فی غسل المیت مطبوعہ
تہران طبع جدید)
(۲۔ من لا یحضرہ الفقیہ ص ۳۱/۲
مطبوعہ لکھنؤ طبع قدیم)

ترجمہ:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا۔ کہ مردہ کو غسل کیوں دیا جاتا ہے؟ (اس کی علت کیا ہے) فرمایا اس لیے کہ وہ نطفہ کہ جس سے وہ مرنے والا پیدا ہوا تھا۔ اب مرتے وقت اس کی آنکھ یا اُس کے منہ سے نکلتا ہے۔ (جس کی وجہ سے اُسے غسل دیا جاتا ہے۔

نجفی شیعی ذرا بتلاؤ۔ اُس فرضی جز پر مذاق اُڑایا ہے۔ تو یہ کیسی فقہ ہے۔ کہ جس میں ہر مرنے والے (شیعہ) کے منہ میں منی آجاتی ہے۔ آنکھوں میں اس کا جلوہ ہوتا ہے۔ شاید اس لیے کہ مرنے والا شیعہ ساری زندگی حضرات صحابہ کرام کو جس زبان سے برُا بھلا کہتا رہا۔ وہ زبان مرتے وقت اسی لائق ہے۔ کہ اُسے منی سے نہلایا جائے۔ اور وہ آنکھ جو حق بینی سے اندھی ہو جایا کرتی تھی۔ اُس کا سرمہ

marfat.com

اس پلید چیز کو بنایا جائے۔ جس سے ہر ذی شعور متنفر ہوتا ہے۔ پھر عجیب بات یہ ہے۔ کہ مُردے کو غسل دیتے وقت اُس کے مُنہ میں پانی ڈال کر کلی کرنا اور اس کی آنکھوں میں پانی ڈال کر طہارت کرنا خود ان شیعہ لوگوں کے نزدیک بھی درست نہیں ہے۔ اب کیا صورت بنے گی۔ کہ مرنے والا تو مر گیا۔ لیکن خود نہ کلی نہ کر سکتا ہے۔ نہ آنکھیں پاک کر سکتا ہے۔ اور نہ اس کے غسل دینے والے ان دونوں کو پاک کرنے کے لیے پانی استعمال کرتے ہیں۔ صرف روئی سے صاف کیا جا سکتا ہے۔

حیرت پر حیرت یہ ہے۔ کہ شیعہ کو مرتے وقت کلمہ طیبہ زبان پر جاری ہونا بھی نصیب ہوتا نظر نہیں آتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے۔ کہ اپنے مُردوں کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرو۔ بوقتِ مرگ مُنہ اور آنکھوں میں منی کا ہونا اس طرف تشریف لے جانے کا اشارہ ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حجۃ الاسلام کے ذہن میں اور قلب و روح میں یہ ایسی سمائی ہوئی ہے۔ کہ تحریر میں اسی کا تذکرہ ہوتا ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ

marfat.com

اعتراض نمبر۵

فقہ حنفی میں پیشاب کے قطرے پاک ہیں

حقیقت فقہ حنفیہ

سنی فقہ میں ہے۔ کہ پیشاب کے چھوٹے چھوٹے قطرات پاک ہیں۔
(فتاوی عبدالحی ص ۱۰۵)

(حقیقت فقہ حنفیہ ص ۸)

جواب:

اعتراض مذکورہ میں دو باتیں قابل توجہ ہیں۔ "پیشاب کے چھوٹے چھوٹے قطرات" اور دوسری بات "پاک ہیں" فتاوی عبدالحی کہ جس کا نجفی شیعی نے حوالہ دیا۔ اس میں ان دونوں باتوں کا ذکر نہیں۔ پہلے الفاظ کی جگہ یہ لفظ ہے۔ "ننھے ننھے چھینٹے" اور دوسرے کی جگہ "معاف ہیں" مذکور ہے۔ ان دونوں میں بہت زیادہ فرق ہے۔ اور سوال وجواب میں ان کی حیثیت علیحدہ علیحدہ کیفیت کی حامل ہوتی ہے۔ فتاوی مذکورہ میں یہ الفاظ ایک سوال کے جواب کے طور پر مرقوم ہیں۔

فتاوی عبدالحی:

(سوال) پیشاب کے ننھے ننھے چھینٹے اگر بدن پر پڑ جائیں۔ تو کیا حکم ہے۔؟
(جواب) معاف ہیں۔ صحیح بخاری کی شروح میں ہے۔ کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری پیشاب کرتے وقت اس لحاظ سے کہ چھینٹے اڑ کر بدن پر نہ پڑیں۔ شیشے کے اندر

marfat.com

پیشاب کرتے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا۔ ایسا نہ کیا کرو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایستادہ پیشاب کرتے دیکھا ہے۔ جس میں چھینٹیں پڑنے کا زیادہ احتمال ہے۔

(فتاویٰ عبدالحی جلد اول ص ۱۰۵ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی)

فتاویٰ کی اصل عبارت (جو سوال وجواب کی صورت میں ہے) آپ نے ملاحظہ کی۔ سوال ننھے چھینٹوں کے بارے میں تھا۔ اور جواب میں "معاف ہیں" کے الفاظ ہیں ہم نے فتاویٰ کی عبارت اس لیے نقل کی۔ تاکہ نجفی کی بے ایمانی اور عبارت میں اس کی بددیانتی اور خیانت آپ پر واضح ہو جائے۔

وضاحت:

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر کی بنا پر کھڑے ہو کر چند مرتبہ پیشاب فرمایا۔ جس سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہی سمجھا۔ کہ اس طرح جسم یا کپڑوں پر چھوٹی چھوٹی چھینٹیں پڑنے (بہ نسبت پیشاب کرنے کے) کا زیادہ احتمال ہے۔ لہٰذا انہوں نے حضرت ابو موسےٰ اشعری کو تکلیف سے منع کر دیا۔ اس حدیث اور اس سے مولانا عبدالحی کا استشہاد اس امر کی نشاندہی کرتا ہے۔ کہ ایسے ننھے ننھے چھینٹوں سے کپڑا نجس نہیں ہوتا۔ لہٰذا اسے دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ ہی جسم پر پڑنے کی صورت میں جسم کو دھو کر پاک کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ عموم بلویٰ کے طور پر یہ معاف ہیں۔ یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ چھوٹے چھوٹے چھینٹے پاک ہیں۔ پیشاب کی چھینٹ اور پھر پاک ہو یہ کون کہہ سکتا ہے۔ لیکن نجفی شیعی نے کمال چالاکی سے یہ لکھ دیا۔ کہ سنی فقہ میں وہ چھینٹے "پاک" ہیں۔ اگر مطلب یہی لیا جائے۔ تو تمہاری

maktabah.org

فقہ کے مطابق بقدر درہم نجاست لگی ہو۔ تو وہ پاک ہے۔ ہم نے بقول نجفی پیشاب کی چھوٹی سی نکل آنے والی چھینٹ کو پاک کر دیا۔ لیکن فقہ شیعہ نے تو ربھر خون کو پاک کہہ دیا۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

الروضة البهية فی شرح اللمعة الدمشقیہ:

عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ وَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ قَالَ لَا بَأْسَ اَنْ یُّصَلِّیَ الرَّجُلُ فِی الثَّوْبِ وَفِیْهِ الدَّمُ مُتَفَرِّقًا شِبْهَ النَّضْحِ وَاِنْ كَانَ قَدْ رَاٰهُ صَاحِبُهٗ قَبْلَ ذٰالِكَ فَلَا بَأْسَ بِهٖ مَالَمْ یَكُنْ مُجْتَمِعًا قَدْرَ الدِّرْهَمِ۔

(۱۔ الروضۃ البہیۃ الخ جلد اول
ص ۲۰ مطبوعہ قم طبع جدید
(۲۔ الوسائل جلد چہارم ص ۳۰
باب النجاسات)

ترجمہ:

حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ کہ جب کسی شخص کے کپڑے پر خون لگا ہوا ہو۔ اور وہ ایک جگہ جمع نہ ہو۔ بلکہ متفرق ہو۔ تو اس کے دھوئے بغیر اس کپڑے کو پہنے ہوئے نماز پڑھ لینا درست ہے۔ اگرچہ اس شخص نے نماز سے قبل وہ خون دیکھ بھی لیا ہو۔ پھر بھی کوئی حرج نہیں۔

marfat.com

لمحہ فکریہ:

فتاویٰ عبدالحی میں چھوٹے چھوٹے پیشاب کے چھینٹوں کو معاف کہا گیا اسی طرح دو اماموں نے خون کے قطرات متفرقہ کو معاف کہا۔ اور ان کو دھوئے بغیر نماز درست فرمائی لہٰذا نماز کا درست ہونا، اگر ہمارے مسلک میں چھینٹوں کے پاک ہونے کے مترادف تھا۔ تو بعینہ اسی قاعدہ سے امام جعفر و امام باقر رضی اللہ عنہما کے فتویٰ کے مطابق خون کے متفرق قطرات پاک ہوں گے۔ اب ہم پوچھتے ہیں۔ کہ نجفی صاحب! دونوں اماموں کا فتویٰ اگر درست ہے۔ تو تم نے بکواس کی۔ اور اگر وہ غلط ہیں۔ اور تو سچا ہے۔ تو پھر جھوٹوں کی امامت کون تسلیم کرے گا۔ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ امامین کا فتویٰ درست ہے۔ لیکن نجفی اُن کا پیروکار نہیں۔ بلکہ یہ حسد و بغض اور عداوت کا بندہ ہے۔ جو وہ کہتی ہیں۔ وہی لکھتا ہے۔

اور اگر نجفی کی منطق یہ کہتی ہو۔ کہ پیشاب کے چھینٹے جس چیز پر پڑ جائیں۔ اُسے نجس کر دیتی ہیں۔ وہ پانی ہو یا کپڑا اُس کا استعمال درست نہیں رہتا۔ تو ہم ان کی کتب سے یہ دکھا سکتے ہیں۔ کہ یہ منطق بالکل غلط ہے۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

فروع کافی:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الْمَاءِ الَّذِيْ تَبُوْلُ فِيْهِ الدَّوَابُّ وَتَلَغُ فِيْهِ الْكِلَابُ وَيَغْتَسِلُ فِيْهِ الْجُنُبُ قَالَ اِذَا كَانَ الْمَاءُ قَدْرَ كُرٍّ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْئٌ۔

(۱۔ فروع کافی جلد سوم ص ۲ مطبوعہ تہران جدید)

(۲۔ تہذیب الاحکام جلد اول ص ۱۱۷)

marfat.com

ترجمہ

محمد بن اسلم کا بیان ہے۔ کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ایسے پانی کے پاک یا ناپاک ہونے کے بارے میں دریافت کیا۔ جس میں چارپائے پیشاب بھی کرتے ہیں۔ کتے اس میں داخل ہوتے ہیں۔ اور جنبی آدمی اس میں غسل کرتے ہیں۔ فرمایا۔ جب یہ پانی "کُر" کے برابر ہو۔ تو اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی۔

لفظ "کُر" سے کتنی مقدار مراد ہے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں:-

فروع کافی:

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قَالَ الْكُرُّ مِنَ الْمَاءِ نَحْوُ حُبِّي هَذَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى إِلَى حُبٍّ مِنْ تِلْكَ الْحِبَابِ الَّتِي تَكُونُ بِالْمَدِينَةِ

(فروع کافی جلد سوم ص ۳
مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "کُر" میرے اس مٹکے میں پڑے پانی کی مقدار کو کہتے ہیں۔ آپ نے یہ فرماتے وقت ایک مٹکے کی طرف اشارہ کیا۔ جو مدینہ منورہ میں پائے جاتے تھے۔

marfat.com

تبصرہ:

اہل تشیع کے پاس ایک مٹکا بھر پانی ہو۔ اور اُس میں کتے بلے داخل ہو کر نکلتے رہیں۔ گھوڑے گدھے پیشاب کریں۔ اور جنبی مرد و عورت اور اس میں غسل کرتے رہیں اس کے باوجود وہ ناپاک ہونے کا نام تک نہیں لیتا۔ اس سے وضو بھی جائز اور اس وضو سے نماز بھی درست۔ اور یہ فتویٰ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ کسی معمولی آدمی کا نہیں۔ اور اس طرف چھوٹے چھوٹے چھینٹے ہوتے ہوئے نماز کے جواز پر اعتراض کیا جا رہا ہے۔ آخر یہ کہاں کی منطق اور دانشمندی ہے۔؟ مزید وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔

من لایحضرہ الفقیہ:

وَمَنْ اَصَابَ قَلَنْسُوَةٌ اَوْ عِمَامَتَهٗ اَوْ تِكَّتَهٗ اَوْ جَوْرَبَهٗ اَوْ خُفَّهٗ مَنِيٌّ اَوْ بَوْلٌ اَوْ دَمٌ اَوْ غَائِطٌ فَلَا بَاْسَ بِالصَّلٰوةِ فِيْهِ وَذَالِكَ لِاَنَّ الصَّلٰوةَ لَاتَتِمُّ فِيْ شَيْئٍ مِنْ هٰذَا وَحْدَهٗ۔

(من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل ص ۴۲ مطبوعہ تہران طبع جدید)
(من لایحضرہ الفقیہ جلد اول ص ۲۲ طبع قدیم لکھنؤ)

ترجمہ:

جس کی ٹوپی، پگڑی، چادر اور تہبند جرابوں پر اگر منی، خون، پیشاب

maarfat.com

پاخانہ لگ جائے۔ تو ان کو پہنے ہوئے نماز پڑھنا درست ہے کیونکہ
ان کپڑوں میں سے کسی ایک کپڑے کو تنہا پہن کر نماز مکمل نہیں ہوتی
ان حوالہ جات کی روشنی میں نجفی شیعی کی تسلی ہو جانی چاہیئے۔ کیونکہ بول کے نہ
معمولی چھینٹے اُسے کیوں کھٹکتے تھے۔ اور انہیں اعتراض کرنے کے لیے اُڑ ا یکن
یہ نظر نہ آیا۔ کہ اپنی فقہ نے تو حد کر دی ہے۔ ٹٹی سے بھرا تہبند، خون سے بھری چادر
پیشاب میں بھیگی ہوئی ٹوپی ان کے ساتھ بھی نماز ادا کی جا رہی ہے۔ اور فرق
نہیں پڑتا۔

مختصر یہ کہ اب نجفی کو فیصلہ کرنے پر ہم مجبور کریں گے۔ کہ اگر وہ حضرات ائمہ اہلبیت
کا پیروکار کہلاتا ہے۔ تو اُسے ان سے مروی روایات کی روشنی میں امام اعظم ابوحنیفہ
کی فقہ پر اعتراض نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اگر ان کی پیروی اسے منظور نہیں۔ تو پھر معاملہ ختم
اس کی راہ اور، اور ہماری اور۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

اعتراض نمبر ۶

فقہ مالکی میں خنزیر وغیرہ کا جھوٹا پاک ہے۔

حقیقت فقہ حنفیہ:

رحمۃ الامہ فی اختلاف الائمہ:

سنی فقہ میں ہے۔ قَالَ مَالِكٌ بِطَهَارَةِ السُّؤْرِ مُطْلَقًا۔

ترجمہ:

امام مالک کہتا ہے۔ کہ کتے اور خنزیر کا جھوٹا بلکہ ہر شئی کا جھوٹا پاک سمجھتا ہے۔

(رحمۃ الامہ فی اختلاف الائمہ ص ۱۰ برحاشیہ میزان)

نوٹ:

سنی فقہ بلے بلے اگر کتے اور خنزیر کا جھوٹا بھی پاک ہے۔ تو پھر مزا تو تب ہے کہ پہلے کچھ دودھ کتے کو پلا دیا جائے۔ اور پھر اس کا بچا ہوا اس طوائے کو پلایا جائے جو کتے کا جھوٹا پاک سمجھتا ہے۔ (حقیقت فقہ حنفیہ ص ۸۲)

جواب:

ہم اس سے پہلے گزارش کر چکے ہیں۔ کہ ہم ان اعتراضات والزامات کا جواب دینے کے پابند ہیں۔ جو "فقہ حنفی" پر وارد ہوتے ہیں۔ اور جن کا تعلق

marfat.com

ہماری فقہ سے نہیں اُن کا جواب ہمارے ذمہ نہیں۔ جس کتاب سے نجفی شیعی نے مذکورہ حوالہ تحریر کیا ہے۔ وہ "فقہ حنفی" کی کتاب نہیں۔ ہم پر اعتراض تب ہوتا اگر کوئی حوالہ ایسا پیش کیا جاتا۔ جس میں امام ابو حنیفہ یا ان کے شاگردوں کی زبانی یہ تحریر ہوتا۔ کہ کتا اور خنزیر کا جھوٹا پاک ہے۔ مذکورہ مسئلہ فقہ مالکی کا ہے۔ جیسا کہ "قال مالك" کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ اس مسئلہ کا کتاب کے نام سے بالکل کوئی تعلق نہیں۔ ہاں اتنا ضرور ہے۔ کہ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ چونکہ شیعہ نہیں۔ بلکہ سنی ہیں۔ اس لیے ان کا یہ نظریہ بھی "شیعی" کو تنگ کر گیا۔ لہٰذا اس اعتبار سے ہم اُن کی طرف سے اس اعتراض کے بارے میں کچھ کہہ دیتے ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کتے اور خنزیر کے جھوٹے کو پاک کہا۔ اور نجفی کے پیٹ میں درد اٹھا۔ لیکن اس کے بڑے کتے بلے اور خنزیر کی ذات کو بھی پاک قرار دیتے ہیں۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

المبسوط:

وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَلْحَيَوَانُ كُلُّهُ طَاهِرٌ فِيْ حَالِ حَيٰوتِهِ وَلَمْ يَسْتَثْنِ الْكَلْبَ وَالْخِنْزِيْرَ قَالَ اِنَّمَا يَنْجِسُ الْخِنْزِيْرُ وَالْكَلْبُ بِالْقَتْلِ وَالْمَوْتِ۔

(المبسوط جلد ۱ صفحہ ۲۷
کتاب الاطعمہ الخ مطبوعہ تہران
طبع جدید)

ترجمہ:
بعض شیعہ علماء کہتے ہیں۔ کہ تمام حیوان پاک ہیں۔ جب تک وہ زندہ

marfat.com

ہیں۔ ان علماء نے کتا اور خنزیر کو بھی اس حکم سے نہیں نکالا۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ کتا اور خنزیر پانی میں قتل کرنے سے یا مرنے سے نجس ہوتا ہے۔

تبصرہ:

جس طرح اہل سنت میں سے مالکی "بعض" ہیں۔ اسی طرح اہل تشیع میں سے "بعض" کا قول ہم نے مبسوط کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے تمام جانوروں کے جھوٹے کو پاک کہا۔ لیکن ان بعض شیعوں نے کتے اور خنزیر کے جھوٹے نہیں بلکہ ان کی ذات کو طاہر کہا۔ تو جس کی ذات طاہر اس کا جھوٹا بھی پاک ہے جیسا کہ نجفی کی ذات اور اس کا جھوٹا پاک ہے۔ اسی طرح کتا، بلا اور سور بھی پاک اور ان کا جھوٹا بھی پاک ہے۔ لہٰذا از رہ مذاق ہم بھی جواباً کہہ سکتے ہیں۔ کہ کارپوریشن والوں کو دوائی کھلا کر کتے مارنے سے قبل نجفی اینڈ برادرز سے رابطہ قائم کرنا چاہیے۔ تاکہ ان کو ٹھکانے لگانے کی زحمت برداشت نہ کرنی پڑے۔ اُدھر سؤروں کو تلف کرنے کی بجائے اگر ان کے پیچھے شیعوں کو چھوڑ دیا جائے۔ تو ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق حکومت کا خرچ بھی بچے گا۔ اور مفت میں پلے ہوئے جانوروں سے عزاداروں کے مزے بھی ہو جائیں گے۔ یہ تو مفت میں گوشت اور وہ بھی موٹے تازے جانوروں کا مل گیا۔ اب ذرا ہاضمہ درست رکھنے کے لیے چٹنی بھی تیار ہے۔

فروع کافی:

عَنْ زُرَارَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَام قَالَ اِنْ سَالَ مِنْ ذَكَرِكَ شَیْءٌ مِنْ مَذْیٍ اَوْ وَدْیٍ وَ اَنْتَ فِی الصَّلٰوةِ فَلَا تَغْسِلْهُ وَلَا تَنْقَطِعِ الصَّلٰوةَ

marfat.com

وَلَا تَنْقُضْ لَهُ الْوُضُوْءَ وَإِنْ بَلَغَ عَقِيْبَكَ فَإِنَّمَا ذَالِكَ بِمَنْزِلَةِ النُّخَامَةِ۔

(فروع کافی جلد سوم ص۳۹ باب المذی والمذی مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

زرارہ کہتا ہے۔ کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اگر تیرے آلۂ تناسل سے نماز پڑھنے کے دوران مذی یا ودی نکل آئے۔ تو اسے مت دھو۔ اور نہ نماز کو توڑو۔ اور نہ ہی اس سے وضو ٹوٹتا ہے اگرچہ وہ مذی یا ودی تیری ایڑیوں تک بہہ کر پہنچ جائے۔ وہ یقیناً بلغمی تھوک کی طرح ہے۔

نجفی صاحب اور دیگر اماموں کو چاہیئے کہ ایسے وقت میں کوئی پلیٹ پاس رکھا کریں۔ اور اسے پاؤں کے نیچے لے لیا کریں۔ تاکہ آلہ تناسل سے گزرنے والی دودھیا چٹنی اس گوشت کو ہضم کرنے کے کام آسکے۔ جو ابھی اوپر سطور میں ان کے لیے تجویز کیا گیا۔ اس خوراک سے وہ مقدرے کھلیں گے۔ جو عزازیل پر بھی مخفی ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

اعتراض نمبر

حقیقت فقہ حنفیہ:

"سُنی فقہ میں وضوء کی شان"

بخاری شریف:

قَالَ الزُّھْرِیُّ اِذَا وَلَغَ فِیْ اِنَاءٍ لَیْسَ لَہٗ وَضُوْءٌ غَیْرُہٗ یَتَوَضَّأُ بِہٖ۔

(بخاری شریف کتاب الوضوء جلد اول ص ۲۱)

ترجمہ:

کہ جب کتا کسی برتن میں پانی چاٹے اور دوسرا پانی بھی موجود نہ ہو۔ تو اس پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے۔

نوٹ:

بخاری شریف بلے بلے اور سنیوں کا امام زہری بھی بلے بلے کہ جنہوں نے کتے کے جھوٹے پانی سے وضو کو جائز قرار دیا۔ اور دین اسلام کا خانہ خراب کر دیا۔ ایسے وضو سے پڑھی ہوئی نماز اولیں فرصت میں قبول ہو گی۔ (حقیقت فقہ حنفیہ ص ۸۲)

marfat.com

جواب:

جیسا کہ ہم گزشتہ اعتراض کے جواب میں تحریر کر چکے ہیں کہ ہم ان اعتراضات کا جواب دینے کے پابند ہیں۔ جو فقہ حنفی پر وارد ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ اعتراض چونکہ امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کی طرف سے نہیں۔ بلکہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ اس لیے فقہ حنفی کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں اعتراض سابق کی طرح ایک سنی ہونے کے رشتہ سے ہم اس کی صفائی میں کچھ پیش کرنا چاہیں گے۔ امام زہری نے کتے کے جھوٹے سے، وضو کرنا جائز کہا۔ اور وہ بھی اس وقت جب اس جھوٹے پانی کے سوا اور کوئی صاف پانی نہ ملتا ہو۔ جیسا کہ نخعی نے ترجمہ کرتے وقت بھی اسے تسلیم کیا۔ گویا حالت اضطراری اور بامر مجبوری ایسا کرنا جائز کہا۔ لیکن فقہ جعفریہ کے قربان کہ اس نے تو ایک ایسا ٹھکا پانی کا جس میں کتے پیشاب کرتے ہوں۔ آدمی اپنی منی دھوئیں۔ اُس سے بھی وضو جائز کر دیا۔ اور وہ بھی کسی اضطرار اور مجبوری کے بغیر۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

فروعِ کافی:

(اعتراض ۵ کے جواب میں چونکہ اصل عبارت تحریر ہو چکی ہے۔ اس لیے یہاں ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ترجمہ:

محمد بن مسلم کہتا ہے۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ کہ وہ پانی جس میں کتا بلا خنزیر وغیرہ جانور پیشاب کرتے ہوں۔ کتے اس میں گھس کر غسل کر کے پیتے ہوں

marfat.com

جنابت والے اس میں نہائیں۔ تو کیا یہ پانی پاک ہے۔ یا نہیں؟
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اگر یہ پانی ایک مشکے کے پانی کے برابر ہو۔ تو اُسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی۔

(۱۔ فروع کافی جلد سوم ص ۲ باب الماء الذی لا ینجسہ الخ مطبوعہ تہران جدید)

(۲۔ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص ۹ مطبوعہ تہران جدید)

بخاری شریف کی روایت کی توضیح

قارئین کرام! بخاری شریف سے ذکر کردہ روایت کی توضیح بھی اسی کے ساتھ موجود ہے۔ لیکن اس کو نجفی شیعی جان بوجھ کر ہضم کر گیا۔ امام زہری کے قول کو پیش کرنے کے بعد اس کی وضاحت یوں درج ہے۔

بخاری شریف:

وَقَالَ سُفْيَانُ هٰذَا الْفِقْهُ بِعَيْنِهٖ لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا وَهٰذَا مَاءٌ وَفِي النَّفْسِ مِنْهُ شَيْءٌ يَتَوَضَّأُ بِهٖ وَيَتَيَمَّمُ

(بخاری شریف جلد اول ص ۲۹ کتاب الوضوء مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی)

marfat.com

ترجمہ:

جناب سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ امام زہری کا مسئلہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ اس آیت کے مطابق ہے۔ فلم تجدو االخ۔ جب تمہیں پانی نہ ملے۔ تو تیمم کرو۔ اور یہ پانی ہے۔ (یعنی جس پانی میں سے کتے نے پی لیا، ہو وہ بقیہ پانی) لیکن اس کے متعلق دل میں کچھ کھٹکا سا لگا ہے۔ لہٰذا اس کراہت کے پیش نظر پانی موجود ہونے کا اعتبار کرتے ہوئے۔ اس سے وضو کیا جائے گا۔ اور شک کی وجہ سے بعد میں تیمم بھی کرنا چاہیئے۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی دلیل یوں بنی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے پاک پانی موجود ہوتے ہوئے اور اس پر قدرتِ استعمال ہونے کی صورت میں تیمم کی اجازت نہیں دی۔ یہ پانی کہ جس کو کتے نے منہ مار کر مشکوک کر دیا۔ دو حالتوں والا ہو گیا۔ ایک یہ کہ "پانی" ہے۔ اس جہت سے اس کے ہوتے ہوئے تیمم درست نہیں اور دوسری حالت یہ کہ پانی تو ہے۔ لیکن علی الاطلاق طاہر نہیں۔ اس لیے نہ ہونے کے برابر ہو گیا لہٰذا تیمم روا ہوا۔ ان دونوں جہتوں کے پیش نظر جناب سفیان ثوری نے امام زہری کے قول کی توجیہہ کر دی۔ کہ اس پانی سے وضو بھی کیا جائے۔ اور تیمم بھی۔

مسئلہ کی اصلیت اپنے مقام پر تھی۔ اور اس کی وضاحت بھی ساتھ ہی مذکور تھی۔

اب اس پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے نجفی کا امام بخاری اور امام زہری کو بگے تگے اور دین اسلام کا خانہ خراب کر دینے والا کہہ کر مذاق اڑانا قابلِ نفرت امر ہے۔ اگر کتے کا جھوٹا وضو کے قابل کہنے پر بخاری شریف قابل طعن، امام زہری قابل گرفت اور دین اسلام کی خرابی لازم آتی ہے۔

گر پھر اس شکے کے پانی سے ذکر جس میں کتے بلے پیشاب کریں غسل جنابت

اس میں کیا جائے ۔) وضو کرنے کے فتوای پر کیا کہو گے ۔ جبکہ اس وضو کے بعد تیمم کا بھی کوئی ذکر نہیں امام زہری نے تو احتیاطاً وضو اور تیمم دونوں کرنے کو کہا۔ اور تمہارے ائمہ نے تو صرف وضو پر ہی اکتفا کیا۔ کتے کے جھوٹے سے عداوت اور پانی میں ملے ہوئے اس کے پیشاب سے منہ دھونا کلی کرنا نجفی کے لیے باعث فخر ہے۔ اگر محبت قابل ستائش ہے تو وہ عداوت قابلِ دید ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

marfat.com

اعتراض نمبر ۸

حقیقت فقہ حنفیہ: **قہقہہ سے وضو باطل**

سنی فقہ میں موجود ہے۔ کہ قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ وَ اَصْحَابُہٗ تَنْقُضُ الْوُضُوْءُ بِالْقَھْقَھَۃِ

(رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ

ص ۱۴ کتاب الطہارۃ)

ترجمہ:

ابوحنیفہ اور اس کے اصحاب کہتے ہیں۔ کہ زور سے ہنسے اس کا وضو باطل ہے۔

نوٹ:

یہ نعمانی گھسلا ہے۔ اور اس کا ثبوت قرآن و سنت میں موجود نہیں۔

جواب:

اعتراض مذکور میں کہا گیا کہ اس مسئلہ کا ثبوت قرآن و حدیث میں موجود نہیں۔ اس سلسلہ میں ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر نفس حدیث کا انکار کیا گیا۔ تو یہ حماقت اور احادیث سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ اور اگر اس کی تاویل یہ کی جائے۔ کہ احادیث تو موجود ہیں۔ لیکن قہقہہ لگانے سے وضو کا ٹوٹنا عقل کے خلاف ہے۔ کیونکہ وضو کے توڑنے میں اصل یہ ہے۔ کہ سبیلین سے کسی چیز کا خروج ہونا چاہیے۔

marfat.com

اور قہقہہ اس فہرست میں نہیں آتا۔ اگر نفس حدیث کا انکار ہے۔ تو ہم سر دست تین عدد احادیث پیش کرتے ہیں۔ تاکہ نجفی کی جہالت واضح ہو جائے۔

حدیث اول: فتح القدیر:

عَنْ مَعْبَدِ بْنِ اَبِیْ مَعْبَدِ الْخُزَاعِیِّ عَنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا ھُوَ فِی الصَّلٰوۃِ اِذْ اَقْبَلَ اَعْمٰی یُرِیْدُ الصَّلٰوۃَ فَوَقَعَ فِیْ زُبْیَۃٍ فَاسْتَضْحَکَ الْقَوْمُ فَقَھْقَھُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ مِنْکُمْ قَہْقَہَ فَلْیُعِدِ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوۃَ

(فتح القدیر جلد اوّل ص ۳۵ باب نواقض الوضوء مطبوعہ مصر قدیم)

ترجمہ:

معبد بن ابی معبد خزاعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک نابینا آیا۔ اور وہ نماز پڑھنا چاہتا تھا۔ لیکن نابینا ہونے کی وجہ سے وہ ایک حوض میں گر گیا۔ اس کے گرنے کی وجہ سے لوگوں نے زور سے ہنسنا شروع کر دیا۔ پھر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز مکمل کر چکے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے جو بھی قہقہہ لگا کر ہنسا ہے۔ اُسے وضو دوبارہ کرنا چاہیے۔ اور نماز کا بھی اعادہ

کرنا چاہیے۔

حدیث دوم: فتح القدیر:

حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَهْقَهَ فِى الصَّلٰوةِ قَهْقَهَةً شَدِيْدَةً فَعَلَيْهِ الْوُضُوْءُ وَالصَّلٰوةُ

(فتح القدیر جلد اول ص ۴۰
مطبوعہ مصر طبع

ترجمہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص نماز میں زور سے ہنسے اسے وضو بھی دوبارہ کرنا پڑے گا۔ اور نماز بھی لوٹانی پڑے گی۔

حدیث سوم: فتح القدیر:

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَهْقَهَ فِى الصَّلٰوةِ قَهْقَهَةً فَلْيُعِدِ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوةَ

(فتح القدیر جلد اول ص ۳۵
مطبوعہ مصر طبع قدیم)

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com

ارشاد فرمایا۔ جس نے نماز میں زور سے قہقہہ لگایا۔ اُسے وضو اور نماز دونوں لوٹانی چاہئیں۔

ان تین عدد احادیث سے وہ مسئلہ صراحت سے ثابت ہے۔ جس کے بارے میں نجفی نے یہ کہا تھا۔ کہ اس مسئلہ کے ثبوت کے لیے کتب حدیث میں کوئی ایک حدیث بھی نہیں۔ تو معلوم ہوا۔ کہ نجفی شیعی کا ایسا کہنا یا تو دھوکہ پر مبنی ہے۔ یا احادیث سے جاہل ہونے کی دلیل ہے۔

اب ہم دوسری طرف آتے ہیں۔ کہ مسئلہ ہذا از روئے عقل درست نہیں کیونکہ "سبیلین سے نکلنا" اس میں موجود نہیں۔ اور نہ ہی کوئی ناپاک چیز کا وقوع ہوا۔ تو اس اعتراض کا جواب یوں دیا جاتا ہے۔ کہ جس طرح وضو کے توڑنے کے لیے کسی چیز کا "سبیلین سے نکلنا" از روئے عقل درست ہے۔ اس کے سوا کوئی چیز وضو کو توڑے تو عقلاً درست نہیں۔ اسی طرح جھوٹ بولنا بھی چونکہ ان چیزوں میں سے نہیں۔ لہٰذا اس سے وضو نہیں ٹوٹنا چاہیئے۔ لیکن مزے کی بات ہے کہ یہ خلاف عقل بات کتب شیعہ میں موجود ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

وسائل الشیعہ:

عَنْ اَبِیْ بَصِیْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَقُوْلُ اَلْکِذْبُ تَنْقُضُ الْوُضُوْءَ۔

(وسائل الشیعہ جلد ۷ ص ۲۰ باب وجوب امساک الصائم عن الکذب مطبوعہ تہران طبع جدید)

marfat.com

ترجمہ:

ابو بصیر کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق کو فرماتے ہوئے سنا کہ "جھوٹ" وضو کو توڑ دیتا ہے۔

واضح بات ہے کہ جس طرح قہقہہ کا تعلق "سبیلین" سے نہیں۔ اسی طرح جھوٹ کا بھی اُن سے کوئی تعلق نہیں۔ جب قہقہہ سے وضو ٹوٹنے پر اعتراض ہے۔ تو جھوٹ سے ٹوٹنے پر خاموشی کیوں؟

وضاحت:

چونکہ قہقہہ سے وضو کا ٹوٹ جانا واقعی خلاف عقل ہے لیکن احادیث میں اس سے وضو ٹوٹنے کی تصریحات موجود ہیں۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اس سے وضو ٹوٹنے پر سبھی ائمہ کا اتفاق ہے لیکن اس کو اصل بنا کر مزید اور کسی چیز کو اس پر قیاس نہیں کر سکتے۔ بلکہ یہ مسئلہ اسی قدر رہے گا۔ اسی لیے ائمہ کرام نے قہقہہ کی صورت میں وضو ٹوٹنے کی ان احادیث کی روشنی میں چند شرائط رکھی ہیں۔ جو یہ ہیں۔

۱۔ قہقہہ لگانے والا نماز با جماعت میں شامل ہو۔

۲۔ نماز بھی وہ ہو جس میں رکوع و سجود ہوں۔

۳۔ قہقہہ لگانے والا نابالغ بھی نہ ہو۔

چونکہ حضرات صحابہ کرام کہ جن سے یہ فعل سرزد ہوا تھا۔ اُن کی اس حالت کے پیش نظر وہی امور شرائط قرار دیئے گئے۔ بہر حال خلاف عقل و قیاس ضرور ہے لیکن اس بارے میں احادیث ایک نہیں کئی موجود ہیں۔ لیکن نجفی کو اپنی فقہ کی وہ چیز نظر نہ آئی۔ جو خلافِ قیاس اور خلاف احادیث ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ دوران نماز اگر

کسی نمازی کی ہوا خارج ہو جائے۔ تو جب تک اس کی آواز سننے میں آئے۔ وضو نہیں ٹوٹے گا۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

فروع کافی:

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفُخُ فِيْ دُبُرِ الْاِنْسَانِ يُخَيَّلُ يُخَيِّلُ اِلَيْهِ اَنَّهُ خَرَجَ مِنْهُ رِيْحٌ فَلَا يَنْقُضُ الْوُضُوْءَ اِلَّا رِيْحٌ تَسْمَعُهَا اَوْ تَجِدُ رِيْحَهَا

(فروع کافی جلد سوم ص ۳۶ کتاب الطہارت)

ترجمہ:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ انسان کی دبر میں شیطان پھونکتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان کو خیال گزرتا ہے۔ کہ اس کو ہوا خارج ہو گئی۔ سو سن رکھو۔ وضو صرف اس ہوا کے خارج ہونے سے ٹوٹتا ہے۔ جس کی آواز سنائی دے۔ یا بدبو محسوس ہو۔

لہٰذا جب تک رانی توپ کا گولہ نہ چلے۔ اس وقت تک نماز میں ڈٹے رہو۔ اس سے کم اگر کچھ خیال شریف میں آئے۔ تو سمجھو کہ شیطان کی شرارت تھی۔ اور اگر توپ نہ چلے۔ تو دوسری صورت یہ ہے۔ کہ گٹر کا منہ کھل جائے۔ اور بدبو سارے امام باڑے کو گھیرے۔ کتنا آرام دہ مسلک ہے۔ جب یہ کیفیت طاری ہو۔ تو دوزخ کے دروازہ کو خوب مضبوطی سے بند رکھو۔ تاکہ بے چاری ہوا ادھ موئی ہو کر سسکیاں

marfat.com

بھرتی نکلے۔ اور کانوں کان خبر تک نہ ہو۔ اور حجۃ الاسلام کی ناک بدبُو کے لیے ترستی رہے۔ بس ساری زندگی وضو رٹوٹنے کا نام تک نہ ہوگا۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ شیوں کی گانڈ سے شیطان کو اتنا پیار کیوں ہے۔ وُہ ان کے سوراخ سے کھیلتا ہے۔ زندگی میں اُس نے اِسے مورچہ بنائے رکھا۔ اور جب دنیا سے اُٹھ گئے۔ تو لمبا سریا دے گیا۔ تا کہ غسل سے قبل رہتی کسر بھی نکل جائے۔ دوستی ہو تو ایسی۔

فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ

marfat.com

اعتراض نمبر ۹
گدھے کی کھال پر مسح

حقیقت فقہ حنفیہ

بخاری شریف:

سنی فقہ میں ہے۔ کہ گدھے کی کھال پر جبکہ اس سے بنا ہوا جوتا پاؤں میں ہو مسح کرنا جائز ہے۔ اور آدمی کے چمڑے پر بھی مسح کرنا جائز ہے
(بخاری شریف کتاب الوضو جلد اول ص ۴۸) (حقیقت فقہ حنفیہ ص ۸۴)

جواب:

بخاری شریف کے باب المسح میں اس نام کی کوئی حدیث موجود نہیں۔ لہٰذا اس کے جواب کی ضرورت بھی نہیں۔ لیکن اس مقام پر ایک بات نجفی سے پوچھی جا سکتی ہے۔ کہ گدھا تمہارے مسلک میں نجس نہیں۔ بلکہ "طاہر" ہے۔ جس کا حوالہ پیچھے گزر چکا ہے اور خنزیر کو فقہ جعفریہ نے نجس العین بھی کہا ہے۔ اس نجس العین کے چمڑے سے بنا ہوا ڈول ہو۔ تو آپ کے مذہب میں اس سے پانی نکالنا جائز ہے۔ یعنی ایسے ڈول سے کنواں بھی پاک ہی رہے گا۔ اور اس ڈول کا پانی پینا بھی جائز ہے۔ اسی طرح سور کے بالوں سے بٹی ہوئی رسی سے بھی تمہارے نظریہ کے مطابق پانی نکالنا درست ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ خنزیر سے اتنا پیار اور گدھے سے اتنی دشمنی؟

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

اعتراض نمبر۱۰

گردن کے مسح کا جائز استحباب

حقیقت فقہ حنفیہ

فتاوی قاضی خان ص ۱۱ جلد اول ذکر ضروریں لکھا ہے۔ کہ گردن کا مسح کرنا نہ ہی سُنت ہے۔ اور نہ ہی آداب میں ہے۔ پس سنی علماؤں سے کوئی پوچھے۔ کہ جب یہ نہ سُنت ہے۔ اور نہ ہی کوئی آداب۔ بلکہ بدعت ہے۔ تو پھر اسی بدعت میں آپ نے بیچاری عوام کو کیوں پھنسایا ہوا ہے۔ (حقیقت فقہ حنفیہ ص ۸۵)

جواب:

اس اعتراض کا جواب فتاوی قاضی خان میں خود موجود ہے۔ اگر نجفی اس کی پوری عبارت نقل کر دیتا۔ تو ہر پڑھنے والے کو اس مسئلہ کی حقیقت واضح ہو جاتی۔ اور اعتراض کی گنجائش نہ رہتی۔ فتاوی کی مکمل عبارت یوں ہے۔

فتاوی قاضی خان:

وَاَمَّا مَسْحُ الرَّقْبَةِ لَيْسَ بِاَدَبٍ
وَلَا سُنَّةٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ سُنَّةٌ
وَعِنْدَ اِخْتِلَافِ الْاَقَاوِيْلِ دَخَانٌ فِعْلُهٗ

marfat.com